ماہنامہ
روحانی ڈائجسٹ
اکتوبر ۱۹۸۴ء
یہ پرچہ بندہ کو خدا تک لے جاتا ہے
اور بندہ کو خدا سے ملا دیتا ہے
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں اُن کی نسبت یوں
مُردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔
Adarts

Marfat.com

تذکرہ

قلندر بابا اولیاءؒ

یہ تذکرہ ہے اس بات سے متعلق کہ اولیاء اللہ کی طرزِ فکر کیا ہوتی ہے اور وہ کون سے علوم ہیں جن سے کشف و کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں سلسلۂ عظیمیہ کے امام، ابدالِ حق قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات، شجرہ، ان سے صادر ہونے والی کرامات اور سلسلۂ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں تاکہ ہم اپنی روحانی صلاحیتوں سے آشنا ہو کر مصیبتوں، پریشانیوں سے نجات حاصل کریں ——— اور غیب کی دنیا سے متعارف ہو جائیں۔

مختصر فہرست

قلندر کسے کہتے ہیں، روحانی تربیت، بیعت
مقامِ ولایت، نسبتِ فیضان، دربارِ رسالت میں حاضری

کشف و کرامات

کبوتر زندہ ہوگیا، گونگی لڑکی بولنے لگی،
بھوک لگی مچھلی آ گئی، فرشتے کیسے ہوتے ہیں،
پسینہ میں مشک کی خوشبو، جنگل اور جنگلی کبوتر،
ہر شئے میں اللہ نظر آتا ہے، زمین پر بٹھا دو ـــ جوڑوں میں
درد غائب، جن مرد اور جن عورتیں،
خواجہ غریب نوازؒ، بوعلی شاہ قلندرؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ
سے جسمانی ملاقات

درخت بھی باتیں کرتے ہیں، لعل شہباز قلندرؒ کی روح
سے باتیں، سٹہ کا نمبر، صاحبِ خدمت بزرگ
نیلم کی انگوٹھی، ایک لاکھ روپے خرچ ہوگئے،
قلندر کی نماز، علمِ لدنی کیا ہے، مستقبل کا انکشاف۔
اولیاء اللہ کے کتنے جسم ہوتے ہیں،
جسمِ مثالی کسے کہتے ہیں، آپریشن سے نجات ——
رسولی کا علاج، پولیو کا علاج،
کراچی سے تھائی لینڈ میں علاج،
پانی کا قطرہ موتی کیسے بن گیا، ان کے علاوہ اور
متعدد عنوانات۔

مکتبہ تاج الدین بابا

ہدیہ
پندرہ روپے

۱۔ ڈی ۱/۲، ناظم آباد، کراچی ۱۸

Marfat.com
Marfat.com

ماہنامہ

روحانی ڈائجسٹ

ساتویں سال کا دوسرا شمارہ

رکن آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی

سرپرست اعلیٰ:- ابدال حق قلندر بابا اولیاءؒ

ادارۂ تحریر:- خواجہ شمس الدین عظیمی
حکیم وقار یوسف
فرخ اعظم

اعزازی معاونین:- راشدہ عفت ، سہیل احمد
عبدالغفور عتیق ، نسیم احمد عظیمی

اکتوبر سنہ ۱۹۸۴ء
محرم سنہ ۱۴۰۵ھ

شعبۂ اشتہارات:- سلام عارف
خط و کتابت کا پتہ:- ۱-کے-۱۳، ناظم آباد کراچی ۱۸
پوسٹ بکس:- ۲۲۱۳ فون ۶۱۶۴۳۳
۶۲۴۷۸۶
ٹیلی گرام:- نور عظیم - کراچی

ہدیہ:- فی پرچہ سات روپے
سالانہ بذریعہ رجسٹری:- نوّے روپے

ایڈیٹر، پبلشر، پرنٹر خواجہ شمس الدین عظیمی نے عظیمی پرنٹرز سے چھپوا کر ۱-ڈی-۷/۱ ناظم آباد کراچی سے شائع کیا

Marfat.com
Marfat.com

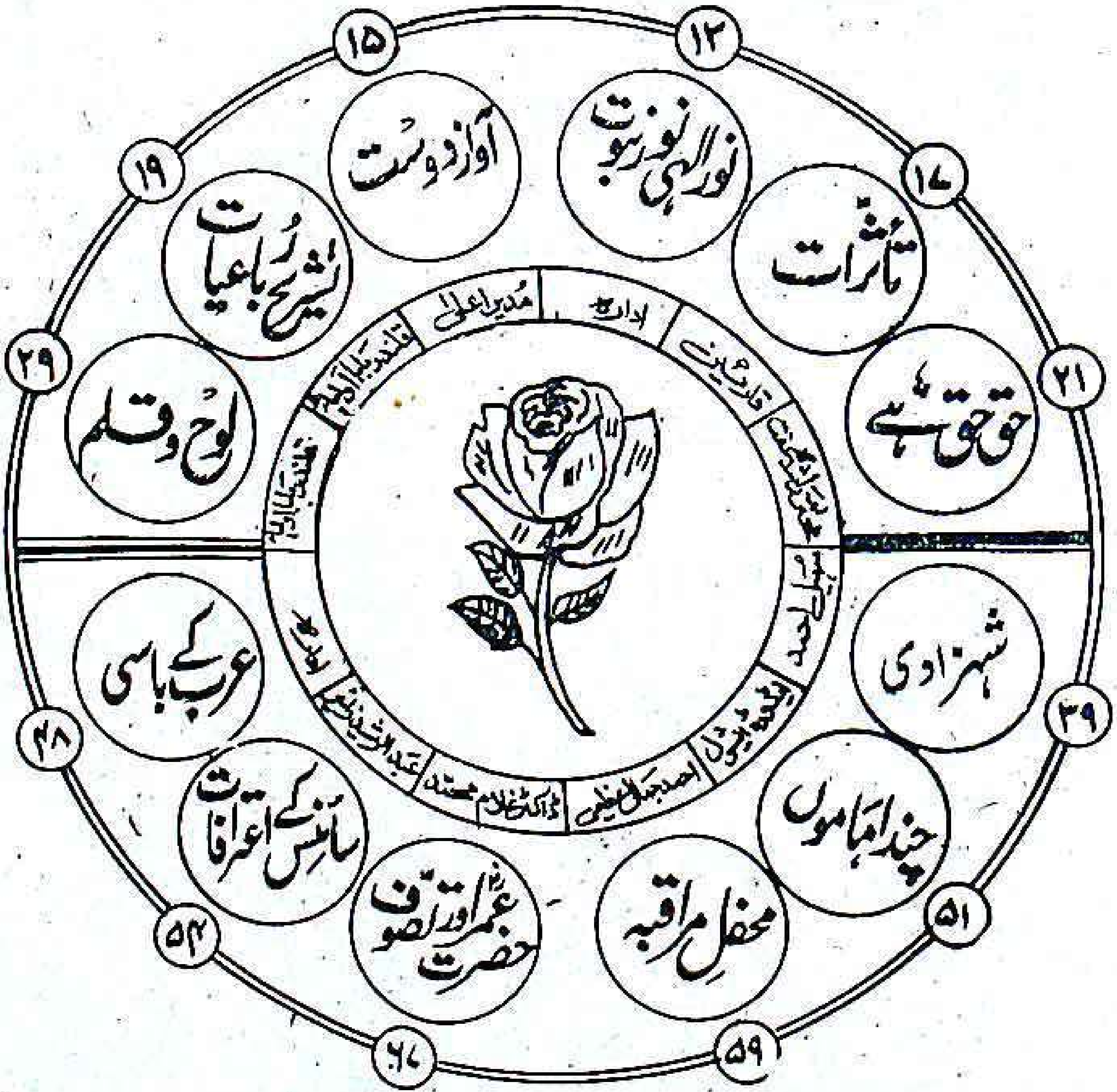

Marfat.com
Marfat.com

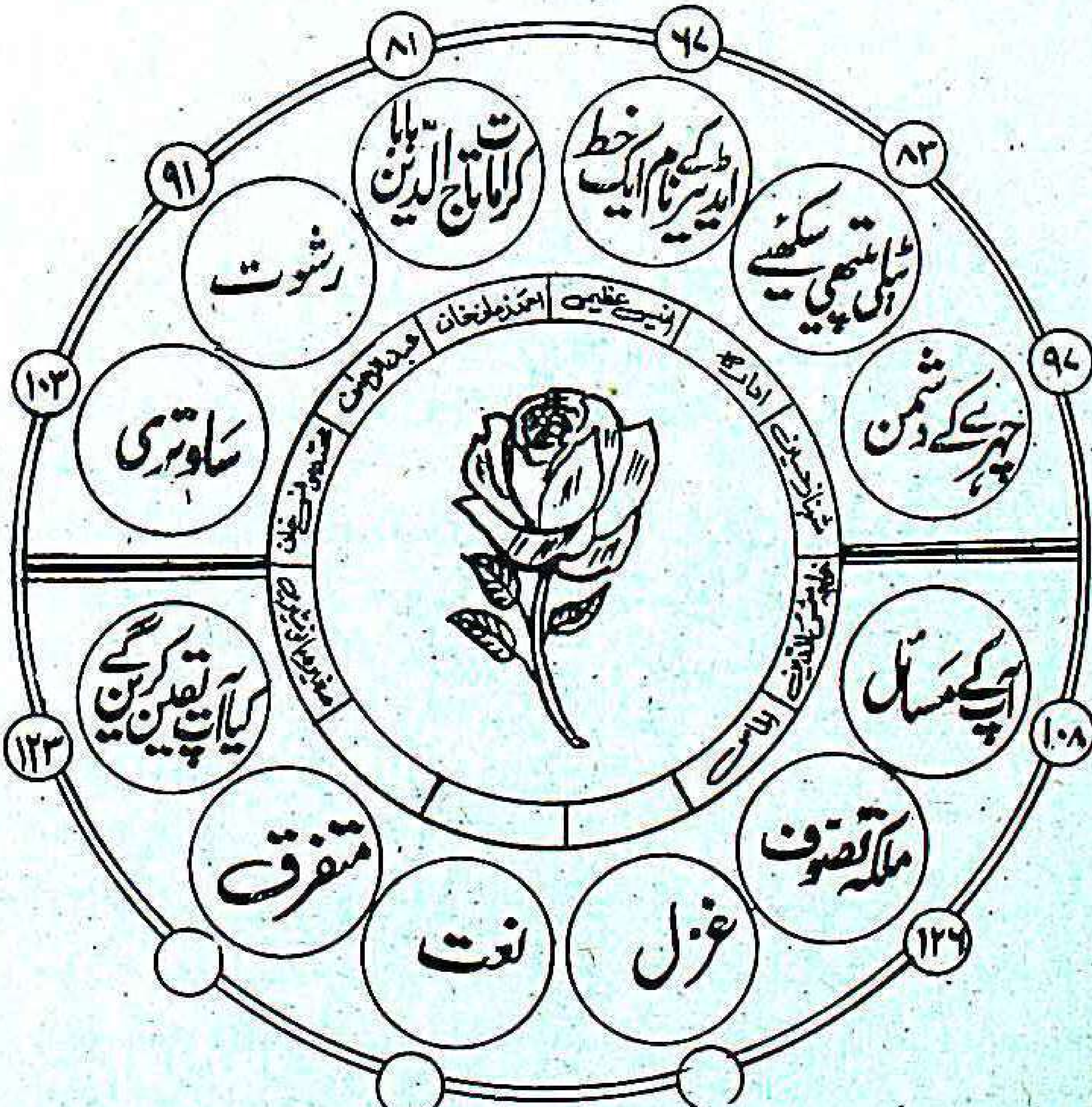

Marfat.com

Marfat.com

نورِ الٰہی جل جلالہ — نورِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

بخت نصر نے یروشلم کو تاراج کر کے جب پیوند زمین کر دیا اور اس شہر کے رہنے والوں کو تہہ تیغ کر کے محلات اور مکانات منہدم کر دیئے تو وہاں حضرت عزیرؑ کا گذر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ساری بستی کھنڈر بن گئی ہے مکان ہیں اور نہ مکیں۔ بازار ہیں نہ خریدار انہوں نے استغراق کے عالم میں سوچا۔ بھلا اتنا بڑا پر رونق اور عظیم شہر دوبارہ کس طرح آباد ہو گا ؟

اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر موت طاری کر دی۔ یہاں تک کہ ستر سال کے بعد یروشلم پھر آباد ہو گیا اور شہر کی رونق بحال ہو گئی۔ انسانوں سے مانوس چرندوں اور پرندوں سے شہر بھر گیا۔ خوشنما پھولوں سے مزین باغات نظر آنے لگے وہی پہلی سی رونق چہل پہل، ہماہمی اور گہما گہمی پیدا ہو گئی۔ جب سو سال پورے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو دوبارہ زندہ کر دیا، پہلے روح ان کی آنکھوں میں اتری تاکہ حضرت عزیرؑ اپنا دوبارہ زندہ ہونا بھی خود دیکھ لیں جب روح نے حضرت عزیرؑ کے پورے جسم کو اپنا لباس بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔

اے عزیرؑ !

تم کتنے دن مردہ رہے۔ جواب میں حضرت عزیرؑ نے کہا۔ ابھی تو ایک دن بھی پورا نہیں ہوا۔ اللہ نے فرمایا تم سو سال تک مردہ رہے اب ہماری قدرت دیکھو تمہارا زادِ راہ انگور، انجیر اور پھلوں کا رس خراب نہیں ہوا۔ ہر چیز اپنی اصل حالت میں ہے اور تمہاری سواری کا گدھا جس کی بوسیدہ ہڈیاں تمہارے سامنے پڑی ہیں۔ ہم اسے بھی تمہاری آنکھوں کے سامنے زندہ کر دیتے ہیں چنانچہ سو سال تک مردہ پڑے ہوئے گدھے کی بوسیدہ ہڈیاں جو ان کے دائیں بائیں بکھری پڑی تھیں ایک ایک کر کے پیوست ہونا شروع ہو گئیں یہاں تک کہ گدھا کا ڈھانچہ مکمل ہو گیا۔ جس پر گوشت نہیں تھا۔ پھر یہ ڈھانچہ ایک ترتیب اور معین مقداروں سے گوشت اور کھال کے ساتھ زندہ ہو گیا۔

موت و حیات کی زندگی اور یقین کی دنیا میں بلاشبہ حضرت عزیرؑ کا واقعہ تازیانہ عبرت ہے ——

اے وہ لوگو ! جو دنیا کی منفعت کو ہی اپنا سرمایہ حیات سمجھتے ہو —— تمہیں ایک روز یہ سب کچھ چھوڑ کر دوسری دنیا میں جانا ہے پھر اسی جسم کے ساتھ زندہ ہونا ہے —— اور یہ دنیا، وہ دنیا ہے جہاں دنیا کی سرمایہ کاری کام نہیں آئے گی —— جو آدمی لالچ اور طمع میں مر گیا وہ وہاں مفلس، قلاش اور تہی دست ہو گا —— !

Marfat.com
Marfat.com

مادیت جب زندگی میں رچ بس جاتی ہے تو عقل و شعور کسی بات کو بھی مادی توجیہہ کے بغیر سننے اور سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ مادی زندگی کے بعد، دوسری ماورائی زندگی حکایت اور افسانہ بن جاتی ہے۔ جزا اور سزا کا قانون ذہن سے نکل جاتا ہے اور جب یہ صورتحال واقع ہو جاتی ہے تو آدم کا بیٹا اور حوا کی بیٹی۔ دنیا اور دنیا کی منفعت ہی کو سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں۔ مادیت پرست شخص ہر اُس شئے کی طرف مائل رہتا ہے جو اس کے خیال میں اُسے نفع پہونچا سکتی ہے۔ کسی بندہ کے اوپر جب دوسرے عالم میں منتقل ہو کر، دوسری زندگی گذارنے کا یقین ٹوٹ جاتا ہے تو اس کے اوپر توہمات اور وسوسے یلغار کر دیتے ہیں۔ معکوس خیالات، منفی احساسات اس کے اردگرد ایسا جال بُن دیتے ہیں کہ وہ بے دست و پا ہو کر زندہ درگور ہو جاتا ہے، اور پھر وہ خود اپنی انا کے خول میں اس طرح بند ہو جاتا ہے۔ زمانہ کا ٹھکرایا ہوا ایسا انسان بن جاتا ہے جس کو خوف اور غم کے دبیز سائے ہشت پا (OCTOPUS) بن کر اس کی زندگی میں دوڑنے والے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لیتے ہیں اور وہ یاد ماضی کو عذاب اور مستقبل کی تاریکی اپنا مقدر بنا لیتا ہے۔ سیم و زر اور جواہرات کسی کام نہیں آتے۔ وہ خود اپنے سائے سے بھی ڈرنے لگتا ہے اور اپنی ہی آواز سے کانپ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل پر اور کانوں پر مہر لگ جاتی ہے اور آنکھوں پر پردہ آجاتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

اس شخص کے حال پر نظر کر جو ایک بستی سے گذرا تھا اس حال میں کہ وہ بستی اپنی چھتوں سمیت گری ہوئی تھی۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان مردہ بستی والوں کو کس طرح زندہ کرے گا، سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو سال کے لئے موت کی نیند سلا دیا، پھر اسے زندہ کیا اور اس سے پوچھا کہ تو کتنی مدت تک اس حالت میں رہا۔ اس نے کہا دن یا پھر دن کا کچھ حصہ۔ اللہ نے کہا۔ نہیں! تو سو سال تک موت کی نیند سوتا رہا۔ اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کی طرف دیکھ۔ اب تک وہ گلی سڑی نہیں اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ۔ اور یہ ہم اس لئے دکھا رہے ہیں کہ تجھے لوگوں کے لئے ایک نشان بنائیں۔ اور ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کس طرح ترتیب دیتے ہیں اور پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں اور پھر اس پر سب روشن ہو گیا تو اس نے کہا۔

" میں یقین رکھتا ہوں۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ "

Marfat.com
Marfat.com

آوازِ دوست

جمعہ کی نماز کے بعد نمازی مسجد سے باہر آئے تو دیکھا ایک صاحب مذہبی لٹریچر تقسیم کر رہے تھے۔ لوگ اس لٹریچر کو حاصل کرنے میں کچھ ایسی بے صبری کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ لگتا تھا کہ شیرینی تقسیم ہو رہی ہے میرے ہاتھ بھی ایک کتاب لگی۔ جب میں وہاں سے چلا تو پیچھے سے ایک دوست نے آواز دی اور کہا آیئے کہیں چل کر بیٹھتے ہیں اس مذہبی کتابچے پر بحث کریں گے۔ میں نے کہا بھائی! میں فقیر آدمی ہوں مجھے بحث سے کیا کام۔ میرا مسلک انسانیت اور مخلوق خدا کی خدمت ہے۔ خدمت کرنے والا بندہ اختلافی مسائل میں نہیں الجھتا لیکن دوست کے اصرار اور زور زبردستی سے ہم دونوں ایک ہوٹل میں جا بیٹھے۔ دوست بولا کہ مذہب محض پابندی کا نام ہے یہ نہ کرو وہ نہ کرو اور یہ پابندی بھی ایک ایسی ہستی سے منسوب کی جاتی ہے جو نظر نہیں آتی۔ اس نظر نہ آنے کو آپ لوگ غیب کہتے ہیں میں نے جان چھڑانے کے لئے ان سے بہت معذرت کی اور کہا میرے بھائی مذہب اور غیب یہ دونوں عنوان ایسے ہیں جو یقین سے تعلق رکھتے ہیں اور یقین اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ مشاہدہ نہ بن جائے جہاں تک اس ہستی کا تعلق ہے جس ہستی سے مذہب اور غیب کو منسوب کیا جاتا ہے وہ اس بات پر قدرت رکھتی ہے کہ جب چاہے اپنا مشاہدہ کرا دے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی بحث کا آغاز ہو گیا اور مجھے قلندر بابا اولیاءؒ کی ٹیپ شدہ ایک بات یاد آ گئی۔

ابدال حق، حسن اخریٰ محمد عظیم برخیا قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں۔

روحانیت میں لامتناہیت کی انا خصوصیت رکھتی ہے اور لازمانیت کی انا بھی تذکرے میں آتی ہے روحانی اقدار سے متعلق جتنے علوم اب تک زیر بحث آئے ہیں ان سب علوم میں کائنات جو مظاہر میں اہمیت رکھتی ہے وہ بعد کی چیز ہے پہلے مخفی اور غیب کو زیر غور لایا جاتا ہے اور مخفی اور غیب ہی کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اگر مخفی اور غیب سمجھنے میں آسانی ہونے لگے تو مظاہر کس طرح بنتے ہیں مظاہر کے بننے اور تخلیق ہونے کے قوانین کیا ہیں۔ یہ ساری باتیں آہستہ آہستہ ذہن میں آنے لگتی ہیں اور فکر ان کو اسی طرح محسوس کرتی ہے جس طرح بہت سی باتیں جو انسان کے تجربے میں نوعمری سے اور ہوش کے زمانے تک آتی رہتی ہیں ان میں ایک خاص فکر کا ارتباط رہتا ہے ان تمام چیزوں کو جو غیب سے متعلق ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے نام دیئے ہیں اور انبیاء نے ان ناموں کا تذکرہ کر کے ان کے اوصاف کو عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ قرآن پاک سے پہلی کتابیں بھی ان چیزوں پر روشنی ڈالتی ہیں لیکن ان کتابوں میں جستہ جستہ تذکرے ہیں۔ زیادہ تفصیلات قرآن پاک میں ملتی ہیں۔ قرآن پاک کی تفصیلات پر جب غور کیا جاتا ہے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غیب مظاہر سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے غیب کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ مذہب یا دین جس چیز کو کہتے ہیں وہ غیب ہی کے BASE پر منحصر ہے۔ مظاہر کا تذکرہ مذہب میں ضرور آتا ہے لیکن یہ ثانویت رکھتا ہے اس کو کسی دور میں بھی اولیت حاصل نہیں تھی۔ مادی دنیا اسے کتنی ہی اولیت دے۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ بھی اسی طرز پر سوچنے لگی ہے مثلاً موجودہ دور کے سائنسدان بھی غیب کو اولیت دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ کسی چیز کو فرض کرتے ہیں۔ فرض کرنے کے بعد پھر نتائج اخذ کرنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں اور جب نتائج اخذ کرتے ہیں تو وہ ان تمام چیزوں کو حقیقی، لازمی اور یقینی قرار دیتے ہیں جیسا کہ بیسویں صدی میں الیکٹران کا کردار زیر بحث ہے الیکٹران کے بارے میں سائنسدانوں کی ایک ہی رائے ہے کہ وہ بیک وقت (AS A PARTICLE) اور AS A WAVE —

Marfat.com

کرتا ہے اب یہ غور طلب ہے کہ جو چیز محض مفروضہ ہے وہ بیک وقت دو طرز پر عمل کرے (BEHAVE) اور اس کے عمل کو یقینی تسلیم کیا جائے وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ الیکٹران کو نہ آج تک دیکھا گیا ہے اور نہ آئندہ اس کے دیکھنے کی امید ہے لیکن ساتھ وہ الیکٹران کو اتنی ٹھوس حقیقت تسلیم کرتے ہیں جتنی ٹھوس کوئی حقیقت اب تک نوعِ انسانی کے ذہن میں آسکی ہے یا نوعِ انسانی جس حقیقت سے اب تک روشناس ہو سکا ہے اب ظاہر ہے کہ صرف مفروضہ ان کے ذہن میں ہے اور مفروضہ سے چل کر وہ اس نتیجے پر ایسی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔ جس منزل کو اپنے لئے ایجادات اور بہت زیادہ اہمیت کی اور کامیابی کی منزل قرار دیتے ہیں۔ اس اہم منزل کو وہ نوعِ انسانی کے عوام سے روشناس کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جن حقائق کو وہ ایک مرتبہ حقائق کہہ کر پیش کر چکے ہیں چند سال کے بعد یا زیادہ مدت کے بعد وہ ان حقائق کو رد کر دیتے ہیں اور رد کر کے ان کی جگہ نئے طور اطوار نئے فارمولے لے آتے ہیں اور ان نئے فارمولوں کو پھر انہی حقائق کا مرتبہ دیتے ہیں جن حقائق کا مرتبہ پہلے وہ ایک حد تک برسہا برس کسی بھی ایک رد شدہ چیز کو دے چکے تھے ظاہر ہے کہ غیب کی دنیا ان کے لئے اولیت رکھتی ہے حالانکہ وہ محض مادہ پرست ہیں اور خود کو مادیت کی دنیا کا پرستار کہتے ہیں وہ ایک لمحے کے لئے یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا غیب کی دنیا کوئی چیز ہے یا کوئی اہمیت رکھتی ہے یا اس کے کوئی معنی ہیں یا قابلِ تسلیم ہے یا اس کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں ہے اس قسم کے تصورات جن کو مادیت کہنا چاہیئے ان کے ارد گرد ہمیشہ جمع رہتے ہیں اور جب کبھی کسی غیب کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ ہمیشہ ایک ہی مطالبہ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب تک (DEMONSTRATION) نہ کیا جائے اس وقت تک ہم کسی غیب سے متعارف ہو سکتے ہیں نہ کسی غیب سے متعلق یقین کرنے کو اور یہ سمجھنے کو کہ غیب کوئی خبر ہو سکتا ہے ہم تیار ہیں۔

یا یہ کہ ہم سائنس کی دنیا میں نظریۂ غیب کو یا غیب کے تذکرے کو کوئی جگہ دینے کے لئے آمادہ ہیں بہرکیف وہ جس طرح بھی کہتے ہیں یہ تو صرف طرزِ فکر ہے اور طرزِ گفتگو ہے لیکن عملی دنیا میں اور تفکر کی عملی منزل میں وہ اسی مقام پر ہیں جس مقام پر کہ ایک آدمی غیب پر یقین کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات کو پیش کرتا ہے اور ان تمام انبیاء کو تسلیم کرتا ہے جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کیا ہے اور وہ انبیاء جو شرطِ ایمان ہیں اور کسی ایسے شخص پر جو خدا کو مانتا ہے اپنا تسلط رکھتی ہیں اور ان تمام انبیاء اور ان تمام ہستیوں کو وہ ایسی زندہ حقیقت اور ایسی ٹھوس معنویت تسلیم کرتا ہے جیسے کہ مادہ پرست کسی پتھر کی یا معدنی یا کسی ایسے مظاہر کے متعلق چیز کو تسلیم کرتے ہیں جو ان کے سامنے بطور مشاہدے کے ہر وقت رہتی ہے اور جس کو یہ چھوتے چکھتے دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ جس کے متعلق وہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں تغیر ہے اس میں توازن ہے اس میں ایک امتزاج ہے اس میں تاثر ہے اس میں قوت ہے اور جس قسم کی چیزیں وہ مادیت کی دنیا میں دیکھتے ہیں ان تمام چیزوں کا وہ اسی طرح تذکرہ کرتے ہیں اور ان پر ایک خاص طرز سے ایمان رکھتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں ایک خدا کا پرستار جس طرح غیب پر ایمان رکھتا ہے بالکل اسی طرح مادے کا پرستار مادیت کی دنیا پر یقین کرتا ہے۔ نہ خدا پرست کو غیب کی دنیا پر ایمان رکھے بغیر چارہ ہے اور نہ مادیت پرست کو مادے پر ایمان لائے بغیر مفر ہے دونوں ایک نہ ایک طرز رکھتے ہیں اور ان میں یہ چیز مشترک ہے کہ اس طرز بیان کا ایمان اور ایقان ہوتا ہے۔ اسی ایمان و ایقان کو یہ زندگی کہتے ہیں۔ اصل میں کہنے کی بات یہ ہے کہ کوئی زندگی بغیر ایمان و ایقان کے ناممکن ہے خواہ کسی خدا پرست کی زندگی ہو یا مادہ پرست کی۔

Marfat.com
Marfat.com

تاثرات

قارئین

میرے سب گھر والے اس رسالے کو بہت ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔ گھر کے ہر چھوٹے بڑے کو رسالے کا انتظار رہتا ہے۔ گزشتہ شمارہ میں "احساسِ کمتری کے اندھیرے" پڑھا۔ مضمون بہت اچھا تھا۔ ڈاکٹر ناہید جاوید کی توجہ میں اس بات کی طرف بھی دلانا چاہتی ہوں کہ جیسا انہوں نے لکھا ہے لڑکی کو والدین کے گھر میں اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی کہ لڑکے کو دی جاتی ہے۔ لڑکی کو کام کام اور بس کام کرنے کو کہا جاتا ہے۔ یہ بات بہت حد تک صحیح بھی ہے۔ لیکن ذرا غور کریں جب وہی لڑکی سسرال جاتی ہے اس کو وہاں بھی گھر کا تمام کام کرنا پڑتا ہے۔ تو والدین جو لڑکی کو اس کی شادی سے پہلے گھر کے کاموں پر مامور رکھتے ہیں وہ لڑکی کے حق میں مفید ہوتا ہے۔ اس کے اوپر یہ ظلم اور جبر نہیں کہا جا سکتا۔ آپ نے یہ بہت اچھا لکھا ہے کہ لڑکوں کو بھی تھوڑا بہت گھر کا کام کرنا چاہئے۔ میں اس کی تائید کرتی ہوں بلکہ میں تو یہ کہتی ہوں کہ لڑکی کے ساتھ ساتھ والدین کو لڑکوں کی تربیت بھی ان ہی خطوط پر کرنی چاہئے۔ گھر کے کام نہ سہی، اپنے چھوٹے موٹے کام تو خود انجام دیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ عورت سروس بھی کرتی ہے اور گھر کے کام بھی۔ یہ ایک طرح کی زیادتی ہے۔ آخر عورت کو بھی جسمانی اور ذہنی آرام کی ضرورت ہے ——— شاہینہ نعمت، کراچی

مجھے آپ نے سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر دے۔ آپ کی ہر تحریر دل کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ لگتا ہے کوئی دل کے دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ رسالہ کا ہر مضمون سبق آموز ہوتا ہے۔ میرے پسندیدہ مضامین "لوح و قلم"، "رباعیات قلندر بابا اولیاءؒ" اور "واردات" ہیں۔ مختصر یہ کہ میں اپنے احساسات، خیالات اور مافی الضمیر کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں ——— رعنا عزیز، حیدرآباد

"ناشکرگزاری سے نعمتیں کم ہو جاتی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔" رسالہ میں سے یہ تحریر پڑھ کر میں نے باقاعدہ اپنا محاسبہ شروع کر دیا کہ میں اللہ کی شکرگزار بندی ہوں یا ناشکری میرا شیوہ ہے۔ معلوم ہوا کہ بندہ بڑا ہی ناشکرا ہے۔ میں نے شکر کو اب اپنی عادت میں داخل کر لیا ہے اور اس سے مجھے فائدے حاصل ہوئے ہیں۔ ان کو بتانے کے لئے ایک کتاب چاہئے ——— رخسانہ بیگم، کراچی

روحانی نماز، روحانی علاج، رنگ اور روشنی سے علاج کا مطالعہ کیا۔ آج کے اس دور میں جب کہ نئی نسل اخلاق سوز لٹریچر پڑھ کر اندھیروں کی طرف بڑھ رہی ہے، ان اندھیروں میں ایک کرن ڈالنا بھی قابلِ قدر کام ہے۔ خدا آپ کو اس کا اجر دے! ——— محمد ایوب قریشی، لاڑکانہ

رسالہ روحانی ڈائجسٹ نظروں سے گزرا تو اشتیاق پیدا ہوا کہ اسے پڑھا جائے چنانچہ اگلے روز بازار گیا اور پرچہ خرید لیا۔ پڑھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ حیرت کا مقام ہے کہ ہر قسم کے مسائل کا حل اس میں موجود ہے اور لاعلاج بیماریوں کا علاج مفت بتایا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ لالچ اور طمع کی اس دنیا میں یہ کس طرح ممکن ہے؟ اب میں یہ رسالہ ہر ماہ باقاعدگی سے خرید کر پڑھتا ہوں ——— خالد حیات شاہ، سرگودھا

ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ پڑھا۔ پڑھ کر روح کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ مضامین اچھے اور تعریف کے مستحق ہیں یوں تو روزگار کی مصروفیات میں پڑھنے لکھنے کا وقت نہیں ملتا پھر بھی وقت نکال کر کچھ پڑھ لیتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ آپ کا رسالہ انگلستان میں بھی جگہ جگہ مقبول ہو، آمین ——— اعجاز قریشی، لندن

رسالہ روحانی ڈائجسٹ ایک دوست کے ہاں دیکھا۔ اور اس سے لے کر پڑھا۔ دل کو از حد مسرت ہوئی کہ کوئی ایک تو رسالہ ہے جو خالص ہے۔ اس رسالہ کے اجراء پر مبارکباد قبول ہو۔ اللہ پاک اس ڈائجسٹ کو ترقی دے ——— محسن جمیل، کلیار

Marfat.com

تشریف آوری

کیوں چشم براہ نہ ہو دنیا سرکارِ دو عالمؐ آتے ہیں — پیغامِ خداوندی لے کر پیغمبرِ اعظمؐ آتے ہیں
کونین کے ذرے ذرے میں ہے جن کے حسن کی تابانی — وہ نورِ خدا وہ نورِ ھدا، وہ نورِ مجسم آتے ہیں
آتے ہی جنہوں نے دنیا میں انساں کو نکالا پستی سے — وہ رہبرِ کامل آتے ہیں وہ محسنِ اعظم آتے ہیں
انساں نہیں کوئی جن سا ہم شان نہیں کوئی جن کا — وہ مزمل وہ مدثر محبوبِ مکرم آتے ہیں
قرآن ہوا نازل جن پر اور دین ہوا کامل جن پر — وہ ختمِ رسل لہراتے ہوئے اسلام کا پرچم آتے ہیں
واللہ جنہوں نے خود اپنی آنکھوں سے خدا کو دیکھا ہے — وہ کاشف اسرارِ ہستی اللہ کے محرم آتے ہیں
مخلوق میں خالق یکتا نے بے مثل کیا پیدا جن کو — وہ فخرِ رسولاں آتے ہیں وہ نازشِ آدم آتے ہیں
دیدار ہے چارۂ غم جن کا دم دم "ہے مسیحا دم" جن کا — وہ چارہ گرِ عالم لے کر ہر زخم کا مرہم آتے ہیں
محشر میں گنہگاروں کیلئے اکرام کی بارش ہوتی ہے — وہ بہرِ شفاعت پیشِ خدا با دیدۂ پرنم آتے ہیں
اٹھی جو کسی بیکس کی طرف رحمت کی نظر تو فرمایا — گھبراؤ نہ تم گھبراؤ نہ تم، ہم آتے ہیں ہم آتے ہیں

ہے ظرفِ نظر اپنا اپنا ہم دیکھنے والوں کا ورنہ!
سب پر ہے عزیزؔ کرم یکساں وہ کس پہ کہاں کم آتے ہیں

عزیز حاصل پوری

Marfat.com
Marfat.com

دنیا سے اس پار عالم غیب و شہود کی ممتاز خاتون

مستانی

مستانی

مستانی

عورت کو اس کے اصلی مقام پر متمکن کرنے کے لئے ماورائی دنیا سے پردہ اٹھاتی ہے

ایک ایسی سچی کہانی ہے جس کے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عورت اللہ کی ایسی خوبصورت تخلیق ہے جس کے اندر ساٹھ ہزار روحانی صلاحیتیں چھپی ہوئی ہیں۔ دنیا کی ہر عورت ان روحانی صلاحیتوں کو بیدار کرکے حضرت رابعہ بصری کی صف میں کھڑی ہو سکتی ہے

قارئین کے اصرار پر روحانی ڈائجسٹ کی فخریہ پیشکش

پیشگی بکنگ پر خصوصی رعایت

نہایت خوبصورت کتاب کی شکل میں عنقریب شائع ہو رہی ہے

مکتبہ روحانی ڈائجسٹ

13-1-K ، ناظم آباد ، کراچی

Marfat.com
Marfat.com

تشریحِ رباعیات

قلندر بابا اولیاءؒ

حق یہ ہے کہ بے خودی سے بہتر　　حق یہ ہے کہ موت زندگی سے بہتر
البتہ عدم کے راز ہیں سربستہ　　لیکن یہ کمی ہے ہر کمی سے بہتر

عرفِ عام میں جس کو مرنا یا مردہ ہو جانا کہتے ہیں اس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان مرنے کے بعد اپنی صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ انسان کی وہ صلاحیتیں جن کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات ہے موت کی زندگی سے متعارف ہونے کے بعد متحرک ہوتی ہیں۔ موت بظاہر بھیانک لیکن باطن میں اس قدر خوشنما اور حسین ہے اس کے اوپر ہزار جانیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ انسانی زندگی میں موت سے تعارف ہی ایسا عمل ہے جسے حاصلِ زندگی قرار دیا جا سکتا ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں داخل ہو کر انسان زمان و مکاں کی قید و بند سے آزاد ہو کر تصور اور خیال کی رفتار سے سفر کرتا ہے۔ اس کو نہ ہوائی جہاز کی ضرورت ہوتی ہے نہ اسپیس شپ کی۔ انسانی زندگی کا یہ وصف جس کا نام موت ہے سب کا سب غیب ہے۔ یہ وصف انسان کو زمانی اور مکانی قید سے آزاد کر کے ایسی کیفیات سے روشناس کرتا ہے جہاں انسان کا ارادہ حکم کی حیثیت رکھتا ہے اگر انسان کی خواہش یہ ہے کہ وہ سیب کھائے تو اس کے لئے صرف سیب کھانے کا ارادہ کر لینا ہی سیب کی موجودگی کا باعث بن جاتا ہے۔ عالمِ قید و بند (دنیا) میں کوئی انسان وسائل کی پابندی کے بغیر سیب نہیں کھا سکتا۔

قلندر بابا اولیاءؒ نے اس رباعی میں اسی نکتہ کو بیان کیا ہے۔ نوعِ انسانی کی عادت ہے کہ وہ اکثریت کے تجربات کی روشنی میں فیصلہ کرتی ہے اور جو اکثریت کا فیصلہ ہوتا ہے وہی حق قرار پاتا ہے۔ یہی معاملہ موت اور بے خودی کا بھی ہے اکثریت موت کے عمل اور موت کے تذکرے سے خائف رہتی ہے اور اس کو اپنی خودی یا انا کا خاتمہ تصور کرتی ہے۔ یہی معاملہ خودی اور بے خودی کا ہے لیکن وہ لوگ جو اس زندگی میں رہتے ہوئے موت کے بعد کی زندگی میں سفر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ زندگی آزاد اور خوشی سے معمور ہے۔

اگر مرنے سے پہلے موت کے بعد کی زندگی روشن ہو جائے تو کوئی شخص اس دنیا میں رہنا پسند نہیں کرے گا اور اس مادی دنیا پر ویرانی چھا جائے گی۔ اسی لئے نوعِ انسانی موت کے بعد کی دنیا سے واقف ہونا نہیں چاہتی۔ اس ناواقفیت کو ایک خامی یا کمی کے باوجود ایسی کمی نہیں کہا جا سکتا جو زندگی میں بہت بڑی کمی ہے۔

ساقی ترے قدموں میں گزرنی ہے عمر　　پینے کے سوا کیا مجھے کرنی ہے عمر
پانی کی طرح آج پلا دے بادہ　　پانی کی طرح کل تو بکھرنی ہے عمر

اے میرے محبوب! شرابِ معرفت سے سرشار کرنے والے میرے ساقی! میری زندگی تیرے اوپر نثار ہے۔ میں خود کو تیری

Marfat.com

دید کے علاوہ کسی اور مصرف میں لانا ہی نہیں چاہتا۔ اے میرے محبوب، اپنے عرفان کی شراب میرے اوپر اتنی عام کر دے کہ میں جتنی چاہوں پی لوں۔ جتنی مجھے طلب ہے تو مجھے اس سے بھی زیادہ عطا کر دے۔ اے میرے محبوب ساقی! میری سانسیں جب پوری ہو جائیں گی تو میرے جسم کا پیالہ بھی پانی کا ایک ایک قطرہ بن کر فضا میں تحلیل ہو جائے گا۔

اس خاک کی تخلیق میں جلوے ہیں ہزار — آدم کا کوئی نقش نہیں ہے بیکار
ساعد سیمین سے بناتا ہے کمہار — دستہ جو ہے کوزہ کو اٹھانے کیلئے

مٹی کی ہر صورت ایک جلوہ ہے۔ اس طرح جلوؤں کی الگ الگ ہزار صورتیں ہیں اور ہر ہر تصویر میں ایک نیا جلوہ ظاہر ہو رہا ہے۔ محبوب کی پُرگوشت، خوبصورت پنڈلی موت کی زندگی میں داخل ہو کر مٹی بنی تو کمہار نے اس مٹی سے ساغر کا دستہ بنا دیا تاکہ میخوار اس سیمیں بدن کے جلوؤں سے سرشار ہوتے رہیں۔

جب تک ہے کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر — جب تک ہے، چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر
ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر — جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن

قلندر بابا اولیاءؒ نے "لوح و قلم" میں جہاں تخلیقی فارمولوں کا ذکر کیا ہے وہاں نسمہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ ہر جاندار کے اوپر روشنیوں کا ایک جسم ہوتا ہے اور یہ روشنیوں کا جسم روشنیوں کے تانے بانے سے بنا ہوتا ہے۔ جتنے بھی تقاضے پیدا ہوتے ہیں وہ خوشی سے متعلق ہوں یا غم سے، نفرت سے متعلق ہوں یا محبت سے۔ زندہ رہنے سے متعلق ہوں یا موت سے، سب کی بنیاد یہی روشنیوں کا جسم ہے یہ روشنیوں کے تانے بانے سے بُنا ہوا جسم اپنی جلوہ نمائی کے لئے مٹی کے ذرات سے ایک اضافی جسم بناتا ہے اور جب تک اس اضافی جسم سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے اس سے اپنا رشتہ قائم رکھتا ہے اور جب دل بھر جاتا ہے تو اس کو لباس کی طرح اتار پھینک دیتا ہے۔ یہ سب محض انسان یا حیوانات کے ساتھ نہیں ہو رہا ہے کائنات کی ہر شئے اس قانون کی پابند ہے، وہ چاند ہو سورج ہو، جنت ہو، دوزخ ہو یا فرشتے ہوں۔ اس تشریح کے ساتھ رباعی کو دوبارہ پڑھئے۔

جب تک ہے کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر — جب تک ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر
ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر — جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن

Marfat.com
Marfat.com

حق حق ہے اور باطل باطل ہے

۱۰ محرم کی صبح سورج کربلا کے میدان میں خون کے آنسو روتا ہوا نمودار ہوا۔

نماز فجر کے بعد شفق کی لالی ختم ہوگئی۔ اور کربلا کا صحرا سورج کی کرنوں سے منور ہونے لگا۔ یوں معلوم ہوتا کہ سورج اپنی سنہری کرنوں سے اس خاک پاک کے ذرہ ذرہ کو دھو رہا ہے...۔ کیونکہ اُس زمین پر دنیا کی سب سے مقدس و محترم ہستیوں کا قیام تھا۔ یہ وہ ہستیاں تھیں۔ جو مکافات عمل میں دخل رکھتی تھیں۔ جن کے چشم ابرو سے خدا کی خدائی میں رخنہ پڑ سکتا تھا...۔ لیکن وہ سب اپنے آقا اپنے مالک۔ اپنے رب کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ تاکہ تمام عالم کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ خدا کی خوشنودی کی خاطر جان و مال سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ تمام عالم کو معلوم ہو جائے کہ "حق حق ہے اور باطل باطل ہے"

باطل حق کا مصنوعی لبادہ اوڑھ کر زیادہ دن نہیں جی سکتا...۔ بہر حال اُسے موت آتی ہے اور حق کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے۔

★

نماز فجر کے بعد حضرت امام حسین نے اپنے جانثاروں کی صف بندی کی۔ آپ نے میمنہ پر زہیر بن قیس کو مقرر کیا۔ میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو۔ اور جھنڈا اپنے بھائی حضرت عباس کے حوالے کیا۔

فوج کی ترتیب کچھ اس طرح سے تھی کہ خیمے لپشت پر تھے اور ان کے اطراف میں گڑھے کھود کر آگ جلا دی گئی تھی یہ زبردست جنگی حکمت عملی تھی۔

اس طرح فوج کے سپاہی اپنے بیوی اور بچوں سے بے فکر ہو گئے تھے۔ کیونکہ دشمن آگ کے اس دریا کو پار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ ادھر.....

Marfat.com
Marfat.com

میدان کرب و بلا میں باطل کی فوجوں کا سردار عمرو بن سعد تھا ۔ اور اس نے میمنہ پہ عمرو بن حجاج زبیدی کو میسرہ پہ شمر بن ذی الجوشن کو مقرر کیا ۔ اور جھنڈا اپنے غلام درید کے سپرد کر دیا تھا ۔ دونوں فوجیں کربلا کے میدان میں صبح ہی سے ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو چکی تھیں ۔ لیکن ابھی طبل جنگ نہیں بجا تھا ۔ یوں دکھائی دیتا تھا کہ حق و باطل کے اس معرکہ میں ۔ ہر شخص اپنی جگہ پہ سوچ میں غرق تھا ۔ . . . شیطان کا غلبہ کچھ اس طرح سے تھا ۔ کہ لوگوں میں حق اور باطل کی پہچان ختم ہو کر رہ گئی تھی ۔

گھوڑوں کے ہنہنانے اور تلواروں کی جھنجھناہٹ کے درمیان حضرت امام حسینؑ باطل کی طرف بڑھے اور اپنے گھوڑے کی دونوں رکابوں میں پیر ڈال کر کھڑے ہوئے اور مخالف لشکر سے یوں مخاطب ہوئے ۔

" اللہ تمہیں ہدایت دے ۔ کیا تم لوگ مجھ سے لڑو گے "

★

حضرت امام حسینؑ کی تقریر حق کی منہ بولتی تصویر تھی ۔

لیکن ۔ باطل کے اس لشکر میں سوائے ایک شخص کے اور کسی پر اثر نہیں ہوا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ شیطان نے انہیں گونگا ۔ بہرہ اور اندھا کر دیا ہے ۔

حر بن یزید کے دل و دماغ میں حضرت امام حسینؑ کی تقریر نے ہلچل سی مچا دی ۔ یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت امام حسینؑ کے واپس مکہ جانے کا راستہ روکا تھا ۔ یہی وہ شخص تھا جس نے انہیں کربلا کے میدان میں محصور کر دیا تھا ۔

وہی حر ۔ اس وقت سخت ذہنی خلفشار میں مبتلا تھا ۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا . . . کچھ بھی ۔

پھر وہ ایک دم اپنے گھوڑے سے نیچے اترا ۔ نیام سے تلوار نکالی ۔ اور سوچ میں ڈوبا ہوا ۔ لشکر حسینؑ کی طرف بڑھنے لگا ۔ اسے اس طرح سوچ میں گم برہنہ تلوار لئے لشکر حسینؑ کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر اس کے ایک ساتھی مہاجر بن اوس نے پوچھا ۔

کیا تم ۔ تنہا ہی حسینؑ سے لڑنا چاہتے ہو ۔

حر نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ وہ اسی ہی انداز سے آگے بڑھتا جا رہا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کوئی فیصلہ کر لیا ہے ۔ اسے خاموش دیکھ کر مہاجر بن اوس نے دوبارہ کہا ۔

اللہ کی قسم میں نے کسی بھی جنگ میں تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی ۔ تم کوفہ کے سب سے جری اور شجاع شخص ہو لیکن تمہارا خاموشی سے حسینؑ کے لشکر کی طرف بڑھنا ۔ میرے دل میں شک و شبہ پیدا کر رہا ہے ۔

ہاں ۔ یہ میرے جنت اور دوزخ کے انتخاب کا موقع ہے . . . . حر نے رک کر جواب دیا ۔

اور میں نے جنت کا انتخاب کر لیا ہے ۔

اتنا کہہ کر حر واپس پلٹا ۔ وہ نہایت ہی برق رفتاری سے اپنے گھوڑے پہ سوار ہوا ۔ اور اسے ایڑ لگا کر لشکر حسینؑ میں پہنچ گیا ۔

★

جانثاران حسینؑ نے جب دیکھا کہ حر اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا ان کی جانب آ رہا ہے تو اسے روکنے کی خاطر اپنے نیزے

Marfat.com

سیدھے کر لیئے ۔ لیکن امام وقت نے جانثاروں کو حکم دیا ۔ کہ اُسے میرے پاس آنے دو ۔
حر سیدھا امام حسین کے پاس پہنچا ۔ اُس نے اپنا گھوڑا حضرت امام حسین کے گھوڑے سے ملا دیا ۔ اور نہایت افسردہ ہو کر بولا ۔
اے ابن رسول اللہ ۔
میں حُر بن یزید ہوں ۔ جس کی شجاعت کے قصے مائیں اپنے بچوں کو سناتی ہیں ۔ میری تلوار دشمن کا گلا کاٹنے میں دیر نہیں کرتی ۔ لیکن یہ میری بدنصیبی ہے کہ میں نے آپ کو واپس جانے سے روک دیا ۔
اللہ کی قسم ... اس نے رقت بھری آواز سے کہا ۔ مجھے ہرگز اس بات کا خیال نہ تھا کہ یہ لوگ آپ کی جان کے دشمن ہو جائیں گے ۔ اب میں اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کا کفارہ آپ کی حمایت میں جان دے کر ادا کرنا چاہتا ہوں ... کیا اس طرح میری توبہ قبول ہو جائے گی ۔
حضرت امام حسین نے چند لمحہ توقف کیا ۔ اور پھر نہایت ہی اعتماد و یقین سے کہا ۔
یقیناً اللہ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا ۔ اور اپنے فضل سے بخش دے گا ۔
یہ خوشخبری سن کر حُر کے جسم میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ۔ اس نے ایک نئے جوش نئے ولولہ سے اپنے گھوڑے کو موڑا یا اور دشمن کی صفوں کے سامنے سینہ تان کر بولا ۔
اے لوگو ۔
کیا تم ایسے شخص سے لڑو گے ۔ جو روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس و محترم ہے ... کیا تم ...
ابھی وہ دوسرا جملہ ادا بھی نہیں کر پایا تھا ۔ ابن سعد اپنے غلام درید کے ساتھ آگے بڑھا ۔ اُس نے ترکش سے تیر نکالا ۔ اور کمان میں چڑھا کر حُر کی طرف چلاتے ہوئے اپنے لشکر سے بولا ۔
لوگو ۔ گواہ رہنا ۔ کہ سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے ۔
تیر ہوا میں سنسناتا ہوا آیا اور حر کے حلق میں پیوست ہو گیا ۔ الفاظ اس کی زبان پر اٹک کر رہ گئے وہ لڑکھڑایا اور گھوڑے سے نیچے آ رہا ۔

★

حر کی شہادت سے دشمنوں کے حوصلہ بلند ہو گئے اور عربی دستور کے مطابق مبارزت طلبی کے لیئے لشکر یزید میں سے ایک شخص ذرہ بکتر میں ملبوس اپنی صفوں میں سے نکلا ۔ اور بیچ میدان میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے پوچھا ۔
تم میں حسین ... ؟
کسی نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ جانثار آپ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے ۔
اس شخص نے دوبارہ پوچھا حضرت عباس علمبردار سے برداشت نہ ہو سکا ۔ آپ نے تمکنت سے جواب دیا ۔
ہاں موجود ہیں ... اپنا مقصد بیان کر ۔
" سن " وہ شخص نہایت ہی غرور و تکبر سے بولا ۔
" میں حسین کو نار جہنم کی بشارت دیتا ہوں "

Marfat.com

یہ بات سنتے ہی جاں نثاران حسین میں غیض و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن امام حسین نے اشارہ سے سب کو حرکت کرنے سے منع کر دیا۔ آپ نے اس زرہ پوش کی طرف غضبناک نظروں سے دیکھا۔ جیسے اُسے پہچان رہے ہوں۔ پھر نہایت ہی ٹھہرے ہوئے لہجہ میں کہا۔

اے ابن حذرہ . . . . تو جس زندگی پہ فخر و غرور کر رہا ہے۔

وہ ختم ہوئی۔ تیرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور تیری موت عبرتناک ہے۔

امام حسین کے آخری الفاظ جونہی فضا میں بلند ہوئے۔ ابن حوزہ کا گھوڑا بدک گیا۔ اُس نے فوراً ہی گھوڑے کو سنبھالنا چاہا لیکن گھوڑا کسی طرح قابو میں آتا ہی نہیں تھا . . . . اسی کوشش میں ابن حذرہ گھوڑے سے گر پڑا۔ لیکن اس کا ایک پاؤں رکاب میں اس طرح پھنسا کہ کوشش کے باوجود نہ نکل سکا۔

اب ابن حو حذرہ کا گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ اور اس کا سر میدان میں پڑے ہوئے بے شمار پتھروں سے ٹکرا رہا تھا۔ اور آخر کار اس طرح وہ غرور و تکبر کا مجسمہ واصل جہنم ہوا۔ ابن حذرہ کا یہ عبرتناک انجام دیکھ کر لشکر یزید میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

★

عمرو بن سعد نے جب اپنے فوجیوں کے چہروں پر خوف و ہراس دیکھا۔ تو اس نے ایک نہایت ہی پُر جوش تقریر کی جس کا لب لباب حضرت امام حسین پر دشنام تراشی تھا۔

اس کی تقریر سے متاثر ہو کر زیاد بن سعید کا غلام لیسار اپنی صف سے نکلا۔ اور مبارزت طلب کی۔

حضرت امام حسین کے لشکر میں سے عبداللہ بن عمرو کلبی نکلے۔ جو کہ کوفہ سے بیوی سمیت آ کر حضرت امام حسین کے لشکر میں شامل ہوئے تھے۔

لیسار نے رسم کے مطابق پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

عبداللہ نے اپنا حسب و نسب بیان کیا۔ لیسار نے جواب دیا۔

میں تمہیں نہیں جانتا۔ میرے مقابلہ کے لئے زہیر بن قیس۔ حبیب بن مظاہر یا پھر بریر بن خضیر نکلے۔

عبداللہ نے یہ سن کر کہا۔

تجھے اس سے کیا۔ تجھے تو لڑائی سے مطلب ہے۔ پھر حسین کے لشکر سے جو بھی نکلے گا۔ تجھ سے بہتر ہو گا۔

یہ کہہ کر انہوں نے آگے بڑھ کر ایسا ہاتھ مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ابن زیاد کا ایک اور غلام سالم آگے آیا اور اس نے جھپٹ کر وار کیا۔ عبداللہ نے اس کی تلوار کو دائیں ہاتھ سے روکا۔ جس کی وجہ سے ان کی ہتھیلی اور انگلیاں کٹ گئیں۔ یہ دیکھ کر ان کی بیوی ایک خیمہ کی چوب لے کر دوڑیں۔ عبداللہ نے انہیں واپس خیمہ میں جانے کو کہا۔ لیکن انہوں نے بڑی ہی بے خوفی سے جواب دیا۔

کہ جب تک آپ آل محمد کی حمایت میں لڑتے رہیں گے۔ میں بھی ساتھ دیتی رہوں گی۔ خواہ اس میں میری بھی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

Marfat.com

جانثاران حسین ایک سے بڑھکر شجاع اور جری تھے ۔ کربلا کے میدان میں حق و باطل کا جو خونی معرکہ ہوا ۔ اس میں حق کے پرستاروں کی تعداد قلیل تھی ۔ لیکن ان کا عزم و حوصلہ باطل کے مقابلہ میں کئی درجہ بلند تھا ۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ حضرت امام حسین اور ان کے ہمراہیوں کا نظریہ صرف یہ تھا کہ وہ اسلام کی بالادستی کو ہر حال میں قائم و دائم رکھنا چاہتے تھے ۔ اور اس کی خاطر انہوں نے سر سے کفن باندھ لئے تھے ۔ جبکہ ان کے مدمقابل لوگ یزید کے انعام و اکرام کی خاطر معرکہ آرائی کرنے آئے تھے ۔ ان کے دلوں میں لالچ تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ جنگ مبادرت میں حضرت امام حسین کا پلہ بھاری تھا ۔ جو بھی شخص مبادرت طلب کرتا مارا جاتا ۔

حر بن یزید اور دوسرے جانثاروں نے حق کی خاطر بہادری کا وہ مظاہرہ کیا کہ یزیدی فوج کے پاؤں اکھڑنے لگے ۔ ان پر ایسی ہیبت چھائی کہ دل ڈوبنے لگے ۔

اور جب عمرو بن سعد نے یہ حالت دیکھی تو فوج کو عام حملہ کرنے کا حکم دیا ۔

★

حضرت امام حسین کے ساتھی بڑی ہی بہادری سے لڑ رہے تھے ۔ جو جس طرف کا رُخ کرتا تھا ۔ صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیتا تھا ۔ اس طرح دوپہر ہوگئی ... لیکن حضرت امام حسین کی فوج میں شکست کے آثار نمودار نہیں ہوئے ۔ اور نہ ہی یزیدی فوج غلبہ حاصل کر سکی ۔

ایک بار شمر ذی الجوشن نے زوردار حملہ کیا ۔ اور حضرت امام حسین کے خیموں تک پہنچ گیا ۔ پھر اُس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ان خیموں کو آگ لگا دی جائے ۔ ابھی اس کے آدمی اس کوشش میں مصروف ہی تھے کہ حضرت امام حسین عورتوں کے چیخنے چلانے اور بچوں کے رونے کی آواز سنکر اس طرف متوجہ ہوئے ۔ اور اپنے دس جانثاروں کے ساتھ اس اس طرف بڑھے ۔ آپ کو بڑھتا ہوا دیکھ کر وہ لوگ جو کہ خیمے جلانے میں مصروف تھے ۔ خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ لیکن پھر بھی دشمن کے بہت سے سپاہی مارے گئے ۔

اب ظہر کا وقت ہو چلا تھا ۔ لیکن دشمن کا زور کسی بھی طرح سے کم نہیں ہو رہا تھا ۔ حضرت امام حسین نے دشمنوں سے کہا ۔ کہ نماز تک کے لئے لڑائی بند کر دیں ۔ لیکن انہوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا ۔ اور حضرت امام حسین نے جنگ کے دوران ہی "صلوٰۃ خوف" ادا کی ۔

★

اب جنگ زور و شور سے جاری تھی ۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ تلواروں کی جھنکار اور قتل ہونے والوں کی چیخ و پکار سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی ۔

حضرت امام حسین کے جانثار حق وفا ادا کر رہے تھے اور کربلا کے میدان کو اپنے خون سے رنگین بنا رہے تھے ... یہ وہ خون تھا ۔ جس نے کربلا کے صحرا میں حق کی ایسی آبیاری کی کہ قیامت تک کے لئے حق کی جڑیں مضبوط ہو گئیں ۔

علی اکبر کے بعد دیگرے عبداللہ بن مسلم ، عقیل بن عدن ، عبداللہ بن جعفر ، محمد بن عبداللہ بن جعفر عبدالرحمٰن بن عقیل اور جعفر بن عقیل بن ابی طالب نے میدان کارزار میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ۔

Marfat.com
Marfat.com

ان کے بعد خاندان بنو ہاشم کے نوجوان خوبرو - چندے آفتاب - چندے مہتاب جسے لوگ پیار سے "مکہ کا چاند" کہکر پکارتے تھے - قاسم بن حسن تلوار ہاتھ میں لئے نمودار ہوئے - دشمنوں نے دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے ... کوفہ کے کھردرے چہرے دیکھنے والے - اس چہرہ کی تابانی سے چونک اُٹھے -

وہ سب محو حیرت تھے کہ اچانک عمرو بن سعد چلاّیا -

کون ہے جو مکہ کے اس چاند کو زمین بوس کرے گا اور مجھ سے منہ مانگا انعام پائے گا -

یہ سنتے ہی عمرو بن سعد بن نفیل ازدی کے دل میں لالچ جاگ اٹھا - اور اُس نے پیچھے سے آکر چانک گردن پر تلوار کا وار کیا -

قاسم چلاّئے -

اے چچا الوداع -

ان کی آواز سنتے ہی حضرت حسین باز کی طرح جھپٹے - اور شیر کی مانند حملہ کر کے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا اس کی چیخ و پکار سن کر کوفی سوار مدد کو دوڑ پڑے - لیکن خدا کی شان دیکھئے کہ گھبراہٹ میں اُسے بچانے کے بجائے اپنے ہی آدمی کو گھوڑوں ٹاپوں سے روند ڈالا -

★

کربلا کے میدان میں باطل کے گھوڑوں کے سموں سے اڑنے والی غبار بالآخر انہی پر دب گئی - - - -

میدان میں چاروں جانب لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں - کسی کی گردن کٹی ہوئی تھی - کسی کا بازو اور کسی کا پاؤں کٹا ہوا تھا - کچھ ایسی لاشیں بھی تھیں - جن کو تلوار کے ذریعہ دو حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا - - - -

یہ ایک عجیب قسم کا مقتل تھا - جس میں جوان بوڑھے بچے غرض کے ہر عمر کے لوگ شامل تھے -

عمرو بن سعد کے فوجی اس قتل گاہ کے اطراف میں نیم دائرہ کی شکل میں کھڑے تھے - جیسے انہیں کسی کا انتظار ہو - جیسے وہ ان عظیم ہستیوں کو قتل کرنے کے بعد بھی مطمئن نہ ہوں -

ماحول پر ہول سناٹا چھایا ہوا تھا -

اچانک فضا میں "دلدل" کی ہیبت ناک آواز گونج اُٹھی ... یزید کے فوجیوں نے گردن اٹھا کر دیکھا میدان میں لاشوں کے درمیان حضرت امام حسین اپنے ابلق گھوڑے دلدل پر سوار تھے -

دُلدل اپنے اگلے سموں سے بار بار مٹی اڑا رہا تھا - جیسے وہ اپنے سوار کے اشارہ کا منتظر ہو - اُس کی یہ بے قراری اس کے غیض و غضب کا پیش خیمہ تھی ... وہ بے چین تھا .. مضطرب تھا اور اپنے سوار کے حکم کا منتظر -

حضرت امام حسین نے تلوار کو فضا میں بلند کیا - اور ساتھ بڑے ہی جوش سے نعرہ لگایا -

"ھل من مبارز"

دشمن کا ہر ساتھی اپنی جگہ دم بخود کھڑا تھا -

یہ حسین بن ابی طالب کا بیٹا تھا -

یہ ان کے نبی کا لخت جگر تھا -

Marfat.com

یہ فاطمہ کے دل کا ٹکڑا تھا۔

کون تھا جو آگے بڑھتا۔ کون تھا جو اس گناہ عظیم کا بوجھ اٹھاتا۔ ہر شخص پر سکتہ طاری تھا... لیکن شمر بن ذی الجوشن اپنے خاص آدمیوں ابو الجنوب۔ عبدالرحمٰن الجعفی۔ قشم بن عمرو بن یزید الجعفی۔ صالح بن وہب الیزنی۔ سنان بن انس الجعفی اور خولی بن یزید کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔

حضرت امام حسین نے نفرت سے ان سب کی طرف دیکھا اور تلوار سونت کر جھپٹ پڑے۔ آپ کی تلوار سے چنگاریاں سی نکل رہی تھیں۔ وہ لوگ آپ کے وار سہتے ہوئے پیچھے ہٹے اور اپنی فوج میں شامل ہو گئے۔

اب آپ کو چاروں جانب سے دشمنوں نے گھیر لیا اور ہر طرف سے حملہ کرنے لگے۔

زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں بازو پر تلوار ماری اور دوسرا وار شانے پر کیا۔ آپ لڑکھڑائے... لوگ پیچھے ہٹ گئے۔

دراصل ہر شخص قتل حسینؓ کے عظیم گناہ کا بوجھ دوسرے پر ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن سنان بن انس نخعی نے آپ کے سینہ پر نیزہ مارا۔ جس سے توازن برقرار نہ رہ سکا۔ اور آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ آپ کے زمین پر گرتے ہی خولی بن یزید سر کاٹنے کی خاطر آگے بڑھا۔ لیکن چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی خوفزدہ ہو گیا اور پیچھے ہٹ آیا۔ یہ دیکھ کر شمر ذی الجوشن نے اس کو لعنت ملامت کی۔ اور پھر خود آگے بڑھ کر آپ کے سر مقدس کو جسم اطہر سے جدا کر دیا۔

★

دن کا آخری حصہ تھا۔ کہ عمر و بن سعد نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ حسین کا جسم روندنے کے لئے کون کون تیار ہے۔

اس کا یہ حکم سنتے ہی دس شقی القلب سپاہی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے صفوں سے نکل آئے۔ کربلا کے میدان میں ایک بار پھر باطل کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑنے والی دھول کی دبیز چادر پھیل گئی۔ سورج بھی زیادہ دیر تک یہ ہولناک تماشا نہ دیکھ سکا۔ اور خون کے آنسو روتا ہوا مغرب میں چھپ گیا۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

Marfat.com

ابیات و قطعات

خدا کا نور اپنے من میں دیکھو! فلک کے چاند کو آنگن میں دیکھو!
اگر رکھتے ہو تم ذوقِ تماشا! تجلّی دوست کی ۔ دشمن میں دیکھو!
ہے حسن کی تلاش سبھی کو یہاں مگر ہم کو تلاش ہے تو ہے حسن مال کی!
ہے کون سا حسین ہے نہیں جس میں تیرا حسن یہ شان ہی کچھ اور ہے تیرے جمال کی!

مجھ پر اللہ کا یوں لطف و کرم ہوتا ہے گوشۂ چشم ہمیشہ میرا نم ہوتا ہے!
اُس کی رحمت ہے زیادہ میری امیدوں سے شکر جتنا بھی میں کرتا ہوں وہ کم ہوتا ہے!
نظر دور نہ کرنا، نگاہ میں رکھنا میرے خدا، مجھے اپنی پناہ میں رکھنا
میں تیری یاد سے غافل نہ ایک پل بھی رہوں سدا رواں مجھے تو۔ اپنی راہ میں رکھنا

بُرے انجام سے بچا لینا! اپنی رحمت میں تو چھپا لینا!
اے خدا تیرا کا دنیا ہے! پھر کسی سے حساب کیا لینا!
دیکھنا چاہو تو اس "ماہ جبین" کو دیکھو! چاہنا چاہو تو اُس "ماہ لقا" کو چاہو!
عشق سچا تو ہے بس "عشقِ حقیقی" یارو! چاہنا ہے تو فقط اپنے "خدا" کو چاہو!

زندگی کی خواہشیں ایسی شدید ہر نفس کی ہے صدا ھَل مِن مَّزِید
زندگی کا ایک رُخ صبرِ حسین دوسرا رخ اس کا ہے جورِ یزید!

ستاروں کی محفل سجائی ہے کیسی زمیں پہ یہ بستی، بسائی ہے کیسی!
خدا کی قسم، کوئی سمجھا نہ اب تک خدا نے یہ دنیا بنائی ہے کیسی!

انسان خدا کا بندہ ہے، بندوں پہ خدائی کرتا ہے یہ خون کے رشتے کاٹتا ہے اپنوں میں جدائی کرتا ہے
ہے خیر کا عنصر کم اس میں اور شر ہے زیادہ فطرت میں پاؤ گے بھلائی کم اس سے اکثر یہ برائی کرتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

لوح و قلم

قلندر بابا اولیاء

نسبت کا بیان

نسبت اویسیہ | نسبت اویسیہ کا انکشاف پہلے پہل حضرت غوث الاعظم کے طریق میں ہوا۔ جس کی مثال پانی کے ایسے چشمے سے دی جا سکتی ہے جو کسی پہاڑ کے اندر یا کسی میدان میں یکایک پھوٹ پڑے اور کچھ دور بہہ کر پھر زمین میں جذب ہو جائے اور مخفی طور پر زمین کے اندر بہتے بہتے پھر کسی جگہ فوارہ صفت پھوٹ نکلے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت غوث الاعظم کے بعد یہ سلسلہ اس ہی طرح جاری ہے لوگ اس ہی نسبت کو نسبت اویسیہ کہتے ہیں۔ اس نسبت کا فیضان مخفی طور سے یا نوع ملاء اعلیٰ کے ذریعہ یا پھر انبیاء کی ارواح کی معرفت یا قرب فرائض کے اولیائے سابقین کی روحوں کے واسطے سے ہوتا ہے۔

نسبت سکینہ | یہ نسبت اوّل جذب، پھر عشق اور پھر سکینہ کی نسبتوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ سکینہ وہ نسبت ہے جو اکثر صحابہ کرام کو حاصل تھی۔ یہ نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے ذریعہ نور نبوت کے حصول سے پیدا ہوئی ہے۔

نسبت عشق | جب قلب انسانی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسان کا ہجوم ہوتا ہے اور انسان قدرت کے عطیات میں فکر کرتا ہے۔ اس وقت نور اللہ کے تمثلات بار بار طبیعت انسانی میں موجزن ہوتے ہیں۔ یہاں سے اس ربط یا نسبت عشق کی داغ بیل پڑ جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ اس نسبت کے باطنی انہماک کیفیتیں رونما ہونے لگتی ہیں۔ پھر ان لطیفوں یا روشنی کے دائروں پر جو انسانی روحوں کو گھیرے ہوئے ہیں روشنی کا رنگ چڑھنے لگتا ہے۔ یعنی ان دائروں میں انوار الٰہیہ پے در پے پیوست ہوتے

Marfat.com

Marfat.com

رہتے ہیں اس طرح نسبت عشق کی جڑیں مستحکم ہوجاتی ہیں۔

نسبت جذب

اس نسبت کا تیسرا جزو نسبت جذب ہے ۔ یہ وہ نسبت ہے جس کو تبع تابعین کے بعد سب سے پہلے خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندی نے نشان بے نشانی کا نام دیا ہے ۔ اس ہی کو نقشبندی جماعت یادداشت کا نام دیتی ہے ۔ جب عارف کا ذہن اس سمت رجوع کرتا ہے جس سمت میں ازل کے انوار چھائے ہوئے ہیں اور ازل سے پہلے کے نقوش موجود ہیں ۔ تو یہی نقوش عارف کے قلب میں بار بار دور کرتے ہیں اور صرف " وحدت " فکر عارف کا احاطہ کرلیتی ہے ۔ اور ہر طرف "ہوئیت" کا تسلط ہوتا ہے تو یہاں سے اس نسبت کی شعاعیں روح پر نزول کرتی ہیں ۔ جب عارف ان میں گھر جاتا ہے اور کسی طرف نکلنے کی راہ نہیں پاتا تو عقل و شعور سے دست بردار ہو کر خود کو اس نسبت کی روشنیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے ۔

تنزلات

اب ہم تنزلات کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ اس نسبت کی حقیقت واضح ہوجائے ۔ جلی تنزلات تین ہیں ان تنزلات میں ہر جلی تنزل کے ساتھ ایک خفی تنزل بھی ہے ہر جلی اور خفی تنزل کے ساتھ ایک ورود یا ایک شہود کا تعلق ہے ۔ پہلا " جلی تنزل " سر اکبر " ہے دوسرا جلی تنزل " روح اکبر " ہے اور تیسرا جلی تنزل " شخص اکبر " ہے ۔ شخص اکبر اس مظہر کا نام ہے جس کو کائنات کہتے ہیں اس ہی کائنات کو مادی آنکھ دیکھتی ہے اور پہچانتی ہے ۔ کائنات کی ساخت میں بساط اول وہ روشنی ہے جس کو قرآن پاک نے ماء (پانی) کے نام سے یاد کیا ہے ۔

موجودہ دور کی سائنس میں اس کو گیسوں کے (GASES) کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ نسمہ انہی صدہا گیسوں کے اجتماع سے اولاً جو مرکب بنا ہے اس کو پانی یا پارہ کی مختلف شعلیں بطور مظہر پیش کرتی ہیں ان ہی مرکبات کی بہت سی ترکیبوں سے مادی اجسام کی ساخت عمل میں آتی ہے اور ان ہی مادی اجسام کو موالید ثلاثہ یعنی حیوانات ، نباتات اور جمادات کہتے ہیں ۔ تصوف کی زبان میں ان گیسوں میں سے ہر گیس کی ابتدائی شکل کا نام نسمہ ہے ۔ دوسرے الفاظ میں نسمہ حرکت کی ان بنیادی شعاعوں کے مجموعہ کا نام ہے جو وجود کی ابتدا کرتی ہیں ۔

حرکت اس جگہ ان لکیروں کو کہا گیا ہے جو خلا میں اس طرح پھیلی ہوئی ہیں کہ وہ نہ تو ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہیں اور نہ ایک دوسرے میں پیوست ہیں ۔ یہی لکیریں مادی اجسام میں آپس کا واسطہ ہیں ان لکیروں کو صرف شہود کی وہ آنکھ دیکھ سکتی ہے جو روح کی نگاہ کہلاتی ہے کوئی بھی مادی خوردبین اس کو کسی شکل و صورت میں نہیں دیکھ سکتی ، البتہ ان لکیروں کے تاثرات کو مادیت ، مظہر کی صورت میں پا سکتی ہے ۔

انہی لکیروں کو اہل شہود کی تحقیق میں تمثل کی نمود کہا جاتا ہے ۔

ٹائم اسپیس کا قانون

جب اسکولوں میں ڈرائنگ سکھائی جاتی ہے تو ایک کاغذ جس کو گراف کہتے ہیں ۔ ڈرائنگ کی اصل میں استعمال ہوتا ہے ۔ اس کاغذ میں

Marfat.com
Marfat.com

گراف یعنی چھوٹے چھوٹے چوکور خانے ہوتے ہیں۔ ان چوکور خانوں کو بنیاد قرار دے کر ڈرائنگ سکھانے والے استاد چیزوں، جانوروں اور آدمیوں کی تصویروں کو بنانا سکھاتے ہیں۔ استاد یہ بتلاتے ہیں کہ ان چھوٹے خانوں کی اتنی تعداد سے آدمی کا سر، اتنی تعداد سے ناک، اتنی تعداد سے منہ اور اتنی تعداد سے گردن بنتی ہے۔ ان خانوں کی ناپ سے وہ مختلف اعضاء کی ساخت کا تناسب قائم کرتے۔ جس سے لڑکوں کو تصویر بنانے میں آسانی ہوتی ہے۔ گویا یہ گراف تصویروں کی اصل ہے یا دوسرے الفاظ میں اس گراف کو ترتیب دینے سے تصویریں بن جاتی ہیں بالکل اسی طرح نسمہ کی یہ لکیریں تمام مادی اجسام کی ساخت میں اصل کا کام دیتی ہیں۔ ان ہی لکیروں کی ضرب تقسیم، موالید ثلاثہ کی ہیئتیں اور خدوخال بناتی ہیں۔ لوح محفوظ کے قانون کی رو سے دراصل یہ لکیریں یا بیرنگ شعاعیں چھوٹی بڑی حرکات ہیں۔ ان کا جتنا اجتماع ہوتا جائے گا اتنی ہی اور اس ہی طرز کی ٹھوس حسیات ترکیب پاتی جائیں گی۔ ان ہی کی اجتماعیت سے رنگ اور کشش کی طرزیں قیام پاتی ہیں اور ان ہی لکیروں کی حرکات اور گردشیں وقفہ پیدا کرتی ہیں ایک طرف ان لکیروں کی اجتماعیت، مکانیت بناتی ہے اور دوسری طرف ان لکیروں کی گردش زمانیت کی تخلیق کرتی ہے۔

تصوف کی اصطلاح میں لکیروں کے اس قانون کو نسمہ کا جذب کہتے ہیں۔ یعنی نسمہ اپنی ضرورت اور اپنے طبعی تقاضوں کے تحت ممکن کی شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے (تصوف میں ممکن اس چیز کو کہتے ہیں جس کو آخری درجہ میں یا تکمیل کے بعد مادی آنکھ دیکھ سکتی ہے) یہ مادی ہیئت جو "موالید ثلاثہ" کی کسی نوع میں دیکھی جاتی ہے "شخص" کہلاتی ہے یہ لکیریں تشخص سے پیشتر جن بنیادی ہیئت کی تخلیق کرتی ہیں اس ہیئت کا نام تصوف کی زبان میں تحقق ہے اس ہیئت کو تمثل بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ہیئت دراصل مفرد ہے۔ لوح محفوظ کے قانون میں نسمہ کی وہ شبہات جس کو مادی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، ہیئت مفرد، تحقق یا تمثل کہلاتی ہے اور نسمہ کی وہ شکل وصورت جس کو مادی آنکھ دیکھ سکتی ہے ہیئت مرکب تشخص یا جسم کہلاتی ہے جس ہیئت مفرد اجتماعیت کی صورت میں اقدام کر کے اپنی منزل تک پہنچ جاتی ہے تو ہیئت مرکب ہو جاتی ہے گویا ابتدائی حالت ہیئت مفرد ہے اور انتہائی حالت ہیئت مرکب ہے۔ ابتدائی حالت کو روح کی آنکھ اور انتہائی حالت کو جسم کی آنکھ دیکھتی ہے۔

نسمہ وہ مخفی روشنی ہے جس کو نور کی روشنیوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور نور وہ مخفی روشنی ہے جو خود بھی نظر آتی ہے اور دوسری مخفی روشنیوں کو بھی دکھاتی ہے۔

حواس خمسہ

نسمہ = مشہود + نور اور نور = شاہد + مشہود

Marfat.com
Marfat.com

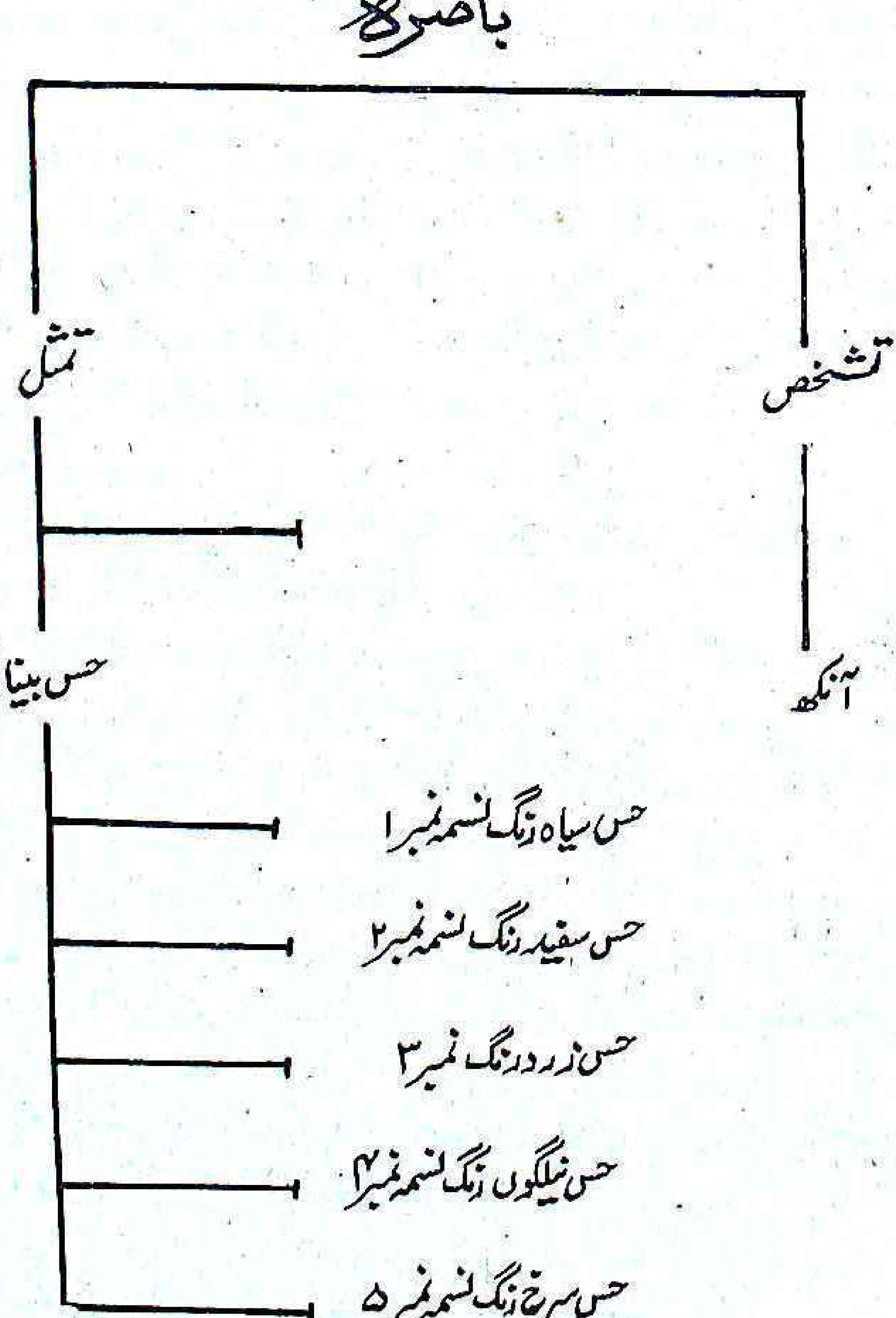

Marfat.com

Marfat.com

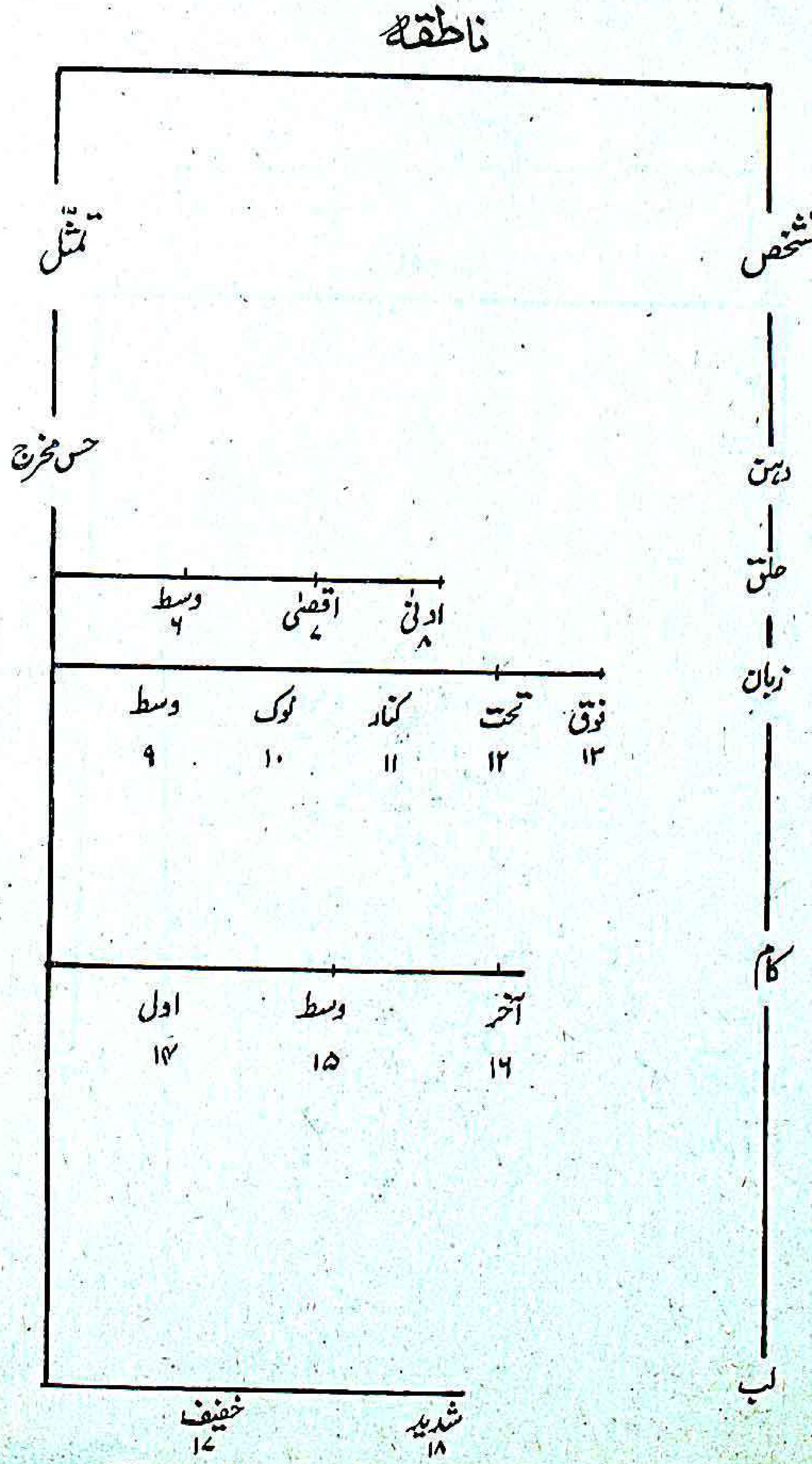

Marfat.com
Marfat.com

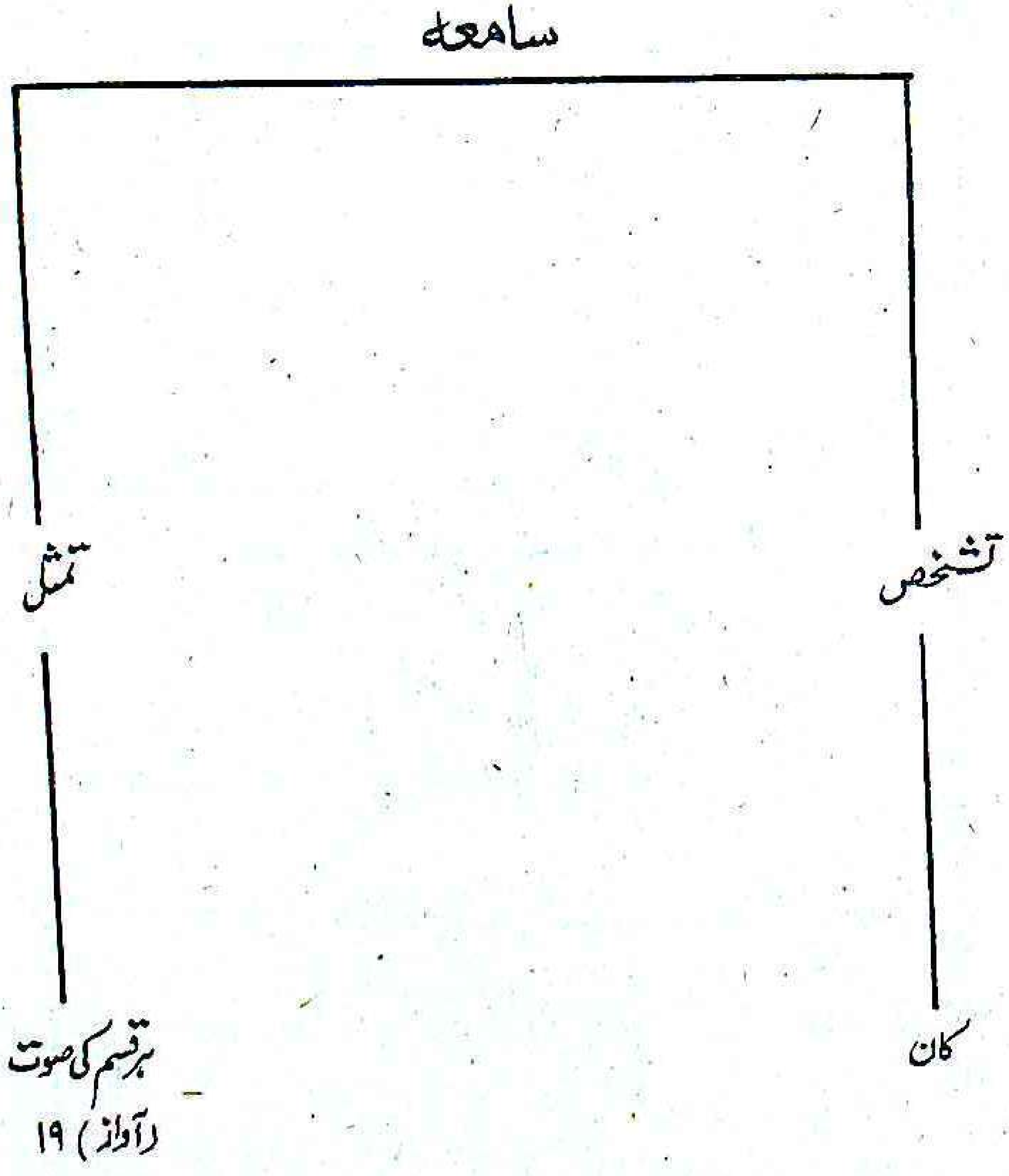

Marfat.com

Marfat.com

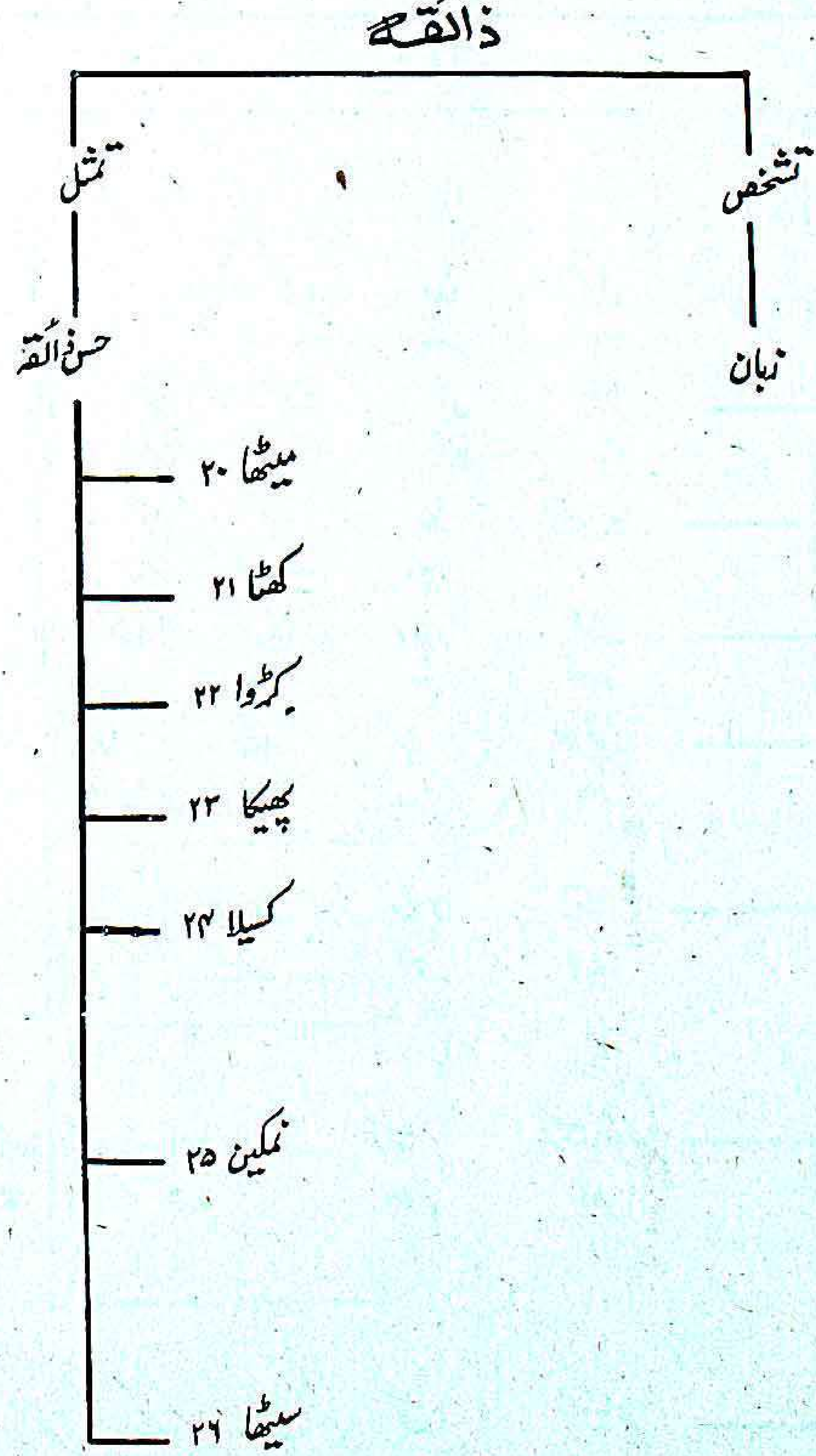

Marfat.com
Marfat.com

لامسہ

تشخص — اعضائے جسم

تمثل — حس لمس

کھردرا ۳۰ — چکنا ۳۱ — گول ۳۲

سطح ۲۲ — نرم ۳۴ — سخت ۳۵ — آلی ۳۶ — ہوائی ۳۷

گرم ۳۸ — سرد ۳۹ — ہلکا ۴۰ — ابھرا ہوا ۴۱

بھاری (وزنی) ۴۲ — باریک ۴۳ — دبیز ۴۴ — گدگدا ۴۵

دبا ہوا ۴۶ — نوکدار ۴۷ — پچک ۴۸ — بکھرنیوالی ۴۹

چمک ۵۰ — بساطت ۵۱ — عکاس ۵۲ — پتلا ۵۳

گاڑھا ۵۴ — آرپار ۵۵ — حرکت ۵۶ — حرکت دوری ۵۷

خستہ ۶۴ — لانبا ۶۳ — موٹا ۶۲ — بہنا ۶۱ — اڑنا ۶۰ — پگھلنا ۵۹ — حرکت کلی ۵۸

Marfat.com

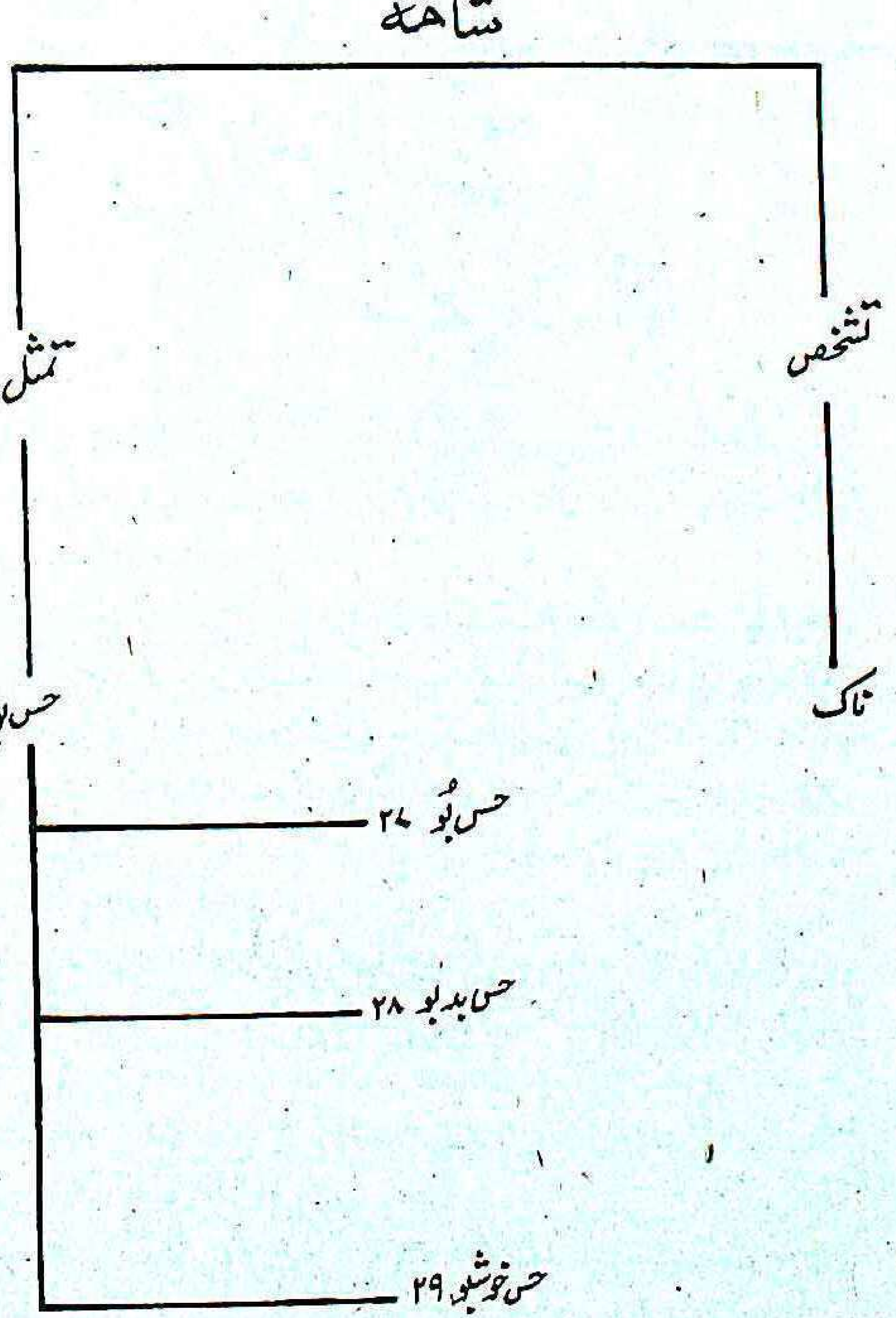

Marfat.com
Marfat.com

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے دنیائے اسلام میں لاکھوں کروڑوں ایثار کرنے والے ایسے پروانے موجود ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام پر سب کچھ قربان کر دینا اپنی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔

روحانی ڈائجسٹ اللہ کے دین، شرف موجودات، فخر کائنات، رسالت مآب امت کے لئے رحمت و شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو ایک گھر سے دوسرے گھر تک اور ایک بندے سے دوسرے بندے تک پہنچانے کا موثر ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ حضور اکرمؐ نے نوع انسانی کے لئے ایک ایسا پروگرام چھوڑا ہے جس پر عمل کر کے ہم اپنی دنیا و آخرت سنوار کر اس مصائب و آلام کی زندگی کو اپنے لئے پرسکون اور راحت کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔ حضورؐ کی تعلیمات پوری نوع انسانی کے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیمات میں مخفی ان روشنیوں سے عالم کو منور کرنا ہمارا اپنا اخلاقی اور ملی فریضہ ہے۔

آپ حضرات رسول اللہؐ اور ان کے وارث علماء، اولیاء اللہ کی تعلیمات کو عام کرنے اور ان کے مشن کی ترویج و اشاعت کے لئے جو کنٹری بیوشن یعنی زیادہ سے زیادہ عطیات دے سکتے ہیں وہ منی آرڈر، چیک، ڈرافٹ کے ذریعہ یا کسی بھی طریقے سے ہم تک پہنچا دیں تاکہ ہم جن لوگوں کے نام آپ روحانی ڈائجسٹ جاری کرانا چاہتے ہیں ان کے نام جاری کر دیں۔ براہ کرم اپنے عطیات کے ساتھ ان کے نام اور پتے بھی تحریر فرمائیں یا ہمیں اس بات کی اجازت دیں کہ ہم روحانی ڈائجسٹ کو آپ کی طرف سے مندرجہ ذیل حلقوں میں پہنچا دیں:

درس گاہیں   مساجد کے پیش امام   لائبریریاں   روحانی سلسلوں کے بزرگ   خانقاہوں کے سجادہ نشین   مغربی ممالک میں اسلامی مشن چلانے والے ادارے۔

[illegible] دنیا [illegible]رت کے مصداق اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشیں اور آپ کو دین و دنیا کی سب نعمتیں عطا کریں۔ آمین

عطیات اس پتہ پر ارسال کیے جائیں

خواجہ شمس الدین عظیمی
۱-ڈی ۱/۷
ناظم آباد، کراچی

سہیل احمد

شہزادی

ایک رات جبکہ ہر شے پر تاریکی چھائی ہوئی تھی ۔ تین انسان سوئے فدان آرم کی بستی سے نمودار ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے مغرب کی سمت چل دئیے ۔ ان میں سے ایک شخص وہ تھا جس نے باطل کی دبیز تہہ میں ہوش سنبھالا تھا ۔ جس کا تعلق اُس وقت کے معاشرہ میں سب سے بلند پجاریوں کے خاندان سے تھا ۔

وہ اگر چاہتا تو مندر کی گدی اس کی قدم بوسی کے لئے تیار تھی ۔ وہ اس گدی پر بیٹھ کر نذر و نیاز حاصل کر سکتا تھا ۔

وہ اگر چاہتا تو دیوتاؤں سے رشتہ جوڑ کر ادنیٰ کسان سے لے کر بادشاہ تک کو اپنے اشاروں پر نچا سکتا تھا ۔

لیکن ... وہ شخص کوئی معمولی شخص نہیں تھا ۔ وہ سچائی کا پرستار اور حق کا ماننے والا تھا ۔ اُس نے ہوش سنبھالتے ہی سوچنا شروع کر دیا تھا کہ یہ چاند سورج اور ستارے جو کہ خود غلاموں کی طرح گردش کرتے رہتے ہیں۔

پتھر کے یہ بُت جنہیں انسان اپنے ہاتھوں سے تراشتا ہے اور یہ بادشاہ نمرود جو کہ عام انسانوں جیسا انسان ہے خدا کس طرح ہو سکتے ہیں

زمین اور آسمان کی جو بھی چیزیں نظر آتی ہیں ۔ اُن میں سے کسی نے بھی مجھے پیدا نہیں کیا ۔ ان میں سے کسی نے میری تخلیق نہیں کی ..... جب یہ اشیاء "خالق" نہیں ہیں تو پھر میں کیونکر ان کی تعظیم میں سر جھکاؤں ۔

پھر یہی نہیں ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوری قوم سے پورے معاشرہ سے حتیٰ کہ بادشاہ وقت تک سے ٹکر لی ۔ جس کے نتیجہ میں ماں باپ نے ساتھ چھوڑ دیا ۔ دوستوں اور رشتہ داروں نے منہ موڑ لیا ۔ موت کے منہ میں دھکیلا گیا ... اور جب سچائی کے اس علمبردار نے کسی بھی جگہ شکست نہ کھائی ۔ تو عذاب الٰہی نے باطل کے سرچشمے نمرود اور اس کے حواریوں کو آن گھیرا ..... اور حضرت ابراہیمؑ نے اس آفت زدہ زمین کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا ۔ .. اس فیصلہ میں آپ کے ہمرکاب شریک حیات حضرت سارہ اور چچا زاد بھائی حضرت لوط تھے ۔

Marfat.com

یہ تینوں حق کے علمبردار وطن سے نکلنے کے بعد دریائے فرات کے کنارے پر آباد بستیوں میں پہنچے۔ لیکن ہر جگہ وہی خدائی کے مدعی بادشاہ موجود تھے اور ہر جگہ وہی ناقص العقل عوام بستے تھے جو ان جھوٹے خداؤں کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے ان لوگوں کے درمیان اس شخص کو کہاں جگہ مل سکتی تھی جو صرف خدا کی خدائی کے سوا کچھ اور ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ ذرا علانیہ کہتا پھرتا تھا۔

صرف ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ وہی مالک وہی آقا ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کو سجدہ لازم نہیں ہے۔

ان کے اس پیغام نے انہیں کہیں بھی چین نہ لینے دیا۔۔۔۔ بالآخر وہ پھرتے پھراتے "دین حق" کی تبلیغ کرتے ہوئے مصر کی طرف آنکلے۔ اُس زمانے میں مصر سب سے زیادہ خوشحال ملک تھا۔ وہاں کے لوگ تہذیب تمدن میں سب سے آگے تھے زراعت کے علاوہ پارچہ بانی اور دوسری مصنوعات کے فروغ نے انہیں عیش پرست بنا دیا تھا۔

اس وقت مصر کا بادشاہ "رقیون" نامی تھا۔ جس کا نہایت ہی وسیع و عالیشان محل شہر کے عین وسط میں قائم تھا اس بادشاہ کی عیش پرستی کا یہ عالم تھا کہ کسی بھی حسین عورت کو اپنے حرم میں داخل کئے بغیر سکون سے نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ جو تجارتی قافلے شہر مصر میں داخل ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ تو اس کا رویہ اور بھی سخت تھا۔

اگر باہر سے آنے والے قافلوں میں کوئی عورت شامل ہوتی اور شوہر اس کے ساتھ ہوتا۔ تو شوہر کو قتل کرا دیتا اور اگر کوئی رشتہ دار ہوتا تو اسے اپنے غلاموں میں شامل کر لیتا۔ اس مقصد کی خاطر اُس نے اپنے بہی خواہوں کا فوجی دستہ قائم کر رکھا تھا۔ جو کہ اطراف شہر کے ان راستوں پر متعین تھے جو آبادی کی طرف آتے تھے۔

●

حضرت ابراهیمؑ کو بادشاہ مصر کی اِس خصلت بد کا علم ہوا تو فکر دامنگیر ہوگئی۔ کیونکہ حضرت سارہ نہایت ہی حسین و جمیل تھیں۔

آخر آپ کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اپنے لکڑی کے ایک بڑے سے صندوق میں اپنی بیوی کو بند کیا اور ایک قافلہ کے ساتھ شامل ہو کر شہر میں داخل ہو گئے۔ شہر کے راستوں پر متعین شاہی دستوں کا یہ فرض تھا کہ وہ باہر سے آنے والے قافلوں کی اشیاء کی جانچ پڑتال کریں۔ اور مناسب محصول وصول کریں۔ چنانچہ جونہی حضرت ابراهیمؑ کا قافلہ شہر میں داخل ہوا شاہی فوج کے سپاہیوں نے انھیں گھیر لیا۔ اور جب وہ قافلہ کے سامان کی جانچ پڑتال کرتے ہوئے حضرت ابراهیمؑ کے پاس پہنچے تو وہ ذرا سے گھبرا سے گئے۔۔۔۔ سپاہیوں کو شک گذرا۔ اور انہوں نے لکڑی کے بڑے سے صندوق پر نظریں جما کر پوچھا۔

"اس میں کیا ہے"؟

حضرت ابراهیمؑ نے جواب دیا۔

اس میں میری آسائش زندگی کی شے موجود ہے۔

سپاہیوں نے صندوق کھولنے کا حکم دیا۔ آپ نے انکار کیا۔ جس کی وجہ سے سپاہیوں کا شک و شبہ بڑھ گیا

Marfat.com
Marfat.com

اور بالآخر انہوں نے صندوق کو کھول ڈالا۔

وہ تمام لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صندوق کے اندر ایک نہایت ہی حسین و جمیل عورت بیٹھی ہے۔ سپاہیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت سارہ کو گرفتار کر لیا۔ اور بادشاہ مصر رقیون کے دربار خاص میں پیش کر دیا۔

بادشاہ رقیون کا خیال تھا کہ دنیا کی سب سے حسین شئے "عورت" ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ دنیا کے تمام خطوں کی حسین ترین عورتیں اس کے محل کی زینت بن جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے جاسوس اندرون ملک اور بیرون ملک حسین چہروں کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے اور جونہی اُنہیں مطلوبہ حسین چہرہ نظر آتا۔ وہ اُسے شاہی حرم میں پہنچانے کی سعی کرنے لگتے۔

جس وقت حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کو بادشاہ مصر کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو وہ محل کے ایک جھروکے میں کھڑا دریائے نیل کی وسعتوں میں ڈوبتے سورج کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ آسمان پر شفق کی لالی اس طرح پھیلی ہوئی تھی کہ اُس کا عکس دریائے نیل کے پانی کو بھی سُرخ بنا رہا تھا۔ اور ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں کے پیچھے سے رات کی سیاہی نمودار ہو رہی تھی۔

پہرہ داروں کے قدموں کی آہٹ سن کر اُس نے پلٹ کر دیکھا اور حضرت سارہ پر نظر پڑتے ہی مبہوت ہو کر رہ گیا۔

گو کہ اُس وقت حضرت سارہ سفر کی تھکان سے ہلکان تھیں۔ لباس اور چہرہ گرد و غبار سے آلودہ تھا۔ اس کے باوجود چہرہ انور حُسن کی تابانی سے دمک رہا تھا۔

بادشاہ مصر نے سینکڑوں نہیں ہزاروں حسین چہرے دیکھے تھے۔ لیکن حضرت سارہ کے چہرہ پر جو نور تھا اُس نے ہوش و حواس گم کر دیئے تھے۔

"کون ہے تو" اُس نے حضرت سارہ کے چہرہ پر نظریں جماتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

حضرت سارہ نے جواب دینے کے بجائے حیا سے گردن جھکا لی۔

شرم و حیا کا یہ انداز۔۔۔ یہ ادا۔ یہ رُخ تو اور بھی زیادہ دلفریب تھا۔ رقیون اس ادا پر مر مٹا۔ پھر اچانک اُسے اپنے مصاحبوں کی موجودگی کا احساس ہوا اور وہ ان کی طرف پلٹا۔ لیکن جیسے ہی اُس کی نظر حضرت ابراہیمؑ پر پڑی اُس نے تیوری پر بل ڈال کر پوچھا۔

"یہ عورت تیری کون ہے"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس کی حاسدانہ طبیعت کے پیش نظر تذبذب سے جواب دیا۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ میری۔۔۔ بہن ہے۔

بڑی حسین ہے۔ تیری بہن" بادشاہ مصر نے حضرت سارہ کے سحر زدہ حسن میں ڈوبے ہوئے تعجب سے کہا۔

پھر اُس نے قریب آ کر سرگوشی سے پوچھا۔

"بول تو اپنی بہن کی کیا قیمت لے گا۔

Marfat.com

یہ گناہ عظیم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے سمجھایا "کسی غیر محرم عورت کی طرف بری نظر دیکھنا بھی بہت بُرا فعل ہے خداوندا اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کرتا۔

پھر خدا ایسی حسین صورتیں کیوں بناتا ہے۔ رقیون نے تمسخر سے جواب دیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے ایک بار پھر سمجھایا۔ تو اپنی بری نیت سے باز آجا۔

رقیون نے نظر بھر کر ان کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرہ پہ شیطانی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔ اس نے اپنے پہرہ داروں کو حکم دیا۔

اس شخص کو شاہی مہمان خانہ میں پہنچا دیا جائے۔

رقیون کا حکم سنتے ہی پہرہ داروں نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔ حضرت سارہ نے بےبسی اور مایوسی سے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کا مقصد سمجھ گئے۔ لہٰذا نہایت اعتماد سے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مت گھبرا۔ اس جہاں کا رب تیری حفاظت کرے گا۔"

اس کے بعد آپ واپس مڑے اور تلواروں کے سایہ میں چلتے ہوئے محل سے باہر آ گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے جانے کے بعد بادشاہ مصر نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر تخلیہ ہو جانے کا اشارہ کیا۔ اُس کا اشارہ پاتے ہی کنیزیں اور معاجبیں بھی چلے گئے۔

اب شاہ بلوط کی لکڑیوں سے بنی ہوئی اس منقش چھت کے نیچے صرف وہ دونوں ہی رہ گئے تھے۔ یا پھر ان کے اطراف میں سنگ سرخ کی بنی ہوئی محل کی دیواریں تھیں۔ اور ان میں پیوست کافوری شمعیں روشن تھیں۔ اس تنہائی نے بادشاہ مصر کے سفلی جذبات کو پوری طرح بیدار کر دیا۔ وہ اپنے شانوں پر پڑے ہوئے ریشمی فرغل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے بولا۔

" اے عورت۔ تیرے حسن نے مجھے گھائل کر دیا ہے۔ . . . . تو میری آغوش میں آ اور پھر دیکھ میں اپنی سلطنت کی تمام آسائشں و آرام تیرے قدموں میں ڈال دوں گا۔"

حضرت سارہ نے گردن اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور دوبارہ نظریں جھکا لیں۔

بادشاہ مصر نے سمجھا کہ شرم و حیا اس عورت کو اپنے ارادہ سے روک رہی ہیں۔ لہٰذا وہ قریبی دیوار میں پیوست شمع کو گل کرتے ہوئے دوبارہ بولا۔

اے عورت تیرا حسن اتنا تابناک ہے کہ شمعیں بھی اس کے سامنے ماند ہیں . . . . یقین جان تیرے حسن کی قیمت اپنی سلطنت دے کر بھی ادا کرنے کو تیار ہوں۔

حضرت سارہ نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا وہ گردن جھکائے اپنے رب سے اس مصیبت سے چھٹکارہ پانے کی دُعا کر رہی تھیں۔ اُن کی مسلسل خاموشی سے تنگ آ کر بادشاہ نے قدرے غصّہ سے کہا۔

کیا تو گونگی اور بہری کلہے۔ جو میری بات کا جواب نہیں دیتی۔

اے بادشاہ . . . حضرت سارہ نے نظریں جھکائے ہوئے کہا۔ شیطان نے تیرے ہوش و حواس پر غلبہ پا یا ہوا ہے۔ تو نہیں جانتا کہ کتنے بڑے گناہ کا ارادہ کر رہا ہے۔

Marfat.com

گناہ ... عذاب و ثواب - یہ سب فرسودہ باتیں ہیں - بادشاہ نے ہنس کر جواب دیا - تجھے تو خوش ہونا چاہئے کہ دریائے نیل کا عظیم المرتبت بادشاہ تیرے حسن کا قدردان ہے -

تیری قدردانی سے زیادہ مجھے اپنے رب کا خوف ہے - حضرت سارہ نے کہا -

تجھے کسی سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ... بادشاہ نے غرور سے جواب دیا - میرے محل میں رب تو کیا پرندہ بھی نہیں آسکتا -

میں جس رب کی بات کر رہی ہوں - وہ تجھ سے زیادہ طاقتور ہے - حضرت سارہ نے تمکنت سے کہا - وہی سارے جہان کا مالک ہے -

یہ تو کیا کاہنوں جیسی باتیں کرنے لگی - بادشاہ نے بھنویں سکھوڑ کر کہا اور پھر دونوں بازو پھیلا کر بولا -

آمیرے قریب آ ! ... اور اپنے حسن کی تجلی سے میرے سینہ میں لگی ہوئی آگ بجھا دے -

نہیں ... ایسا نہیں ہوسکتا - حضرت سارہ نے اُس ہی طرح تمکنت سے جواب دیا -

اے عورت ... بادشاہ نے غرور سے کہا ... آج تک کسی بھی عورت نے میرا حکم ماننے سے انکار نہیں کیا میں نے جس کو خلوت میں بلوایا - اُس نے خود کو سب سے زیادہ خوش قسمت سمجھا -

یاد رکھ ... حضرت سارہ نے تنبیہ کی - کسی مظلوم پر ظلم کرنے والے سے زیادہ طاقتور اُس کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے -

شاید تجھے میری طاقت کا معلوم نہیں - بادشاہ نے اُسی ہی لہجہ میں کہا - ... میں اگر پتھر پکڑ لوں تو وہ بھی پگھل جاتا ہے - تو ... تو پھر عورت ہے ... آمیرے قریب آ -

میرا رب تجھ سے زیادہ طاقتور ہے - حضرت سارہ نے برجستہ جواب دیا - اور وہی میری حفاظت کریگا -

تو پھر بُلا اپنے رب کو ... بادشاہ نے غرور و تمکنت سے کہا - اور ساتھ ہی حضرت سارہ کو پکڑنے کی خاطر ہاتھ بڑھایا - اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ کی نرمی ختم ہوگئی ... رگوں میں دوڑتا ہوا خون یک بیک جم گیا - اب وہ نہ تو اپنے ہاتھ کو نیچے گرا سکتا تھا - اور نہ ہی اوپر اٹھا سکتا تھا - اُس نے کئی بار اپنے ہاتھ کو پوری قوت سے جنبش دینا چاہی - لیکن وہ لکڑی کی مانند شل ہوکر رہ گیا - بادشاہ اس آفت ناگہانی سے خوفزدہ ہوگیا اور اس نے التجا آمیز نظروں سے حضرت سارہ کی طرف دیکھا - اب اس کے دل و دماغ میں گناہ کے بجائے رحم کی طلب پیدا ہوچکی تھی اور اس طلب ... اس خواہش کے ساتھ رحمت الٰہی جوش میں آئی - اور اس کا ہاتھ فوراً درست ہوگیا -

اس نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر ڈالی اور سوچا ... یہ کس طرح ممکن ہے - میرے ہاتھ کو کیا ہوگیا تھا - جبکہ میرا ہاتھ بالکل صحیح حالت میں ہے - پھر اُس نے حضرت سارہ کی طرف دیکھا - اللہ کے حسن نے ایک بار پھر اس کے دل و دماغ میں ہلچل مچادی -

ہونہہ - یہ تو وقتی حادثہ تھا

اس نے سوچا اور اس کے ساتھ ہی اُس نے دوبارہ حضرت سارہ کا پیراہن پکڑنے کی خاطر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا -

Marfat.com
Marfat.com

اے عورت۔ میرے قریب آ۔۔

اور پھر۔۔۔ اس بار بھی اُس کا اٹھا ہوا ہاتھ شل ہو گیا۔

اے بادشاہ۔۔۔۔ حضرت سارہ نے سمجھانے والے لہجہ میں کہا۔۔۔۔ تو اپنے بُرے ارادہ سے باز آجا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ بادشاہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔ میں جب بھی تیری طرف ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ میرا ہاتھ ناکارہ ہو جاتا ہے۔

میں نے تجھ سے کہا تھا نا۔۔۔ حضرت سارہ نے جواب دیا۔ کہ مظلوم پر ظلم کرنے والے سے زیادہ طاقتور اس کی حفاظت کرنے والا ہوتا ہے اور میرا رب سب سے زیادہ طاقتور ہے۔

اچھا۔ اگر اب میرا ہاتھ ٹھیک ہو گیا تو میں اپنے ارادہ سے باز آجاؤں گا۔۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس کا ہاتھ پہلے ہی کی طرح توانا ہو گیا۔

بادشاہ نے سوچا کہ کہیں یہ ساحرہ تو نہیں ہے۔ جو کہ اپنے جادو کے اثر سے میرا ہاتھ بے کار کر دیتی ہے۔ لہٰذا اب کی بار اُسے اتنا موقع ہی نہیں دینا چاہیئے۔

اس خیال کے آتے ہی اُس نے نہایت ہی سرعت سے حضرت سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ آپ کا گریبان اُس کے ہاتھوں میں آتے آتے رہ گیا۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس کے ہاتھ پھر ناکارہ ہو گئے۔

تو نے وعدہ خلافی کی ہے۔۔۔ حضرت سارہ نے تحمل سے کہا۔۔۔۔ میرا رب تجھے اس گناہ سے باز رکھنا چاہتا ہے لیکن تو برائی چاہتا ہے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔۔ بادشاہ مصر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ پہلے کبھی بھی میرے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ میں نے جس عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ درخت سے ٹوٹے ہوئے پھول کی مانند میری باہوں میں چلی آئی۔

لیکن۔۔۔ لیکن۔۔ تیرے ساتھ معاملہ ہی اُلٹا ہے۔

میرا رب۔ میری حفاظت کر رہا ہے۔ حضرت سارہ نے اعتماد سے جواب دیا۔ اور وہی مجھے تیرے شر سے بچا رہا ہے۔

سچ۔۔ سچ بتا تو کون ہے۔ بادشاہ مصر نے کرخت لہجہ سے پوچھا۔

میں ایک نبی کی بیوی ہوں۔ حضرت سارہ نے بتایا۔

نبی کی بیوی۔۔۔۔ بادشاہ مصر حیرت سے بڑبڑایا۔

ہاں۔ حضرت سارہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ جب ہم اپنے وطن سے ہجرت کر کے تیری حدود سلطنت میں داخل ہوئے تو لوگوں نے تیری ہوس پرستی کی داستانیں سنائیں۔۔۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تو حسین عورتوں کے شوہروں کو قتل کرا دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا رشتہ دار ساتھ ہو تو اُسے معاف کر دیتا ہے۔

"یہ سچ ہے" بادشاہ مصر نے اپنے اکڑے ہوئے ہاتھ سے لاپرواہ ہو کر کہا۔ حسین عورت کسی اور کی

Marfat.com

ہو کر رہے ۔ میں یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا ۔
اسی ہی وجہ سے ۔۔۔ حضرت سارہ نے اپنے الفاظ پہ زور دے کر کہا ۔۔۔ وہ شخص جو میرے ساتھ تھا اُس نے خود کو میرا بھائی بتایا ۔
اس کا مطلب ہے ۔۔۔ اُس شخص نے مجھ سے جھوٹ بولا ۔ بادشاہ مصر نے غصہ سے کہا ۔
نہیں ۔ نبی جھوٹ نہیں بول سکتا ۔۔۔ حضرت سارہ نے سمجھایا ۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے ۔ کہتا ہے ، حکم ربی کے مطابق ہوتا ہے ۔۔۔۔ ویسے میں رشتہ میں اُس کی بہن بھی ہوتی ہوں ،
یہ سب کچھ تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا بادشاہ نے پوچھا ۔
تیرے نفس نے تجھے اتنی مہلت ہی کب دی ۔۔۔ حضرت سارہ نے جواب دیا ۔ میرے شوہر نے تجھے اس فعل بد سے باز رہنے کی ہدایت کی ۔ لیکن تو نے اسے محل کے باہر نکلوا دیا پھر میں نے تجھے سمجھایا ۔ کہ ۔
بس بس ۔۔۔ بادشاہ نے بات کاٹ کر پشیمانی سے کہا ۔۔۔ اب تک جو ہوا ۔ اُس پر میں شرمندہ ہوں پھر وہ نہایت ہی عاجزی سے بولا ۔ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں ۔ اب ایسی حرکت نہیں کروں گا ۔ تو میرا ہاتھ درست کر دے ۔
میرا رب رحیم و کریم ہے وہ ضرور تجھے سیدھا راستہ دکھائے گا ۔ حضرت سارہ نے جواب دیا ۔ اور پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی ، جس کے نتیجے میں بادشاہ کا ہاتھ پہلے ہی کی طرح تندرست ہو گیا ۔
ہاتھ کے صحیح ہونے کے بعد اُس نے اپنے خاص مصاحب کو آواز دی ۔ اور اُس سے کہا ۔
محل کے باہر جو شخص موجود ہے اُسے عزت و احترام کے ساتھ لایا جائے ۔

•

اب شاہ بلوط کی اس ہی چھت کے نیچے جہاں چند لمحوں قبل ایک بادشاہ ایک گناہ عظیم کا مرتکب ہونے والا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے سامنے اپنے فعل پر نادم و افسردہ گردن جھکائے کھڑا تھا ۔
اے بادشاہ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے مخاطب کیا ۔ اُس ذات واحد کا شکر ادا کر ۔ جو تمام جہانوں کا مالک و مختار ہے ۔ اور جس نے تجھے شعور عطا کیا ۔ کہ تو نیکی اور بدی کو پہچان سکے ۔
میں اپنے فعل پر از حد شرمندہ ہوں ۔ بادشاہ نے پشیمانی سے کہا ۔ اور اپنے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔
اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تسلی آمیز لہجہ میں کہا ۔
جو لوگ عجز و انکساری سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں ۔ اُنہیں معاف کر دیتا ہے تو اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے ۔ بادشاہ نے کہا ۔ تیری بیوی کے ساتھ میں نے جو ارادہ کیا تھا ۔ اُس کے کفارہ کے لئے میں اپنی بیٹی تیری زوجیت میں دیتا ہوں ۔
کیا مطلب ہے ۔ تو کیا چاہتا ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا ۔
میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔ بادشاہ نے جواب دیا ۔ اور اس کا بہترین طریقہ یہ سمجھا

Marfat.com

ہوں کہ ۔میری بیٹی ۔تیری بیوی بن کر تیری اور تیری اس پاکباز بیوی کی خدمت کرے ۔

اس کے ساتھ ہی اُس نے حضرت ابراھیمؑ کا ہاتھ پکڑا اور چند ستونوں کے درمیان سے گزر کر ایک سُرخ شیشے کے بنے ہوئے دروازہ پہ پہنچا ۔ اُسے دیکھتے ہی دروازہ پر کھڑی ہوئی کنیز نے جھک کر دروازہ کھولدیا ۔

دروازہ کے کھلتے ہی حضرت ابراھیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل دوشیزہ زرق برق ریشمی لباس پہنے اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہے ۔ دروازہ کھلتے ہی وہ لڑکی بادشاہ کے قریب آئی اور اس کے سینے پر اپنا سر رکھدیا ۔

بادشاہ نے شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے حضرت ابراھیمؑ سے کہا ۔

یہ کسی غلام یا کنیز کی نہیں ۔ بلکہ میری بیٹی ہاجرہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شادی اپنے کسی ہمعصر سے کرنے کے بجائے ۔ تیری کنیز بننا بہتر ہے ۔

باپ کی بات سن کر اس کی بیٹی ہاجرہ نے تعجب سے پوچھا ...

"یہ شخص کون ہے "۔

بیٹی ۔ بادشاہ نے پیار سے کہا "۔ روئے زمین پر اس وقت اس سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے اور باپ ہونے کے ناطے میں دنیا کے سب سے بہترین آدمی کی زوجیت میں تجھے دینا چاہتا ہوں ۔

"ایسی کیا بات ہے اس میں "۔ حضرت ہاجرہ نے شوخی سے حضرت ابراھیم کے چہرہ پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا ۔ سوائے اس کے کہ یہ حسین ہے ۔

"حسن خدائے واحد کی صفت ہے "۔ حضرت ابراھیمؑ نے سنجیدگی سے جوابدیا ۔ حسن روشنی ہے جو انسانوں کو صراط مستقیم پہ چلنے میں مدد دیتا ہے ۔

"بہت خوب " حضرت ہاجرہ نے اس ہی انداز سے کہا ... حسین صورت کے ساتھ ساتھ حسین شعور بھی پایا ہے "۔

تو نہیں جانتی ... بادشاہ نے اُسے سمجھایا .... یہ اللہ کا برگزیدہ بندہ ہے ۔ پھر وہ قدرے سرگوشی سے بولا ۔ یقین جان اس پر " ان دیکھے " رب کا سایہ ہے ۔

اگر یہ سچ ہے ۔ تو مجھے اس کی کنیز بن کر رہنے پہ بھی فخر ہے ... ہاجرہ نے اطمینان سے جوابدیا ۔

بیٹی ... بادشاہ نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا ۔

کل سورج نکلنے کے ساتھ ہی میں تیری شادی اس نیک شخص سے کر دوں گا مجھے یقین ہے کہ تو اس کے سایہ عاطفت میں اطمینان سے رہے گی ۔

یہ سننے کے ساتھ ہی ہاجرہ نے شرما کر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرہ کو چھپایا اور بھاگتی ہوئی واپس چلی گئی ۔

•

دوسرے دن سورج نکلنے کے ساتھ ہی بادشاہ مصر نے اپنی بیٹی ہاجرہ کی شادی حضرت ابراھیمؑ سے کر دی اور شہر کے مضافات میں واقع ایک چھوٹا سا محل ان کو دیدیا ۔ اس محل میں آرام و آسائش کی تمام چیزیں موجود تھیں ۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت ابراہیمؑ اس محل میں اپنی دونوں بیویوں اور حضرت لوطؑ کے ہمراہ رہنے لگے - ذریعہ معاش کی خاطر آپ نے کوئی شاہی مراعات نہیں لیں - بلکہ بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ پالنے شروع کر دئے -

خداوند قدوس نے ان جانوروں میں اتنی زیادہ برکت دی کہ سال بھر کے اندر اندر اتنے زیادہ مویشی ہو گئے کہ ان کے لئے چراگاہیں کم پڑنے لگیں ان دونوں کے چرواہے اس بات پر جھگڑنے لگے کہ پہلے ان کے مویشی چریں گے حضرت ابراہیمؑ نے اس صورتحال کا اندازہ کر کے حضرت لوطؑ سے مشورہ کیا - اور دونوں کی صلاح سے یہ طے پایا کہ باہمی تعلقات کی خوشگوار اور دائمی محبت والفت قائم رکھنے کی خاطر حضرت لوطؑ مصر سے ہجرت کر کے اردن کے علاقہ " سدوم " چلے جائیں - اور وہاں کے لوگوں میں دین حق کی تبلیغ کریں -

حضرت لوطؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی تجویز سے پورا پورا اتفاق کیا - اور پھر ایک دن بمعہ اپنے مویشیوں ملازموں اور بیوی کے عازم سدوم ہو گئے -

قارئین آئندہ قوم سدوم کے بارے میں پڑھئے گا کہ یہ قوم کس حد تک گناہوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی -

---

حضرت صوفی میاں احمد دین قادریؒ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے - آپ عظیم صوفی - بلند پایہ درویش اور صاحب کرامت بزرگ تھے - آپ کی مقدس زندگی سے ایک واقعہ درج ذیل ہے - آپ نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا تو سال میں صرف تین پارے پڑھ سکے چوتھے پارے میں ذہن نے ساتھ نہیں دیا - کسی نے کہا احمد دین پاکپتن شریف میں بحرالعلوم حضرت شہاب الدینؒ کے ہاں حاضری دو اور وہاں سے پانی پیو ذہن کھل جائے گا اور بہت جلد قرآن پاک پڑھ جاؤ گے - چنانچہ قرآن پاک کی محبت میں برہنہ پا پاکپتن شریف پہنچے جب آپ چنی قبر کے پاس پہنچے تو ایک گدڑی پوش فقیر سے ملاقات ہو گئی - انہوں نے آپ کو پکارا ٹھہرو ، کہاں جا رہے ہو ؟ آپ نے ارادہ واقعہ سنایا کہ بحرالعلوم حضرت خواجہ شہاب الدین کے مزار پر حاضری دینے جا رہا ہوں ، فقیر نے آپ کی چھاتی پر ہاتھ مارا ، فرمایا واپس جاؤ اور اپنے پیر کو میرا سلام کہنا آپ واپس چل پڑے - تب خیال آیا کہ گدڑی پوش فقیر سے تعارف کرنا چاہئے - آپ نے درویش سے اسم گرامی دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے " بابا نلی " کہتے ہیں چنانچہ آپ واپس آ کر اپنے استاد حافظ حبیب اللہ خانؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو بہت تھوڑے عرصہ میں الحمد سے والناس تک قرآن شریف یاد کر لیا - اس پر حافظ صاحبؒ نے دریافت فرمایا کہ چند روز قبل آپ کو کوئی ملا تھا - عرض کیا حضور پاکپتن شریف میں بابا نلی سے ملاقات ہوئی تھی - انہوں نے آپ کو دعا سلام بھی کہا تھا فرمایا -

وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جن کی نگاہ فیض سے تم نے بہت جلد قرآن شریف پڑھ لیا -

Marfat.com

عرب کے باسی

حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے نبی اور رسول ہیں حضور کی بعثت کے وقت ساری دنیا پر گمراہی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لوگوں نے ہادیانِ گزشتہ کی تعلیم کو بھلا دیا تھا اور انسانیت حد درجہ پستی میں گر گئی تھی۔

خود اہلِ تورات کے بیان کے مطابق تورات کے بہت سے جز غائب ہو گئے تھے۔ انجیل میں بھی تصرف کیا جا چکا تھا۔ ایک عیسائی مصنف سنگلر لکھتا ہے کہ حضرت عیسےؑ کے حواری بوڑھے ہونے لگے تو انہوں نے وہ قصے اور روایتیں جو لوگوں کی زبانوں پر تھیں جمع کر دیں۔ یہی انجیل ہے۔ اصل انجیل کا کہیں پتہ نہ تھا۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےؑ علیہما الصلوٰۃ جیسے قریب کے زمانے کے انبیاء کی تعلیمات کیساتھ یہ صورت تھی تو قدیم ہادیوں کی تعلیم پر کیا کچھ نہ بیتی ہو گی۔ دنیا کی کوئی قوم حقیقی رہنماؤں اور پیشواؤں کی پیرو نہیں رہی تھی۔ ہر طرف فتنہ و فساد برپا تھا خدا تعالیٰ نے دو لفظوں میں اس دور کی تصویر کھینچ دی ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

عرب ابتری کے اعتبار سے دنیا بھر میں نمایاں تھا۔ عرب میں حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب عرب کے موسائی اور عیسائی دوسری جگہوں کے موسائیوں اور عیسائیوں سے زیادہ گمراہ تھے۔ عام یہودی صرف حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں عرب یہودیوں کے نزدیک ہر یہودی اللہ کا بیٹا یا بیٹی تھا۔ عام عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہتے۔ عرب کے عیسائی حضرت مریم کو اللہ کی بیوی اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ عرب کے دہریوں، صابیوں اور بت پرستوں کا یہی حال تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

اہل عرب کی اکثریت فسق و فجور میں صرف مبتلا ہی نہیں تھی بلکہ فسق و فجور پر نازاں تھی۔ عرب میں ایسی عورتیں موجود تھیں جو فخر کیا کرتی تھیں کہ ہم نے فلاں فلاں بڑے آدمیوں کے ساتھ راتیں بسر کی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جاری کردہ حج کی وہ مٹی پلید کر رکھی تھی کہ اس کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بہت سے مرد عورت برہنہ ہو کر طوافِ کعبہ کرتے تھے غسل اور رفعِ حاجت میں بھی پردے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔

مرد جتنی عورتوں سے چاہتے تھے شادی کر لیتے تھے اور پھر ان کی اولاد سوتیلی ماؤں کو یوں بانٹتی تھی جیسے جائیداد اور املاک بانٹتے ہیں۔ سوتیلی مائیں بیویاں بن جاتی تھیں اور آتش پرست تو سگی بہنوں اور بیٹیوں کو بھی گھر میں ڈال لیتے تھے بعض عورتیں خاوندوں کی اجازت سے بہادر مردوں کے یہاں جا کر رہتی تھیں تاکہ ان سے بہادر بچے حاصل کریں۔

بےحیائی کی طرح شراب پینا اور جوا کھیلنا بھی موجبِ افتخار تھا۔ تھوڑی سی شراب کے عوض خانہ کعبہ کی تولیت تک بیچ دی جاتی تھی۔ علم و فن کیسا، لکھنے پڑھنے سے عموماً بے بہرہ اور نیک و بد سے بےخبر تھے، سود کا لین دین کرتے تھے اور بیوی بچے بھی رہن رکھ دیتے تھے۔

لوٹ مار، رہزنی اور غارت گری معمولی مشغلہ تھا عورتیں اور بچے ہاتھ لگ جاتے تو ان کی تجارت کرتے تھے۔ جانوروں کو ذبح کئے بغیر ان کے جسم کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کھا جاتے تھے مثلاً دنبہ کی چکتی، اونٹ کا کوہان حشرات الارض سے بھی پرہیز نہیں تھا۔ چھپکلیاں غذا تھیں۔

عرب عزت اس میں سمجھتے تھے کہ سسر نہ کہلائیں بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے تاکہ سسر کہلانے کی ذلت سے بچ جائیں۔ خانہ جنگی اور بدنظمی سونے پر سہاگہ تھی۔ آئین و ضوابط اور شہریت سے اہلِ عرب کو مطلق واسطہ نہ تھا۔ چاند، سورج، دریا، پہاڑ، درخت اور پتھر اہلِ عرب کے مسجود تھے لیکن انسان عرب میں اس قابل نہیں تھا کہ اس کے حقوق کے لئے کوئی قانون اور ضابطہ بنایا جائے۔ مائیں پلی بلائی بیٹیوں کو بنا سنوار کر باپ کے حوالے کرتی ہیں کہ جاؤ انہیں زندہ گاڑ دو لڑکی کا زندہ گاڑنا نشانِ شرافت سمجھا جاتا تھا۔ غیرتمندی کی اس سے زیادہ مکروہ اور بھونڈی مثال پیش کرنی مشکل ہے۔

صلہ رحمی یعنی قرابت کی عربوں میں اتنی اہمیت تھی کہ جیسے اللہ کا واسطہ دیا جاتا ہے ایسے عرب تعلقاتِ قرابت کا واسطہ دیا کرتے تھے اَسْئَلُكَ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ (میں تم سے اللہ کا اور تعلقاتِ قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں) ان کا تکیۂ کلام تھا۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں بھی اس کا ذکر ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ (اس اللہ سے ڈرو جس کے نام کا اور تعلقاتِ قرابت کا ایک ساتھ تم واسطہ دیتے ہو)۔

غرضیکہ عرب میں صلہ رحمی کو بہت بڑا وصف مانا جاتا ہے اور جو شخص جس قدر صلہ رحمی کا پابند ہوتا تھا اسی قدر اس کی عزت و توقیر کی جاتی تھی۔ صلہ رحمی میں دوسروں کی دشمنی کا جذبہ غلبہ نہ پایا جاتا تو یہ واقعی وصف تھا۔ اپنے خاندان اور قبیلہ کی مدد کی خاطر جان لڑا دینا اور اپنے کمزوروں کا بدلہ لینا کس کے نزدیک برا ہوگا۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک عرب شاعر کہتا ہے کہ میرا تعلق اس قبیلہ سے ہے جس کے بزرگوں نے اس آواز پر جانیں دی ہیں کہ ہمارے حمایت کرنیوالے کہاں ہیں لیکن عرب اسے تو فرض جانتے تھے پر معاف کرنا اور مصالحت کرنا قطعی نہیں جانتے تھے۔ باپ یہ فرض ادا نہ کرسکتا تو بیٹا ادا کرتا، پوتا ادا کرتا، پڑپوتا ادا کرتا۔ صدیوں اس فرض کے قرض کو چکایا جاتا تھا۔

اہلِ عرب کی مہمان نوازی زبان زدِ خلائق ہے۔ قبلِ اسلام بھی عرب اتنے ہی مہمان نواز تھے جتنے بعدِ اسلام رہے۔ اہلِ عرب کا یہ وہ وصف ہے جس میں دنیا کی کوئی قوم مقابلہ نہیں کرسکتی۔ مگر بے اعتدالی اس وصف میں بھی تھی مثلاً صرف ایک مہمان کے لئے اونٹ ذبح کر ڈالنا۔

عربوں نے فیاضی کی نمائش کے طریقے غیر معتدل ہی نہیں بیہودہ اختیار کر رکھے تھے۔ شراب خوری اور قمار بازی فیاضی کے لئے کی جاتی تھی جو شراب خوری اور قمار بازی کی محفلوں میں شریک نہ ہوتا وہ بخیل قرار دیا جاتا اس سے لوگ رشتہ نہ کرتے تھے۔

ان خرابیوں میں خوبیاں بھی ملتی ہیں اور وہ یہ کہ عرب شراب پیتا اور پلاتے، جوا جیتتے تھے تو جیتی ہوئی رقم غرباء و فقراء میں لٹا دیتے تھے فخر و غرور اور شراب خوری اور قمار بازی کی آمیزش کے باوجود عربوں کی فیاضی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

بعض وصف عربوں کے ایسے تھے جن میں بے اعتدالی نظر نہیں آتی مثلاً عرب رات کو بلند مقامات پر لکڑیاں جلا کر روشنی کر دیتے تھے تاکہ بھٹکا مسافر دیکھ کر ان کے پاس پہنچ جائے اور ان کی مہمان نوازی کا لطف اٹھائے۔ آگ پر عود ڈالا جاتا تھا تاکہ مسافر اگر نابینا ہو تو خوشبو سے خود کھنچ لائے۔ کتے پالتے تھے تاکہ ان کی بھونکیں سن کر مسافر جان سکے کہ انسان یہاں سے قریب ہیں۔ مسافر کے واسطے ہر عربی کا گھر کھلا ہوا تھا۔ ایک شاعر کہتا ہے: میں محتاجی میں خود دار ہوتا ہوں اور دولت مندی میں دوسروں کو اپنی دولت کا شریک کر لیتا ہوں۔

ایک وصف تہور اور شجاعت تھا۔ عرب طبعی موت مرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ لڑ کر مرنے کے خواہشمند رہتے تھے۔ ایک عرب کو اطلاع دی گئی کہ اس کا بھائی قتل ہوگیا ہے تو اس نے گردن اونچی کی اور کہا،

"یہ اچنبھے کی کیا بات ہے۔ اس کا باپ بھی قتل ہو کر مرا تھا۔ اس کا بھائی بھی قتل ہو کر مرا۔ اس کے سب چچا بھی قتل ہوئے۔ ہم طبعی موت مرتے ہی نہیں۔ ہم تلوار کے سائے تلے مرا کرتے ہیں۔"

عرب بےحد جری اور شجاع تھے لیکن انہوں نے حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل جرأت اور شجاعت کا ہمیشہ بھونڈا استعمال کیا۔ آپس میں لڑتے کٹتے تھے جس طرح ان کی فصاحت و بلاغت اپنی لڑائی اور اپنے بھائیوں کی برائیاں بیان کرنے میں صرف ہوتی تھی، اسی طرح جرأت و شجاعت کا نشانہ بھی بھائی تھے۔

المختصر اہلِ عرب کی حالت حضور سرورِ کائنات ؐ سے قبل بعض اعتبار سے دنیا بھر سے بدتر تھی اور دنیا بھر سے زیادہ عرب خونریزی اصلاح کا محتاج تھا اور بعض اعتبار سے اہلِ عرب وہ تھے جن میں حق کو قبول کرنے اور حق کو پھیلانے کی غیر معمولی صلاحیت تھی انہیں کوئی اعتدال میں لانیوالا درکار تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

ایڈورڈ ایشولے

چندا ماموں

کسی زمانے میں ہمارے چاند کے بھی چھوٹے چھوٹے بہت سے چاند تھے۔ قدیم ترین قمری آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے، چاند کے وہ تاریک دھبے جن کو ہم قمری سمندر کہتے ہیں بھاری شہاب ثاقب کی بجائے ان چاندوں کے گر کر قمری زمین میں دھنس جانے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔

یہ حیرت انگیز تحقیق برطانیہ کی نیوکیسل یونیورسٹی کے پروفیسر کیتھ رنکورن (KEITH RUNCORN) نے کی ہے جو انسٹی ٹیوٹ آف لیونر اینڈ پلانیٹری سائنس کے انچارج ہیں۔ یہ نتائج انہوں نے قوت کشش اور قمری چٹانوں کے مختلف ادوار کا تجزیہ کرنے کے بعد اخذ کئے ہیں۔ اس کی وجہ سے خلائی سائنسدانوں میں نظام شمسی کے دوسرے مقامات اور ضائع شدہ چاندوں کو تلاش کرنے کے لئے ایک جذبہ پیدا ہو جائے گا۔

اپالو کے خلائی نورد چٹانوں کے جو نمونے لے کر زمین پر واپس آئے تھے ان سے معلوم ہوا ہے کہ کسی زمانے میں چاند کے اوپر ہماری زمین سے بھی دوگنا طاقتور مقناطیسی میدان ہوتا تھا اس کی وجہ سے سائنس دان بڑی حد تک کشمکش و پیچ میں پڑے تھے کیونکہ آج کل چاند پر کوئی مقناطیسی میدان نہیں ہے زمین کا مقناطیسی میدان پگھلی ہوئی دھاتوں کے مرکز زمین میں واقع ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے جو بجلی پیدا کرنے والے آلے ڈائنمو (DYNAMO) کی طرح کام کرتا ہے لیکن چاند کا حجم اتنا بھاری نہیں ہے جس کے باعث اس کے اندرونی حصے میں دباؤ اور حرارت پیدا ہو سکے اور اس کی وجہ سے چاند کا مرکزی حصہ پگھل جائے علاوہ ازیں امریکہ کے سائنسدانوں نے جو تجربات کئے ہیں ان سے ثابت ہو گیا ہے کہ آج کل چاند بالکل ٹھنڈا اور بالکل ٹھوس ہے۔

رنکورن کے علاوہ اور بھی دوسرے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ریڈیو ایکٹو عناصر جو زمانہ قدیم میں ضائع ہو گئے تھے کسی زمانے میں چاند کے اندرونی حصے کو پگھلائے ہوئے رکھتے تھے اور اسی کی یہ تاریخ ہے جب چاند کی چٹانوں میں مقناطیسیت پیدا ہو گئی تھی پروفیسر رنکورن کی تحقیقات میں

Marfat.com

وہ چٹانیں شامل ہیں جن کو مختلف ادوار میں مقناطیس زدہ (MAGNETISE) کہا گیا تھا۔ اور جو چاند کے مختلف مقامات سے حاصل کی گئی تھیں اس کے علاوہ انہوں نے وہ اعداد و شمار بھی جمع کئے ہیں جو چاند کی مقناطیسی سطح کی چٹانوں سے حاصل کئے گئے ہیں ان میں ان کے مقناطیسی میدان کی سمت بھی شامل ہے جس کو خلائی جہازوں کے ذریعے ریکارڈ کیا گیا ہے۔ جملہ مقناطیسوں کی طرح مقناطیسی چٹانوں کا ایک مقناطیسی میدان اور دو قطبین ہوتے ہیں اور قمری چٹانوں میں ان کا تعلق چاند کے قدیم مقناطیسی قطبین سے ہوگا۔ جس دور میں ان چٹانوں میں مقناطیسیت پیدا ہوگئی تھی۔

یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ان چٹانوں کے میدان ایک ہی سمت میں منسلک ہوں گے لیکن رنکورن نے معلوم کیا ہے کہ مختلف ادوار کی چٹانیں مختلف طریقہ پر منسلک میدان رکھتی ہیں ان کا صرف یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ جس کیلی پر چاند گھوم رہا ہے اور جس سے چاند کے قطبین کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ ماضی میں کئی مرتبہ تبدیل ہوتی رہی ہے۔ رنکورن نے پتہ چلایا ہے کہ بعض حالات میں یہ نوے درجے زاویے قائمہ کی صورت میں تبدیل ہورہی ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک سو کلومیٹر قطر کے کسی شہاب ثاقب نے چاند سے ٹکرانے کے بعد چاند کی کیلی کو نوے درجے تک تبدیل کردیا ہوگا یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب چاند کا اندرونی حصہ پگھلا ہوا ہوگا۔ اگر ماضی میں وہ کیلی بدل سکتی ہے جس پر چاند گردش کررہا ہے تو اسی طرح اس کا خط استوا بھی بدل گیا ہوگا اور یہ چاند کے خط استوا کی تبدیلی ہے جس کی وجہ سے رنکورن نے یہ حیرت انگیز تحقیق کی ہے اس نے معلوم کیا ہے کہ چار ارب بیس کروڑ سال اور تین ارب اسی کروڑ سال کے درمیان مختلف خط استوا چاند کے سب سے بڑے اور قدیم ترین آتش فشانی دہانوں سے گذرتے رہے ہیں جن کو ہم آجکل "میریا" (MARIA) یا قمری سمندر کہتے ہیں ان کے خیال میں یہ دور سے اتفاقیہ طور پر آتے ہوں گے جس کا سبب یہ ہوگا کہ چاند کے چاند اپنے مداروں سے گر کر چاند پر آن پڑے ہوں گے۔

انہوں نے مزید کہا "اس حقیقت کا پتہ چلانے کے لئے کہ چاند پر پائے جانے والے آتش فشاں دہانوں کا تعلق زمانہ قدیم کے ان خطوط استوا سے ہے جو اسی دور سے تعلق رکھتے ہیں اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چاند کے استوائی میدان میں بھی طفیلی سیاروں کا نظام موجود تھا بلکہ اسی طرح جیسے کہ مشتری اور زحل کے طفیلی چاند پائے جاتے ہیں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ "اگر شہاب ثاقب کے ذریعے پیدا ہوتے تو میریا آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے چاند کی سطح پر بے ترتیبی سے پائے جاتے"۔

اس لئے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چاند جو دو سو کلومیٹر قطر کے ہوں گے اپنے مدار سے چاند پر گر پڑے ہوں گے جن سے چاند کی سطح پر "میریا" پیدا ہوگئی ہے اور یہ بات عقل میں بھی آجاتی ہے۔ کیونکہ چاند کی سطح کی دوسری جانب چند دہانے صرف خلائی سیاروں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

رنکورن کا کہنا ہے کہ چاند کی سطح پر پائے جانے والے بڑے دہانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہے جن کے محیط تین سو کلومیٹر سے بھی زیادہ بڑے ہیں لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ جب چاند کا ایک طفیلی سیارہ (چاند) نزدیک پہنچتا ہوگا تو وہ ٹوٹ کر بہت بڑے بڑے ٹکڑوں میں تقسیم ہوجایا کرتا ہوگا اس لئے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ چاند پر پائے جانے والے غاروں کے مقابلہ میں اس کے طفیلی سیاروں کی تعداد کم ہو۔

چاند اور دوسرے سیاروں کے جو نزدیک سے فوٹو لئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام شمسی کی ابتدائی تاریخ میں ان اجسام پر شہاب ثاقب کی

Marfat.com
Marfat.com

زبردست بمباری سے زبردست تباہی آئی ہے جب بڑے اجسام تشکیل پا چکے تھے تو بچے ہوئے ملبے نے گردش کرتے ہوئے سورج کو چھوڑ دیا تھا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہاب ثاقب کی یہ بمباری چاند کے بڑے بڑے غاروں کی تخلیق کا سبب نہیں بنی ہے۔

بعض تحقیقات بظاہر درست معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ نظام شمسی کی تخلیق کے ابتدائی دور میں بڑے بڑے اجسام تخلیق ہوئے ہوں گے جبکہ بچے ہوئے بے شمار ملبے سے گردش کرنے والا سورج پیدا ہو گیا تھا اور اسی نے اپنی قوت کشش سے ان چھوٹے اجسام کو اپنی گرفت میں لے لیا ہوگا جو اس کے نزدیک سے گزرے ہوں گے چنانچہ وہ اس کے طفیلی سیارے بن گئے لیکن اس کے بعد ہمیں اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ ہماری زمین جس میں چاند سے بیس گنا زیادہ قوت کشش موجود ہے اور مریخ جس کے دو چاند ہیں زمین کی قوت کشش اس سے چھ گنا زیادہ ہے دریں حالات کیا وجہ ہے کہ زمین کا صرف ایک ہی فطرتاً طفیلی سیارہ یعنی کہ چاند ہے؟ غالباً اس کا جواب یہ ہوگا کہ زمین کے بھی کسی زمانے میں بہت سے چاند ہوں گے جو اب زمین کا حصہ بن چکے ہیں۔

نوٹ

اس شمارہ میں صفحہ نمبر ۲۸ پر ابیات و قطعات شائع ہوئی ہیں۔ جن میں شاعر ایم۔ اے نعیم صاحب کا نام شائع ہونے سے سہواً رہ گیا ہے

(ادارہ)

گیس

نمک لاہوری ۱ تولہ، نوشادر ۱ تولہ، فلفل سیاہ ۱ تولہ، فلفل دراز ۶ ماشہ، نمک سیاہ ۴ ماشہ، سہاگہ بریان ۶ ماشہ، ہینگ بریان ۲ ماشہ۔ ان سب کو کوٹ چھان کر ایک ایک ماشہ کھانے کے بعد کھا کر اوپر سے چند گھونٹ پانی پی لیا کریں۔ اس کے استعمال سے کھانا ہضم ہوتا ہے اور بھوک خوب لگتی ہے۔

—— عرق پیاز ۶ تولہ، نمک سیاہ ۱ تولہ، سرکہ خالص ۶ ماشہ۔ ان تینوں چیزوں کو ایک شیشی میں ڈال کر رکھیں اب جس جگہ کے بال ناپید کرنا ہوں، اس جگہ سے بال صاف کرکے پھر ریی سے اس جگہ کو اس دوا سے تر کر دیں۔ ۱۵ دن تک یہ جگہ روزانہ تر کرتے رہیں۔ پھر اس جگہ بال پیدا نہ ہونگے۔

—— بعض بچوں کو کالی کھانسی ہو جاتی ہے اور وہ کھانستے کھانستے بے حال ہو جاتے ہیں اور بعض بچے اس مرض میں ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ اجوائن خراسانی ۴ تولہ ڈیڑھ پاؤ پانی میں ڈال کر خوب پکائیں۔ جب چار پانچ تولہ پانی رہ جائے تو اُسے چھان کر اس میں تین ماشہ پھٹکری ڈال کر آگ پر رکھ دیں۔ زیادہ تیز آنچ نہ کریں۔ جب پانی بالکل خشک ہو جائے اور پھٹکری بریان ہو جائے تو ایک رتی دودھ میں حل کرکے بچے کو پلائیں، صبح شام۔ اگر بچہ بڑا ہے تو دو رتی دیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ دوا استعمال کرانے سے پہلے کسی حکیم سے مشورہ کرلیں۔

مرگی کریلے کے پتوں کا عرق پانچ تولہ نکال کر اس میں مرچ سیاہ چار عدد اور دو تین لہسن کی پوتھیاں پیس کر ملا دیں یہ مرکب ایک شیشی میں رکھیں۔ جب مرگی کا دورہ پڑے تو اس کی دو دو بوندیں ناک کے دونوں نتھنوں میں ڈال دیں۔ تجربہ یہ ہے کہ اس علاج سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ایک سائنسدان کے

اعترافات

سوال :۔ پروفیسر منفرڈ آئیگن صاحب جیسا کہ آپ کا تعلیمی ادارہ اپنے طویل نام" انسٹی ٹیوٹ فار بائیو فزیکل کیمسٹری کی وجہ سے مشہور ہے اس میدان کے ماہرین اور آپ کے شاگردوں کے علاوہ بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ اس نام میں سائنس کی تین شاندار ترین شاخوں کا عندیہ ملتا ہے جو تحقیق آپ کر رہے ہیں اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسانی زندگی کے آغاز کا کھوج لگایا جائے۔ آپ یہ بتائیے کہ آج کی بیالوجی کس حد تک ٹسٹ ٹیوب میں مصنوعی طریقوں سے زندگی پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکی ہے ؟

جواب :۔ میں بڑے اعتماد کے ساتھ آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ دنیا کا کوئی شخص خود مختار اور فطری زندگی کا ایک ذرہ بھی مصنوعی طور پر یا ٹسٹ ٹیوب میں تیار نہیں کر سکتا یہ سوال ہی خارج از بحث ہے زندگی کی پیچیدگیاں اور گہرے راز اس قدر وسیع ہیں کہ انسانی عقل اس میں گم ہو کر رہ جاتی ہیں۔

سوال :۔ چلئے یہ تو مان لیا! مگر حیوانی جسم کی ہیئت اجتماعی ساخت یا نظام میں محض چند یا ایک خلیئے سا سا ئےE کا زندگی میں کیا کردار ہے؟ جیسا کہ اب تک کی جدید ترین سائنسی تحقیق اس نظریے پر پہنچی ہے کہ زندگی کی ابتداء اسی سے ہوئی ہے اور پھر ارتقائی منزلیں طے کر کے انسان معرض وجود میں آیا !!

جواب :۔ جی ہاں میں آپ کا سوال سمجھ گیا ہوں مگر کون کہتا ہے کہ زندگی کا یہی آغاز تھا۔ زندگی یا حیوانی مادے کے لیے کون حد فاصل قائم کر سکتا ہے ایک جاندار اور بے جان کے درمیان خط امتیاز میں سب سے بڑی وضاحتی مثال وائرس یا زہریلے مادے کی دی جاتی ہے۔ مگر یہ بھی خود مختار انسانی زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے سے قاصر ہے۔ یہ تو محض قیاس آرائیاں ہیں جو ہنوز تجرباتی مراحل میں ہیں۔ پھر بھی ایک بات قابل غور ہے کہ وائرس کے انبوہ بالکل حیاتی زندگی کی ہیئت مجموعی اور ساخت کی طرز پر پیدا ہوتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ یہ پیدا ہو کر بالکل ویسا ہی ماحول اپناتے ہیں۔ جیسا بکٹیریا کا مادہ حیات میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس بات کے حوالے سے میں شاید یہ کہہ سکوں گا کہ وائرس ہی زندگی کی سب سے ابتدائی شکل ہے مگر یہ خود کار فطری نظام زندگی کے مادہ حیات میں تبدیل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے بہرحال اب ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ حقیقی زندگی کی ہیئت سے

Marfat.com

بالکل الگ تھلگ ہو کر ایسے مصنوعی ماحول کے محرکات پیدا کر سکیں۔ جو اس کے لیے ضروری ہیں۔ مثال کے طور سپائیگل مان نے اپنے تجربات میں ایک نلکی میں مصنوعی ماحول پیدا کر کے وائرس کو بیکٹریا میں اور ان کو دوبارہ وائرس میں تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اس سے آپ کے سوال کا جواب نہیں ملتا۔ دراصل ہم بیالوجسٹ اس بات میں دلچسپی نہیں رکھتے کہ ہم زندگی کو ٹیسٹ ٹیوب میں مصنوعی طور پر پیدا کریں۔ ہم نے محض اس کے لوازمات پیدا کرنے کے تجربات کرتے ہیں بعض اوقات پریس والے اپنی لاعلمی کی وجہ سے ہمارے تجربات کو غلط حوالے سے شائع کر دیتے ہیں جس سے ایک عام قاری لفظ "زندگی" کو انسانی زندگی سمجھنے لگ جاتا ہے۔

سوال:۔ تو کیا آپ کے خیال میں مصنوعی طریقے سے انسان بنانا قطعی طور پر ناممکن ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! میں تو یہی کہوں گا کہ کبھی نہیں حالانکہ سائنسی تجربات کی رو سے لفظ "کبھی نہیں" استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ مگر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کیمیائی مرکبات اور آمیزش سے مصنوعی طور پر انسان کی ہیئت مجموعی یا پیچیدہ نظام والی زندگی مصنوعی طور پر بنا لینا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔ میں آپ کے ہی سوال کو ذرا دیگر شکل میں دہرا کر پوچھتا ہوں کہ کسی مجسم خلیے (CELL) کا پیچیدہ انسانی نظام جسم کی زندگی اختیار کر لینا آسان ہے۔ یا مشکل۔ تو اس کا جواب میں ہاں" میں دوں گا کم از کم اساسی سطح کے مطمع نظر کے طور پر یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک خلیے (CELL) کو لے کر اسے بیضوی یا تخمی جرثوموں میں کاشت کر دیا جائے جس سے سالمے کے مرکز یا اصل کا کھوج لگ جائے لیکن یہ قطعی طور پر ممکن نہیں کہ انسان کی طرح کے عاقل انسان کی پیدائش کے محرکات یا ماحول کے کیمیائی مرکبات تیار کر لیے جائیں۔ کیونکہ انسانی نظام جسم یا ڈھانچہ تیس کروڑ کیمیائی اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر آپ ان اعداد و شمار پر مشتمل ہوتا ہے لفظوں میں لکھنا چاہیں تو اس سے دس ہزار ضخیم کتابوں کی ایک لائبریری بن جائے گی اور اگر اس کی تفصیل لکھنا چاہیں گے تو یہ بہت مشکل کام ہوگا۔ کیونکہ انسانی عقل انسان کے میکانکی نظام کو سمجھنے سے قاصر ہے کوئی بھی عالم فاضل ترین بیالوجسٹ اس قسم کی باتیں سوچنے یا تجربات کرنے میں معمولی سی دلچسپی بھی نہیں رکھتا۔ سائنس نے ہماری عقل و دانش اور علم کو بڑھانے میں بہت کچھ کیا ہے لیکن کیا کوئی سائنس دان اس بارے میں دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے انسان کی ابتدا یا اصل الوداع کا کھوج لگا لیا ہے؟ ہرگز نہیں!!

ہم تو ابھی تک انسانی نظام زندگی کے واقعات نظریاتی استنباط کی تہ کھول رہے ہیں اور ہمیں بہت ہی معمولی علم ہو سکا ہے۔ یوں سمجھیے ہم اس سمندر کا ایک قطرہ حاصل کر سکے ہیں۔

اب میں اس سوال کی طرف لوٹتا ہوں کہ آیا ٹیسٹ ٹیوب میں زندگی پیدا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

ہمارے تجربات میں حقیقی طور پر یہی مقصد کارفرما ہے ہم یہی کھوج لگا رہے ہیں کہ زندگی کرۂ ارض پر کس طرح ابھری تھی۔ یقین کیجیے ہمارا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم زندگی کو اس کی مکمل پیچیدگیوں کے ساتھ پیدا کر لیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں زندگی کو معرض وجود میں آنے کے لیے لاکھوں کروڑوں سالوں کا سفر طے کرنا پڑا تھا تو ہم اپنی فانی زندگی کے چند سالوں میں اس کا کھوج کیسے لگا سکتے ہیں ہم محض اپنے تجربات کر کے اپنے ہی چند مخصوص سوالوں کے جواب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال:۔ اچھا یہ بتائیے وہ کون سے حالات تھے جس

Marfat.com

نے کرۂ ارض پر زندگی کو ممکن بنایا؟

جواب:۔ کرۂ ارض پر زندگی کے لیے چند مخصوص خواص، عناصر اور حالات کی ضرورت تھی۔ جب ربِ کائنات نے یہ پیدا کر دیئے تو زندگی ابھر آئی۔ آج جب ہم ان حالات کو یا موجود زندگی کو جوہری سطح پر دیکھتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کے لیے حالات پہلے سازگار بنائے گئے تھے۔ علم طبیعات اور علم کیمیا کے قوانین سے ہمیں یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ جانداروں نے کس طرح حالات کی شدت میں بھی اپنی بقاء کا انتظام کر لیا تھا۔ مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے اب اس میں مزید انقلابی تبدیلیاں یا زیر زبر ممکن نہیں۔ اب جانداروں کے نظام زندگی میں کوئی مزید ترقی نہیں ہو سکتی زندگی کا عمل اپنی انتہا کو پہنچا تو پھر انسان پیدا ہوا تھا۔ زندگی بہر حال سالماتی نظام کے تحت معرض وجود میں آئی تھی۔ آج سائنس نے اس سالماتی نظام کو سمجھنا شروع کر دیا ہے یہ نظام نیوکلیک ایسڈ یعنی جوہری تیزابوں کے تحت کام کرتا ہے اب تک کے تجربات سے ہمیں یہی علم ہوا ہے کہ سب سے پہلے RIBONUCLEICADS معرض وجود میں آئے تھے اس کے بعد DESOXY RIBONUCLEIC ایسڈ بنتے گئے۔ جنہوں نے انتہائی فہم و ادراک اور عقل و دانش کو جنم دیا۔ اور اسے سوچنے سمجھنے کے قابل بنایا

سوال:۔ تو پھر یہ نیوکلیک ایسڈ جو زندگی کے لیے اتنے اہم ہیں کیا از خود بن گئے تھے؟

جواب:۔ اس بات کی مکمل توجیہہ یا انکشاف بہت مشکل ہے یہی تو ایک سوال ہے جس پر لیبارٹریوں میں تجربات ہو رہے ہیں کہ کس طرح اور کتنے سالمے معرض وجود میں آئے اور پھر زندگی کی ابتداء ہوئی۔

سوال:۔ آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ کرۂ ارض پر کسی نادیدہ طاقت نے وہ حالات پیدا کیے جو زندگی کے لیے ضروری تھے اور ان حالات کو آج تک قائم رکھا!؟

جواب:۔ آج ہمیں جس بات میں سب سے زیادہ دلچسپی اور جستجو ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان سالموں کو جو کسی مخصوص حالت میں نہیں، کو لے کر ریٹارٹ یا شیشے کی صراحی میں پرورش کریں۔ لیکن پھر ایک پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے کہ کیا ہم اسے ایک خلیئے CELL کی موجودگی کے بغیر خود کار میکانکی نظام میں پیش کر سکتے ہیں۔؟ اس کا ہمیں اثبات میں جواب مل چکا ہے ہم جانتے ہیں کہ فطری ماحول میں طبیعات از خود معرض وجود میں آگر آگے بڑھتی ہیں طبیعات کا فطری ماحول میں مقید ہو جانا لازمی امر ہوتا ہے۔ اس لیے اس سلسلے میں ہمیں کافی توقعات ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کا یقین کریں یا نہ کریں۔ جب مخصوص قسم کے کیمیائی مرکبات تیار ہو جائیں گے۔ تو اتفاقی یا زمانی مطابقت کا عمل میں آ جانا کسی حد تک ممکن ہوگا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے بارے میں قبل از وقت کچھ کہنا مشکل ہوتا ہے ہم اپنے تجربات جاری رکھتے ہیں کامیابی غیر متوقع طور پر کسی وقت بھی سامنے آسکتی ہے ہم اس نادیدہ طاقت کے پیدا کردہ ماحول سے ہی سب کچھ حاصل کرتے ہیں ہم نے یہ دریافت کر لیا ہے کہ بار آور سالمے مخصوص مقصد کے لیے فوری طور پر ابھر آتے ہیں اور پھر زیادہ مکمل شکل میں پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں کئی لوگ اب بھی اس عمل کو غیر یقینی مطابقت زمانی کے زاویے سے دیکھتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت یہ ایک ایسا میکانکی نظام ہے جو خدا کا پیدا کردہ ہے جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ہم اس سائنسی ادارے میں انہی اٹل اصولوں کے پس منظر میں اپنے مطالعہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سوال:۔ چنانچہ آپ زندگی کی ابتداء کا کھوج

Marfat.com

لگانے کے لیے تجربات کر رہے ہیں ؟

جواب:۔ جی ہاں! حالانکہ ہمارے تجربات اس سے بالکل مختلف نوعیت کے ہیں۔ جو عام انسان گلیوں میں سمجھتے ہیں ہم اپنا وقت اس بات میں ضائع نہیں کرتے کہ ہم رقیق قسم کے مائع جات کو محنت اور وقت سے عرق یا شربت کی طرح ابالتے پھریں۔ اور پھر اس انتظار میں رہیں کہ ریٹارٹ سے کیا جنم لیتا ہے۔

ہم چند خاص قسم کی میکانیات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب ہمیں کچھ اخذ ہو جاتا ہے۔ تو ہم اس کو ریاضی کی زبان میں تحریر کر کے ایک فارمولا تخلیق کر لیتے ہیں۔ جب ہم کسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں تو ایک زوردار منطق ہوتا ہے جو ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ ایسا کیوں اور کیسے ہوا۔ اس سے ہمارے قیاسی سوالات کا جواب ملتا ہے اور ہم زندگی کی ابتدا کے نظریے کے قریب پہنچنے لگتے ہیں۔

سوال:۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ فطرت کے جن موجود اصولوں یا حالات کے تحت زندگی معرض وجود میں آئی اور جس سے لاکھوں کروڑوں پیچیدہ عوامل ہی یہی زندگی کی موجودہ شکل کا موجب بنی ؟ میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا زندگی کسی دیگر شکل میں بھی وجود میں آسکتی تھی ؟

جواب:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر معاملے میں جسمانی ساخت کے مظہرات میں اختلاف ہو سکتا تھا آخر ہمارے کرۂ ارض پر زندگی ایک ارتقائی عمل کا نتیجہ ہے اگر یہی ماحول و حالات، عناصر یا عوامل کسی اور کرے پر ہوں تو وہاں بھی زندگی ضرور ہوگی۔ یہ الگ بات ہے کہ ذی حیات کی شکل قدرے مختلف ہو۔ اگر کسی کرے پر بالکل اسی طرح کے حالات پیدا ہوئے ہوں جس طرح کرہ ارض پر شروع ہوئے تھے۔ تو آپ یقین کریں کہ اس قسم کے طبعی یا موسمی حالات ایسا باورچی خانہ ثابت ہو سکتے ہیں جس میں زندگی تیار ہوتی ہے۔ پھر سو فی صدی یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری بائیو کیمسٹری ہمیں اس چیز کو پانے میں مدد کر سکتی ہے جسے ہم زندگی کہتے ہیں۔

سوال:۔ بہت سے سائنس دان کہتے ہیں کہ ان کا کام علمی تشنگی دور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ آپ کے خیال میں زندگی یا ذی حیات چیزوں پر اس قدر عرق ریزی کرنے کا یہ نظریہ صحیح اور منصفانہ ہے ؟۔

جواب:۔ تحقیق کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اس دنیا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کریں جس میں ہم رہتے ہیں۔ جب ہم اپنے تجربات میں سرگرم عمل ہوتے ہیں تو اس کا منطقی تاثر یہ لیا جاتا ہے کہ ہم قدرت کے کاموں میں دخل اندازی کر رہے ہیں پھر میں اپنے آپ سے خود ہی سوال کرتا ہوں کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں یا کرنا چاہتا ہوں کیا یہ اخلاقی طور پر حق بجانب ہے۔ ؟ اگر کسی جانور پر میرا تجربہ مجھے اس قابل بناتا ہے کہ میں انسانی زندگی بچا سکوں گا۔ تو پھر میں یہ تجربہ جاری رکھتا ہوں۔ اور آگے بڑھتا ہوں۔ دیکھئے انسان اپنی خوراک کے لیئے جانوروں کو ہلاک کرتا ہے۔ میں لوگوں میں یہ احساس اجاگر کرنا چاہتا ہوں کہ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے انسان کو ہلاک کرے۔ کسی بھی صورت حال میں نہیں۔ کسی کو بھی یہ حق نہیں دیا جانا چاہیئے۔ انسان یا انسانی زندگی قدرت کا عظیم کارنامہ ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے انسان کو بچانا ہمارا اولین فریضہ ہونا چاہیئے۔ اگر میں اپنے نظریئے میں تھوڑی سی کامیابی حاصل کر سکا تو میرا یہ عظیم اقدام ہوگا۔

Marfat.com
Marfat.com

ٹیلی پیتھی سیکھئے	رنگ روشنی سے علاج	روحانی نماز	روحانی علاج

اور

تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ

کے بعد

خواجہ شمس الدین عظیمی کی نئی کتاب

جنّت کی سیر

شائع ہو گئی ہے

اس کتاب میں سلوک کی تعلیمات کے دوران پیش آنے والی واردات و کیفیات کو سادہ اور دلنشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے

چند منتخب عنوانات

فرشتوں سے ہم کلامی خلا میں چہل قدمی جنت کی سیر وغیرہ	مہر نبوت روحانیت میں سانس کا عمل دخل گنہگار کا سفر آخرت	اولیاء اللہ کی نماز صحابی جن کی زیارت نیک آدمی کا سفر آخرت	اللہ تعالیٰ کی آواز دوزخ کا مشاہدہ زمین کی روحانی حیثیت

مکتبہ تاج الدین باباؒ

۱۔کے ۱/۳ ناظم آباد

کراچی ۱۸

Marfat.com
Marfat.com

محفلِ مراقبہ

جمعہ کے روز خواجہ شمس الدین عظیمی کی صدارت میں محفل مراقبہ منعقد ہوتی ہے پہلے درود شریف اور اس کے بعد آیت کریمہ کا ختم ہوتا ہے۔ مراقبہ کے بعد لوگوں کے مسائل و معاملات الجھنوں اور پریشانیوں سے نجات کے لئے بواسطہ رحمت اللعالمین سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کی جاتی ہے۔ جو خواتین و حضرات دعا میں شامل ہونا چاہیں انہیں چاہیئے کہ علیحدہ کاغذ پر نام اور مقصد صاف صاف لکھ کر بھیجیں۔ جن خوش نصیبوں کے حق میں اللہ رب العزت نے ہم گناہ گاروں کی دعا کو شرف قبول بخشتا ہے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بطور شکرانہ اپنے گھروں میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل منعقد کریں اور شیرینی تقسیم کریں۔ صاحب استطاعت حضرات ضرورت مند اور مساکین کو کھانا کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنے رحم و کرم کا نزول فرمائیں آمین

محفل مراقبہ میں جن خواتین و حضرات کے لئے دعا کی گئی ان کے نام یہ ہیں:-

کراچی

مشرف جہاں۔ محمد عباس۔ فہمیدہ بیگم۔ وحید احمد۔ نسرین کوثر۔ افروز۔ زرینہ۔ محمد ہارون نصرت۔ شمس الحق۔ محمد علی خان۔ انجم اختر۔ صابرہ۔ رومانہ پروین صغرٰی۔ عارف اعجاز۔ سید طارق احمد نیازی تہذیب خاتون۔ طرانہ۔ عثمان سعید سہروردی۔ فرحی۔ عبدالسلام جیلانی۔ محمد طفیل احمد صدیقی۔ محمد یوسف نجیب احمد۔ محمد امین۔ شبانہ سلیم۔ انوار علی۔ عبدالقادر۔ سعیدہ۔ عمران علی۔ کنیز خاتون۔ فاروق احمد خان۔ طاہر خاتون۔ حمیدہ۔ خالدہ پروین۔ طارق۔ عطاء الرحمٰن۔ قمر النساء۔ تاثیر احمد شیرکوٹی۔ مکرم خان۔ جمال عزیز۔ صالحہ۔ نرگس رضیہ بیگم۔ ساجدہ بیگم۔ ریحانہ یاسمین۔ محمد علی۔ محمد اشرف۔ شفقت اللہ۔ سابدہ عذرا۔ بدر بیگم۔ طاہرہ شریف۔ ممتاز احمد رضا۔ شمیم غنی۔ عظمت علی۔ خلیق الزمان۔ زبیدہ بیگم۔ ارشاد بیگم خورشید بیگم۔ شمیم بیگم۔ سید منظر حسن رضوی۔ جہاں زبیر۔ نسیم عزیز۔ محمودہ بیگم۔ عائشہ۔ فرید الحق۔ موسٰی خان اعوان۔ تقویم الحسن۔ قاری عبدالرزاق۔ سید انجم حسن رضوی۔ انور علی۔ محمد فاروق۔ احمد علی امیر محمد خان۔ سید غلام قاسم۔ سید کلیم اختر والدہ شمویل۔ شہزاد غنی۔ خالدہ۔ عبداللہ۔ عبدالغفور عتیق خالد حسین۔ عبدالعزیز۔ رشید احمد انصاری۔ مختار علی۔ محمد نسیم بیگ۔ رفعت حسین۔ عنایت حسین۔ فرزانہ عنایت ریحانہ عنایت۔ نعیم اختر۔ جمیل احمد صدیقی۔ صفیہ خانم۔ احمد علی خانم۔ فضیل احمد صدیقی۔ عبدالغفار۔ اسحٰق زینب۔ مریم۔ زینت۔ جمیلہ۔ اسماء۔ کلثوم۔ سارہ۔ قدسیہ بانو۔ رزاق۔ فیروزہ۔ آمنہ۔ عزیز نساء فاطمہ۔ نعیم۔ فریال۔ جھولا۔ رحیم۔ رضوانہ محسن۔ شمیم بیگم۔ فرزانہ بیگم۔ محمد ندیم الرحمٰن۔ نورجہاں عنایت اللہ

Marfat.com

Marfat.com

سعیدہ بانو ۔ کوثر ۔ ابراہیم ۔ انیس اشرف ۔ سید اختر حسین ۔ محمد صابر ۔ افشاں رحمٰن ۔ تشکیل احمد ۔ محمد سعید
آصف علی خان ۔ انجم ۔ پروین اختر ۔ خورشید بی بی ۔ منور حسین ۔ شگفتہ شاہین ۔ مشتاق احمد ۔ عزیز الرّ اسحٰق
خواجہ حفیظ اللہ ۔ رفعت اسحٰق ۔ شوکت اسحٰق ۔ صدیقہ بی بی ۔ غوان ۔ محمد یوسف ۔ ثمینہ ۔ تشکیل ۔ مطلوب حسین
صابری ۔ ارشد حسین ۔ عمرانہ ۔ فہیم ۔ بشریٰ صدیقی ۔ نصرت علی صدیقی ۔ نور بانو ۔ کنیز فاطمہ ۔ اسماء صدیقی ۔
شمشاد حسین خان ۔ خالد جمال ۔ فرزانہ رشید خان ۔ مریم خاتون ۔ رب نواز ۔ ثریا ۔ ممتاز ۔ محمد خالد ۔ منظور احمد ۔ عبدالرحمٰن
سید اشفاق علی ۔ طارق سلطان ۔ نجم الحسن ۔ بدر الحسن ۔ پروین شاد ۔ مہر النساء بیگم ۔ انیس الزماں ۔ طیبہ ۔
عطیہ ۔ ناجیہ ۔ زاہدہ ۔ منیر احمد ۔ سعیدہ مہتاب ۔ رئیسہ صادق ۔ محمد خالد ۔ بیگم سید اختر علی ۔ محمد کامران خان
ناہید ۔ محمد فاروق احمد ۔ محمد عدنان خان ۔ راحیلہ ۔ شازیہ احمد ۔ فرخ صادق ۔ سہیل شہنشاہ ۔ سعید
شہنشاہ ۔ محمد کفیل ۔ افراز ۔ محمد صدیق ۔ عائشہ ۔ محمودہ مونس ۔ نور الدین قریشی ۔ ظفر احمد ۔ محمد
عبداللہ ۔ جمیل احمد قریشی ۔ اعظم ایوب ۔ سجاد احمد ۔ مرزا مسعود بیگ ۔ صالح محمد ۔ عطیہ ۔ اصغر خان
سائرہ بیگم ۔ محمد آصف ۔ عبدالرشید حاجی عمر ۔ ہارون ۔ افروز ۔ فیروز ۔ نگہت نذیر ۔ محمد طٰہٰ ۔ سمینہ ۔ اکرام علی
سیمی سجاد ۔ عائشہ ریاض ۔ عمر ریاض ۔ سعدیہ ریاض ۔ رفیق احمد ۔ ثناء سلیم ۔ عبدالعزیز منیم ۔ عبدالحمید ۔
یاسمین ۔ صدیقہ بیگم ۔ ظفر حسین ۔ صفیہ بیگم ۔ شعیب احمد ۔ شگفتہ ملک ۔ عابد حسین ۔ فریدہ ۔ زبیدہ بی بی ۔ زاہدہ
بی ۔ رانو ۔ شمع ۔ زہرہ غلام نبی ۔ سعیدہ بیگم ۔ ربیدہ بیگم ۔ نصرت پاشا ۔ محمد فاروق ۔ نور بانو ۔ سیدہ زینب
اشرفی ۔ ڈاکٹر نجم احمد ۔ ضیاء پروین ملک ۔ اسلم ۔ محمد روف ملک ۔ نسیمہ بلال ۔ خورشید بیگم ۔ محمد خالد ۔ محمد
جہاں خان ۔ افشاں ناز ۔ نرگس بلال ۔ سہیل ۔ زاہد ۔ سرداد بیگم ۔ زلیخا بی بی ۔ شبیر محمد ۔ نجمہ ۔ شاہدہ پروین ۔ محمد
نعیم خان ۔ فرزانہ حمید ۔ حنا ۔ نور فاطمہ ۔ عظمیٰ بشیر ۔ صفیہ ۔ مسرت حسین ۔ خالد ۔ ہدایت اللہ ۔ ڈاکٹر عبدالقادر
روشن آرا ۔ رفیق ۔ عصمت اشرفی ۔ عبدالعزیز ۔ الضیاء الحسن ۔ ضیاء الحسن ۔ منور جمالی ۔ رضیہ جمالی ۔ منظر حسن
قمر النساء ۔ یاسمین ۔ مظہر حسین ۔ فریدہ ۔ خیر النساء ۔ اصغر خاتون ۔ عاشق حسین ۔ ثروت بیگم ۔ نغمہ شاہین ۔ نغمہ شریف
طلعت آراء ۔ صوفیہ خالد درانی ۔ نسیم شمیم ۔ غفران ۔ مومنہ ۔ بدر الحسن ۔ حمیدہ ۔ کنیز خاتون ۔ شمیم غنی ۔
تنویر ۔ انوری بانو ۔ غلام حسین ۔ نوید احمد بخاری ۔ صوفیہ ۔ بدر مسرود ۔ محمود احمد ۔ محمود سعید ۔ رئیس فریدہ ۔ صالحہ
مقصود ۔ بلقیس جہاں ۔ افشین ۔ اسمٰعیل ۔ مرزا مہدی حسن ۔ شمیم مسعود ۔ حمیدہ خاتون ۔ سید نجم آراء ۔ محمد اقبال
نعیم ۔ ناصرہ ۔ سید انور الحسن رضوی ۔ محمد فواد ۔ ارشد ۔ عبدالرحمٰن ۔ فرخ کفیل ۔ قیصر پروین ۔ فاروق اسد اللہ
فاطمہ حوریہ ۔ محمد طاہر ۔ م ح بیگ ۔ محمد طاہر ۔ جمیل احمد ۔ شیخ محمود علی ۔ کریمہ بائی ۔ رئیسہ بیگم ۔ زہرہ جبین ۔ محمد قمر
محمد زاہد ۔ محمد خالد ۔ افضل النساء ۔ عابدہ ۔ بدر ۔ نائلہ ۔ غزالہ کنول ۔ زمرد رعنا ۔ سمیع الدین ۔ پروین ۔ محمد اودا
قیصری بیگم ۔ محمد طاہر ۔ جمیل احمد ۔ شیخ محمد اکبر ۔ عبدالسمیع ۔ محمد طفیل ۔ اقبال بیگم ۔ فخر الدین ۔ روبینہ ۔ ادیبہ
ادریس ۔ مشتاق احمد ۔ محمد مصطفیٰ ۔ محمد شفیق ۔ قاضی عبدالخالق ۔ وسیم ۔ امان اللہ ۔ سید حسن اشرف ۔ سید
ابو المعالی ۔ معروف ۔ مرزا محمد علی ۔ نشاط فاطمہ ۔ سید بشیر علی عادل ۔ نیاز علی ۔ ہاشم تراب موسوی ۔ فضل الرحمٰن
سردار بیگم ۔ نسرین فاطمہ ۔ طاہرہ سلطانہ سوز ۔ جمال ۔ شہلا ۔ لبنیٰ ۔ محمد اصغر ۔ عزیز قریشی ۔ نسیم بانو ۔ مکرم علی

Marfat.com

حیدرآباد ۔ علی حیدر ۔ اختر علی ۔ سلطان احمد ۔ سلطانہ پروین ۔ صابرہ حفیظ ۔ محمد حنیف ۔ ڈاکٹر رفیق عباسی ۔ رضیہ میمن ۔ عذرا احمد ۔ فوزیہ ۔ عزرا جان ۔ عطا محمد ۔ حکیم محمد نوید ۔ عبدالعزیز ۔ جمیلہ ۔

متفرق شہروں سے ۔

شمس الزماں (ٹھٹھہ) فاروق علی خان (ٹنڈو آدم) بیگم نصیر احمد (کوٹ ادو) عبدالعزیز (شکارپور) جمیلہ ۔ مریم ۔ زینت منصور (بدین) روبینہ اختر ۔ رشیدہ (کوئٹہ) عبدالستار (ننکانہ صاحب) پروین اختر (تلہ گنگ) آمنہ خاتون ۔ شفیق الرحمٰن شاہین ۔ فاروق احمد ۔ شگفتہ روحی ۔ قاضی آفتاب احمد ۔ سلطانہ سعید ۔ محمد وحید قیصر آفتاب (راولپنڈی) نسرین نازلی ۔ شمیم مشتاق ۔ کشور آراء ۔ ارشد علی (سیالکوٹ) عمران قریشی (گوجرانوالہ) افتخار ۔ ایم طارق ملک (ملتان) غلام رسول (خانیوال) طارق محمود (گجرات) زینت رشید (اسلام آباد) اظہار احمد سلمیٰ خاتون ۔ سید مقصود حسین شاہ بخاری ۔ سید محمد خالد ۔ عبدالوحید بابو ۔ عبدالرؤف ۔ روبی عظمت فرح ناز ۔ عابد ۔ محمد ظفر (لاہور) ڈاکٹر محمد نعیم خان (اٹک) اشتیاق حسین حکیم ۔ فیاض حسین ۔ خلیل احمد (ہندوستان) گلزار احمد (ایبٹ آباد) ثمینہ ناز (دینا لہ خورد) ایم اے یو خان (قصور) ایم ۔ ایمن (ساہیوال) خالد حیات شاہ (سرگودھا) اشفاق نعیم اللہ (شیخوپورہ) مبین الرحمٰن (گوجر خان) ۔

صفیہ نگار ۔ توفیق احمد زاہدی (جدہ) سلمہ رؤف (دبئی) حاجی غفار (سعودی عرب) شہاب رشیدہ (امریکہ)

ابھی ہم نے عرض کیا ہے کہ وہ لوگ جن کے اندر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستگی قائم ہے اور جو زندگی کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محیط سمجھتے ہیں اور ان کے اندر یہ طرز فکر راسخ ہو جاتی ہے کہ ہر کام ہر بات ہر عمل ہر چیز موت پیدائش، وسائل ۔ بیماری، صحت، رزق سب کچھ در دلبست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ جب یہ طرز فکر کسی بندے کے اندر پوری طرح قائم ہو جاتی ہے تو روحانیت میں ایسے بندے کا نام مستغنی ہے استغناء کے بارے میں کافی حد تک نہیں تو اتنی تشریح ضرور ہو گئی ہے کہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجائے ۔ جب کوئی بندہ مستغنی ہو جاتا ہے تو اس کے اندر ایسی طرز فکر قائم ہو جاتی ہے کہ وہ اختیاری اور غیر اختیاری طور پر زندگی میں پیش آنے والے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے ۔ زندگی میں کسی عمل سے اگر اسے راحت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر زندگی میں اسے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس تکلیف میں بھی کوئی نہ کوئی اچھی مصلحت تلاش کر لیتا ہے مختصر یہ ہے کہ اُس کے ذہن کی افتاد یہ ہو جاتی ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے اس عمل کے بعد انسان کے اوپر ایک راز منکشف ہوتا ہے اور وہ راز یہ ہے کہ وہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ میں ایک ہستی کے ساتھ بندھا ہوا ہوں یا یہ کہ کوئی ہستی ہے جو میری زندگی پر محیط ہے بار بار جب یہ احساس ابھرتا ہے تو یہ احساس ایک مظاہراتی شکل اختیار کر لیتا ہے اور وہ یہ دیکھنے لگتا ہے کہ روشنی کا ایک دائرہ ہے اور میں اس دائرے میں بند ہوں ۔ اسی دائرے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ الا اللہ بکل شیءٍ محیط ۔ اللہ ہر شے پر محیط ہے یہ احاطہ یا یہ دائرہ ایک نور ہے ۔ اس نورانی دائرے میں بشمول انسان ساری کائنات بند ہے ۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ اللہ نور السموٰت والارض ۔ اللہ سماوات اور ارض کا نور ہے یعنی سماوات اور ارض کی بساط جس چیز پر قائم ہے وہ ایک نور ہے جو ہر لمحہ اور ہر آن کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کئے ہوئے ہے ۔ مستغنی

آدمی کی نظر جب اس دائرے یا نور کے ہالے پر ٹھہرتی ہے تو اس کی نظروں کے سامنے وہ فارمولے آجاتے ہیں جن فارمولوں سے تخلیق عمل میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اللہ سماوات اور ارض کا نور ہے اور اس نور کی مثال یہ ہے کہ ایک طاق ہے اس میں چراغ ہے، چراغ ایک قندیل میں ہے اور وہ قندیل ایک چمکدار ستارہ کی طرح ہے چراغ زیتون سے روشن ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی، اور اگر اس کو آگ نہ چھوئے تب بھی ایسا لگتا ہے کہ ابھی بھڑک اٹھے گا۔ نور کے اوپر نور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت بخشتے ہیں جس کو چاہیں۔

اس آیت مبارکہ میں انسانی تخلیق کے بنیادی فارمولوں کا تذکرہ ہے۔ پہلا فارمولا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں یہ بات موجود رہی کہ مجھے کائنات بنانی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بنانے کا ارادہ کیا اور کن فرما کر تخلیق کر دیا۔ اب جو چیز یا کائنات کے اندر جو کچھ موجود تھا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ذہن سے منتقل ہو کر لوح محفوظ پر آگیا۔ لوح محفوظ پر پوری کائنات کا یکجائی پروگرام نقش ہو گیا۔ یکجائی پروگرام میں جب حرکت واقع ہوئی تو نوعی پروگرام الگ الگ ہو گیا نوعی پروگرام میں جب حرکت واقع ہوئی تو انفرادی پروگرام الگ الگ ہو گیا اس بات کو آسان زبان میں اس طرح کہا جائے گا کہ کائنات کے ایک ممتاز فرد انسان کی ابتدائی تخلیق نور سے ہوئی۔ نور نے جب تنزل کیا تو انسان کے اوپر روشنی کا ایک غلاف چڑھ گیا۔ روشنی نے جب تنزل کیا تو انسان کے اوپر بے شمار رنگوں کے پرت آگئے۔ ہر رنگ کا ہر پرت ایک طرف رنگ ہے اور دوسری طرف روشنی ہے یہ روشنی جس بنیاد پر قائم ہے وہ نور ہے اور نور کی بنیاد اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صفات بھی منتقل ہوئیں۔ یہ بات بالکل الگ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تخلیقی صفات کا علم کس کو کتنا دیا۔ کائنات کے کل پرزے فرشتے بھی اس تخلیق کا علم جانتے ہیں اس تخلیقی علم سے جنات بھی واقف ہیں۔ لیکن حضرت انسان کو اس علم پر ایسی دسترس حاصل ہے جو کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا ہے "میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا یہ خون خرابا کرے گا اور زمین پر فساد کا باعث ہو گا اور اگر آپ اس کو اپنی تسبیح و تقدیس کے لئے تخلیق کر رہے ہیں تو تسبیح و تقدیس تو ہم بھی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم جو جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے اور پھر آدم کو علم الاسماء سکھا دیا۔ علم الاسماء سے مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ آدم کو یہ سکھا دیا گیا کہ یہ بلی ہے یہ بکری ہے یہ بھیڑ ہے۔ یہ درخت ہے یا انگریزی میں بھیڑ کو یہ کہتے ہیں، ہندی میں یہ کہتے ہیں۔

علم الاسماء سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اُن صفات کا علم سکھا دیا۔ جو صفات تخلیق میں عمل پیرا ہیں یا جن صفات الٰہیہ سے تخلیق وجود میں آئی، قائم ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے قائم رہے گی۔ یہی وہ علم تخلیق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت قرار دیا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اپنی امانت کا تذکرہ فرماتے ہیں وہاں ہمیں قرآن اس بات کا ثبوت بھی فراہم کرتا ہے کہ انسان کی طرح کائنات میں موجود دوسری مخلوق بھی باشعور ہے اور عقل رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے اپنی امانت پیش کی، سماوات پر، زمین پر، پہاڑوں پر، انہوں نے عرض کیا۔ بار الہٰا۔ ہم اتنے بڑے علم کے متحمل نہیں ہو سکتے اور اگر ہم نے اس بار کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا تو ہم ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ہمارا وجود صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ انسان نے اس امانت کو اٹھا لیا"۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتے ہیں "بے شک یہ ظالم اور جاہل ہے۔"

غور طلب بات یہ ہے کہ جب آدم نے یا انسان نے اللہ تعالیٰ کی اس امانت کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ظالم اور جاہل ہے۔ سماوات اور ارض کے بارے میں ظالم اور جاہل کا لفظ نہیں فرماتے جب کہ سماوات اور ارض کے یہ عرض کر دینے سے کہ ہم اس کے متحمل نہیں ہیں یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین کے ذرے ذرے میں اور آسمان کی ہر مخلوق میں عقل و شعور موجود ہے۔ یہ بات کہ انسان بحیثیت اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا امین ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیقی صفات کا عالم ہے اور پھر بھی وہ ظالم اور جاہل ہے اس طرف اشارہ ہے کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا زیادہ علم عطا کیا کہ جو بحیثیت خالق کے اللہ کا اپنا مخصوص علم ہے۔ پھر بھی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ کائنات خوشگوار ماحول میں مسلسل اور مستقل متحرک رہے، قائم رہے اور انسان کی تمام تر کوشش اس بات میں صرف ہو جاتی ہے کہ کائنات کا قیام جتنا زیادہ مختصر ہو سکے مختصر ہو جائے حالانکہ کہا دہ یہ ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ طویل زندگی کے لئے کرتا ہوں۔

یہ صورت حال ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد اگر کسی تخلیق کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ ذیلی تخلیق کر سکتی ہے تو وہ انسان ہے لیکن اگر کسی انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستگی نہ ہو۔ بالفاظ دیگر اس کے اندر استغناء موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ تخلیقی صلاحیتیں پس پردہ چلی جاتی ہیں اور انسان زمین کی دوسری مخلوق سے بھی کم تر شمار ہوتا ہے اس لئے کہ دوسری تمام مخلوقات نے اس بات کا اعلان کر کے ہمارے اندر یہ بار امانت اٹھانے کی سکت نہیں ہے خود کو بری الذمہ قرار دے لیا ہے اور باوجود اس کے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے علوم کا خزانہ ہے اللہ تعالیٰ کے تخلیقی علوم کا امین ہے وہ ہر کام ایسا کرتا ہے جس سے نوع انسانی کو راحت وسکون نہ پہنچے اور نوع انسانی اضطراب اور تکلیف میں مبتلا رہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ نوع انسانی کے افراد کے اندر اللہ تعالیٰ کے اوپر توکل بھروسہ اور استغنا نہیں ہے۔ نوع انسانی کے افراد اپنی ذاتی اغراض اپنے سامنے رکھتے ہیں۔

حضور داتا صاحب نے فرمایا

★ تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے۔ (۱) سخاوت حضرت ابراہیمؑ کی (۲) رضا حضرت اسمٰعیلؑ کی (۳) صبر حضرت ایوبؑ کا (۴) اشارات حضرت زکریاؑ کے۔ (۵) غربت حضرت یحییٰؑ کی (۶) سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی (۷) لباس حضرت موسیٰؑ کا۔ (۸) فقر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

★ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔ توبہ گناہ کو۔ جھوٹ رزق کو۔ غیبت عمل کو۔ غم عمر کو۔ صدقہ بلا کو۔ غصہ عقل کو۔ پشیمانی سخاوت کو۔ تکبر علم کو۔ نیکی بدی کو۔ عدل ظلم کو۔

★ علم ہی کے ذریعہ مراتب و درجات بلند ہوتے ہیں۔ علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم الحقیقت اور علم خلق جس شخص کو علم حقیقت یعنی خدا تعالیٰ کا علم نہیں اس کا دل جہالت کی وجہ سے مردہ ہے اور جس کے پاس خدا کا عطا کردہ علم خلق نہیں اس کا دل نادانی میں مبتلا ہے۔

Marfat.com

احمدِ مختار

جس نے پل میں چاند کو شق کر دکھایا وہ نبیؐ
جس نے مُردوں کو گھڑی بھر میں جِلایا وہ نبیؐ
جس نے سنگِ راہ سے چشمہ بہایا وہ نبیؐ
جس نے اِعزازِ رسول اللہ پایا وہ نبیؐ

(۲)

وہ نبیؐ جو بن کے آیا رحمت اللعالمین
وہ نبیؐ سب نے کہا جس کو سراج السالکین
وہ نبیؐ جس کے لئے آیا شفیع المذنبین
وہ نبیؐ جس کو کہا خود حق نے ختم المرسلین

(۳)

جس کے سر پر ابر کا ہوتا تھا سایہ وہ نبیؐ
سنگریزوں نے جسے کلمہ سُنایا وہ نبیؐ
پتھروں کو جس نے پانی پر بہایا وہ نبیؐ
کوہ نے بھی جس کے آگے سر جُھکایا وہ نبیؐ

(۴)

وہ نبیؐ اللہ نے جس کو کہا شمس الضحیٰ
وہ نبیؐ جس کے لئے مشہور ہے بدرالدجیٰ
وہ نبیؐ ہر فرد کہتا ہے جسے نورالہدیٰ
وہ نبیؐ مانا دو عالم نے جسے صدرالعلےٰ

(۵)

مدتوں جس نے حرا میں کی عبادت وہ نبیؐ
بے زباں بچے نے جس کی دی شہادت وہ نبیؐ
جو عدو سے بھی نہ رکھتے تھے عداوت وہ نبیؐ
ختم کردی جس پہ خالق نے رسالت وہ نبیؐ

(۶)

وہ نبیؐ جو حشر میں صورت دکھائیں گے ہمیں
وہ نبیؐ جو نارِ دوزخ سے بچائیں گے ہمیں
وہ نبیؐ جو بادۂ کوثر پلائیں گے ہمیں
وہ نبیؐ جو روزِ محشر بخشوائیں گے ہمیں

(۷)

کلمۂ حق جس نے دُنیا کو سُنایا وہ نبیؐ
جس کو اپنے نُور سے حق نے بنایا وہ نبیؐ
جو مجسّم نُور بن کر جگ میں آیا وہ نبیؐ
عرش پر جس کو خدا نے خود بُلایا وہ نبیؐ

(۸)

وہ نبیؐ کہتے ہیں سب جس کو محمد مصطفےٰ
وہ نبیؐ جس سے ہوئی دونوں جہاں کی اِبتدا
وہ نبیؐ دُنیا جسے کہتی ہے محبوبِ خدا
وہ نبیؐ جس کو بنایا حق نے ختم الانبیا

(۹)

جس کی خاطر سے ہوئے کونین پیدا وہ نبیؐ
خلق میں ہے سب سے اعلےٰ جسکا رُتبہ وہ نبیؐ
بعد ربّ العالمیں جس کا ہے درجہ وہ نبیؐ
جس کی صُورت پر ہوا اللہ شیدا وہ نبیؐ

(۱۰)

ہاں اُسی سردار کا یوم ولادت آج ہے
احمد مختار کا یوم ولادت آج ہے

از: ڈاکٹر سید اظہر الدین اظہر

Marfat.com
Marfat.com

شہزاد احمد نجم

نذرانۂ نعت

ظلمتوں میں بھی بھٹک جائے یہ ممکن ہی نہیں
ذہنِ انساں میں اگر نورِ محمدؐ ہو مکیں

جب سے سرکارؐ نے رکھے ہیں یہاں اپنے قدم
ہو گئی قابلِ تعظیم اسی دن سے زمیں

میں بتاؤں کہ مسلمان کسے کہتے ہیں
جس کو ہر قولِ پیمبرؐ پہ مکمل ہو یقیں

غیرِ اللہ کو جائز نہیں سجدہ، ورنہ
تیرے قدموں پہ میں رکھ دیتا بصد شوق جبیں

اے خدا! نام محمدؐ یہ فقط اک جنّت!
حرف آئے نہ تری شانِ کریمی پہ کہیں

حکم کو جس نے محمدؐ کے ذرا بھی ٹالا
پاس اس کے یہ نہ دنیا ہے، نہ عقبیٰ ہے نہ دیں

نعت سنتے ہیں مری اہلِ فلک بھی نازشؔ
سامعیں میں مرے ہوتے ہیں نہ صرف اہلِ زمیں

حضرت بابا تاج الدین اولیاءؒ

مرشدِ ایماں کامل بابا تاج الدین ہیں — عشقِ پیغمبر کے حامل بابا تاج الدین ہیں

اولیائے حق کے ہیں ممتاز منصب کے امیں — اولیائے حق میں شامل بابا تاج الدین ہیں

بابا تاج الدین ہیں سرخیلِ اربابِ صفا — نورِ عرفاں سلاسل، بابا تاج الدین ہیں

ڈوبتی کشتی کو لے آئیں گے ساحل کی طرف — ڈوبتی کشتی کے ساحل بابا تاج الدین ہیں

بیکسوں کی سب اُمیدیں آپ سے وابستہ ہیں — اُن کی امیدوں کا حاصل، بابا تاج الدین ہیں

ایک دن ہوں گے یقیناً کامران و سرخرو — آپ کی جانب جو مائل بابا تاج الدین ہیں

آپ کے در سے وہ خالی ہاتھ جاتے ہی نہیں — آپ کے در کے جو سائل بابا تاج الدین ہیں

شاہِ شاہاں جہاں ہوں یا گدائے بے نوا — آپ کی نظروں کے گھائل بابا تاج الدین ہیں

اک نظر فرمایئے اُن کی ہدایت کے لئے — قوم کے افراد غافل، بابا تاج الدین ہیں

درگذر فرمایئے گر قافلہ ہے سست گام — اصل میں کچھ لوگ کاہل بابا تاج الدین ہیں

آپ کی عظمت کے جو قائل نہیں اس دور میں — آپ کے وہ کب ممائل، بابا تاج الدین ہیں

کر سکیں جو آپ کا حقِ تشکر بھی ادا — ہم کہاں اس درجہ قابل، بابا تاج الدین ہیں

ان کی رفعت کا ٹھکانہ پوچھنا اے قدر کیا
آپ کے جو دل سے قائل، بابا تاج الدین ہیں

از - والا قدر کاوش

Marfat.com
Marfat.com

ڈاکٹر غلام محمد

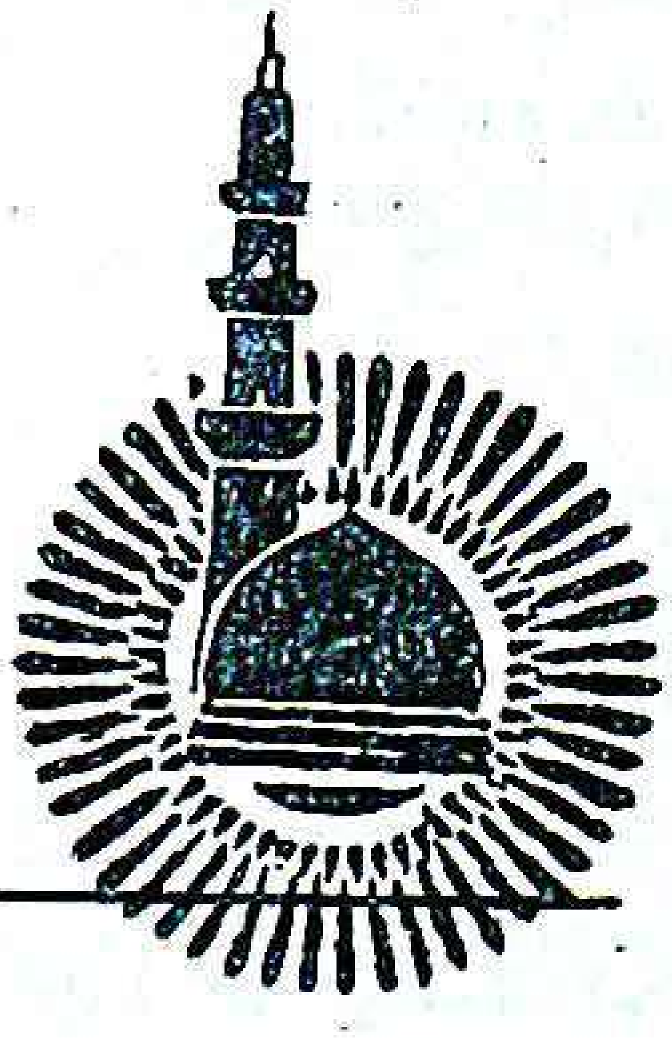

حضرت عمرؓ اور تصوّف

حضرت عمرؓ اور تصوف ؟

بظاہر عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے ذہن کے پردہ پر یہ تصویر اصل سے کچھ مختلف نظر آتی ہے مگر یہ سچ مانئے قصور عکس و شبیہ کا نہیں ، بلکہ پردۂ ذہنی کا ہے ۔ ذہن کا جمود دور ہو اور فکر کی سلوٹیں نکل جائیں تو آپ ہی آپ انکار اقرار میں بدل جائے گا ، اس لئے پہلے ضرورت اصلاحِ فکر کی ہے ۔

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابن خطاب خلیفہ راشد تھے اور ان کی حکومت خلافتِ راشدہ تھی منہاج نبوت کے عین مطابق تھی ۔ مگر جو لوگ یہ سب کچھ مانتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ " خلیفہ راشد " کون ہوتا ہے ۔ " خلافت راشدہ " کیا ہوتی ہے ۔ اور رہا تصوّف واحسان " اس کا صحیح منشاء و مفہوم تو خود عام مدعیان تصوف کو بھی کم ہی معلوم ہے تو اوروں کا کیا ذکر ، اس لئے پہلے ان تین اصطلاحوں کا حقیقی مفہوم پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ظاہر بین نگاہ حقیقت کو پاسکے ۔

(۱) خلافت راشدہ دراصل نبوتِ محمدی کا تتمہ ہے ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد ہے ۔

ترجمہ :۔ زمانہ خلافت زمانہ نبوت ہی تھا مگر فرق یہ تھا کہ اب) آسمان سے وحی نہ آتی تھی ۔

(۲) خلیفہ راشد مراتب ولایت کے اوج و انتہا پر ہوتا ہے ۔

شاہ صاحب ہی کی مستند زبان میں خلیفہ راشد وہ ہے کہ :۔

" جس کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس کے مشابہ پیدا کیا گیا ہو اور اس کی عقلی قوت میں وحی کی مشابہت رکھی گئی ہو جو محدثیت کہلاتی ہے اور اس کی عملی قوت میں عصمت (انبیاء) کی مشابہت ہو جو صدیقیت کہلاتی ہے اور شیطان اس کے سایہ سے بھاگے البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے نفس میں یہ صلاحیت اس وقت تک سوئی ہوئی رہتی ہے جب تک پیغمبر اس کو جگا کر بیدار نہ کر دے ۔

(۳) خلیفہ راشد اپنے دور میں امت کا افضل ترین فرد ہوتا ہے ۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے الفاظ ہیں۔

"خلافت راشدہ کے لوازم سے ایک یہ ہے کہ خلیفہ اپنے وقت میں تمام اُمت سے افضل ہو، عقلی اور نقلی دونوں دلائل سے۔

④ قرنِ اوّل میں علوم تفسیر، حدیث اور فقہ کی طرح "تصوّف" (یا نبوی اصطلاح میں احسان) کی اصطلاحات اور اس فن کی تدوین بلاشبہ نہیں ملتی مگر اس کے صحیح مصداقات سب وہاں موجود ہیں۔ اس لئے دورِ صحابہ میں لفظ و اصطلاح کو نہ پاکر ان کی اصل و حقیقت کا انکار نادانی ہے۔

⑤ فیضانِ نبوی کے اثرات سے صحابہ کا سلوک نہایت مخفی اور بہت مختصر تھا۔ اس لئے سلوک تفصیلات وہاں نظر نہیں آتیں مگر حاصل سلوک صاف طور پر وہاں دیکھا اور پایا جاسکتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں

"ان حضرات (صحابہ رضؓ) پر یہ نعمت عظمیٰ اور نسبت نادرہ پہلے ہی قدم میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

⑥ طریق تصوّف کا حاصل اور منتہا سیدی و سید العلماء حضرت مولانا سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہٗ کا زبان اعجاز بیان میں یہ ہے۔

ہر عمل میں طلب رضا کا شعور پیدا ہونا یہی اس طریق کا حاصل ہے اور جب خدا اور بندہ کے درمیان یہ علاقہ استوار ہو جاتا ہے تو صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو "نسبت" کہتے ہیں اور قرآن پاک کی زبان میں اس کی تعبیر۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کے لفظوں میں کی گئی ہے۔ يا ايتها النفس المطمئنه ارجعي الى ربك راضية مرضية انہی کے لئے نوید بشارت ہے۔"

پہلے تین توضیحی مقدمات سے یہ بات ذہن میں جم جانی چاہیئے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضؓ کے جتنے کمالات ظاہر و باطن ہیں ان کی اصل ان کے "جوہر نفس" کا کمال ان کی "قوت عاقلہ" "عاملہ" کی مخصوص کسبی نہیں بلکہ وہبی استعداد ہے اور ان کی فتوحات اور ملکی نظم و نسق کے کارنامے، عام حکمرانوں اور ملک گیروں سے اپنی اصل و حقیقت میں بالکل الگ غیر معمولی روحانی قوت و ربانی تائیدات کا کرشمہ تھے۔ مگر اہل ظاہر کی نگاہ اس باریکی تک نہ پہنچ سکی اور انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاتح اعظم، مصلح اعظم، ماہر نظم و نسق تسلیم کرکے گویا اعتراف عظمت کا حق ادا کر دیا حالانکہ اس سے خلافت راشدہ کی تقدیس اور خلیفہ راشد کے مرتبہ روحانی اور عظمت ایمانی کا کچھ بھی حق ادا نہ ہوا بلکہ تعریف میں تنقیص کا پہلو پیدا ہو گیا ؎

این نہ مدح است او مگر آگاہ نیست

جب تک نگاہ ایمانی میسر نہ ہو ظاہر کی یکسانیت خود مسلمان کے لئے بھی وجہ حجاب ہی بنی رہتی ہے ؎

آب تلخ و آب شیریں ہم عنان
درمیان شاں برزخ لا یبغیان

(رومیؒ)

بہرکیف ان تین مقدمات کو سمجھنے کے بعد بقیہ چار توضیحی مقدمات کی روشنی میں تصوّف و سلوک سے متعلق جو غلطیاں یا غلط فہمیاں ذہن میں تھیں وہ بھی دور ہو چکی ہوں گی اور یہ تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہ رہ گیا ہوگا کہ حاصل تصوّف یعنی "مقام رضا" میں تمکن تو دراصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور ان کے رفقائے مقدس ہی کا حصّہ تھا اور وہی اس رتبہ عالی کی الٰہی سند بھی رکھتے تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ — ورنہ اوروں کے حق میں تو یہ بات ظن غالب سے زائد درجہ کی نہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

اسی روشنی فکر و نظر کو لئے ہوئے اب سیرت عمرؓ کے خاص خاص باطنی پہلوؤں پر نظر ڈالئے تو اندازہ ہوگا کہ فاروق اعظمؓ صوفی اعظمؓ اور محسن اعظم تھے ان کے جوہر نفس میں انبیاء کے جوہر نفس میں انبیاء کے جوہر نفس سے مشابہت تھی وہ محدث تھے یعنی مہمات امور کی فہم میں وہ عام قوت فکریہ کے محتاج نہ تھے بلکہ اعلیٰ ترین الہامات ربانیہ سے ان کی دستگیری اور رہنمائی ہوتی رہتی تھی اور ان کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا - یہ سب ان کے معنوی کمالات ہی تھے جو فن تصوّف و احسان کے تحت آتے ہیں اور انہی کا اجمالی تعارف ہمارے موضوع کا منشا ہے

حضرت عمرؓ کا جوہر نفس

ہر انسان کا "شاکلہ" یا اس کی طبعی استعداد ایک مانگی عطائے ربانی ہے حکمت الٰہیہ نے جس کو چاہا بنایا (یخلق ما یشاء) اسی وہبی استعداد کے مطابق انسان ترقی کے منازل طے کرتا ہے (کل یعمل علیٰ شاکلتہ) اعلےٰ سے اعلیٰ مربی بھی بس جوہر استعداد ہی کو چمکا سکتا ہے - نیست کو ہست کر دینا کسی کے بس کی بات نہیں - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد - خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام (تم میں جو جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی اچھے ہیں) میں اسی رمز کا اظہار ہے - اس حقیقت کو نگاہ میں رکھ کر حضرت عمر فاروقؓ کی طبعی استعداد یا ان کے "جوہر نفس" کو دیکھئے تو آنکھیں چکاچوند ہو جائیں گی، اللہ! اللہ کیا جوہر ہے اور کیسی استعداد کہ وحی ربانی کے چند کلمات کان میں پڑتے ہی دل میں اتر جاتے ہیں، رگ و پے میں بجلیاں بھر جاتی ہیں اور کائنات ہستی جاگ اٹھتی ہے -

یکاد زیتھا یضیٓئُ ولو لم تمسسہ نارٌ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا - اگرچہ آگ اُسے نہ بھی چھوئے -

پھر یہی نہیں بلکہ بارگاہ نبوت کی پہلی حاضری اور نگاہ نبوی کے پہلے ہی فیضان میں جوہر فاروقی کو وہ جلا ملی کہ وحی الٰہی سے کامل مناسبت اور خاص ربط دفعتہً پیدا ہو گیا ان کی زبان حق ترجمان بن گئی اور وہ اتنے بلند ہو گئے کہ خاتم الانبیاء (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ان کے جوہر نفس کی تعریف یوں فرمائی -

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطابؓ

میرے بعد (بالفرض) اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے -

اہل ظاہر کا بڑا ظلم ہے کہ ان کمالات کو جو اس اعلیٰ ترین روحانی استعداد کا کرشمہ تھے، حضرت عمرؓ کے مخصوص عقل و فکر کا کرشمہ سمجھتے ہیں اور اپنی دانست میں ان کی تعریف کا حق بھی ادا کرتے ہیں - ع

این نہ مدح ست اومگر آگاہ نیست

دست نبویؐ کی جلا بخشی -

جوہر نفس کا اندازہ کچھ ہو چکا، اب نگاہ کا رخ اس طرف کیجئے کہ یہ جوہر کس کے ہاتھوں سے ترش رہا ہے ہادی اعظم نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ایک اچٹتی نگاہ خذف کو نگیں بنا دے، وہ عمرؓ پر توجہ فرمائیں، زبان مبارک پر دعا ہے دست پاک سے جلا بخشی ہو رہی ہے اور قلب فیض گنجینہ سے نور معرفت عطا ہو رہا ہے - حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اس وقت سن شعور میں تھے اپنے والد ماجد کی بارگاہ رسالت پناہ میں اس پہلی حاضری کا ذکر یوں فرماتے ہیں -

تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کے سینہ پر تین مرتبہ دست کیف پھیرا جب وہ اسلام لائے اور تین بار یہ دعا فرمائی

Marfat.com

کہ بار الٰہا اس کے سینے میں جو کھوٹ ہو اس کو دور فرما اور اس کے بجائے ایمان بھر دے ۔

جوہر بھی بے مثل اور جوہری بھی بے نظیر، نتیجہ یہ کہ آناً فاناً جہل و ظلم گیا، علم و عرفان آیا، غفلت مٹی، حضوری ملی اور ذات حق سے وہ نسبت عالی اور ربط لازوال قائم ہو گیا جو صحابہؓ کے زمرہ عالی میں بھی اعلیٰ و ارفع تسلیم کیا گیا ۔ شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے الفاظ میں استعداد نفس خواب آلود تھی، پیغمبر کے جگانے سے جاگ اٹھی اور قوت عاقلہ میں جو وحی سے مشابہت ودیعت تھی اور قوت عاملہ میں جو عصمت سے مشابہت رکھی گئی تھی، وہ اب نمایاں ہو گئی ۔

زبان و قلب عمرؓ

چنانچہ اب حضرت عمرؓ کی زبان مبارک اور ان کا قلب طاہر اظہار حق کا معیار اور شناخت حق کی کسوٹی بن گئے تھے، صحابہ کرامؓ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جب عمر فاروقؓ کچھ فرماتے یا ان کی رائے کسی جانب ہوتی تو "قرآن حضرت عمرؓ ہی کی رائے کے موافق نازل ہوتا" خود محمد عربی (فداہ روحی) کا ارشاد بھی اس ضمن میں یہ رہا ۔

اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور قلب پر موقوف فرما دیا ہے ۔

محدثیت یا موافقات عمرؓ

علمائے ربانی نے ایسے پندرہ مواقع گنائے ہیں جن میں قرآن پاک نے بے غبار طور پر حضرت عمرؓ کی یا تو رائے کی تائید کی ہے یا ان کی حسب مراد آیت اتر آئی ہے یا لفظ بلفظ ان کا قول وحی الٰہی بن گیا ہے جو ان کی "محدثیت" کی کھلی دلیل ہے ۔ طوالت سے بچنے کے لئے یہاں ان تین قسم کی تائیدات یا "موافقات" کی صرف ایک ایک مثال ملاحظہ ہو ۔

۱ ۔ **رائے کی تائید** ۔ بدری قیدیوں کے متعلق صدیق اکبرؓ فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دے رہے تھے اور عمر فاروقؓ ان کے قتل پر مصر تھے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان صدیق اکبرؓ ہی کی طرف تھا مگر وحی الٰہی جو آئی تو حضرت عمرؓ کی تائید لئے ہوئے ۔ ما کان لنبی ان یکون لہٗ اسریٰ ۔۔۔ ان اللہ غفور رحیم ۔

(انفال)

۲ ۔ **مراد کی تکمیل** ۔ آیت حجاب اترنے سے پہلے کاشانۂ نبوت میں ہر کوئی آتا جاتا تھا ۔ حضرت عمرؓ کو یہ بات اچھی نہ لگی حضور نبویﷺ میں عرض رسا ہوئے کہ یہ سلسلہ بند فرما دیا جائے اور ازواج مطہرات بھی پردے کے بغیر باہر نہ نکلا کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مشورہ پر حکم الٰہی کے منتظر ہو کر خاموش ہو رہے ۔ ایسے میں سورۂ احزاب کی آیت حضرت عمرؓ کے حسب مراد اتر آئی ۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ۔

۳ ۔ **قول کی قبولیت** ۔ عبداللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ جب سورہ مومنون کی آیت ۔ و لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ۔ نازل ہوئی تو ایک کیف عبدیت میں ڈوب کر زبان عمر سے بے ساختہ نکلا ۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین اور فوراً ہی جبرئیل امین اس قول کی مقبولیت کا مژدہ لے کر نازل ہوئے، حضور اکرمﷺ نے فرمایا ۔

"اے عمرؓ! جو فقرہ تمہاری زبان سے نکلا، وہی خدا نے بھی نازل فرمایا" اللہ اکبر کیا الہام ہے کہ وحی

Marfat.com

متلو کا شرف پا گیا ہے۔ "وحی الٰہی سے مشابہت" کی شان اور یہ ہے "قوت عاقلہ" کا وہ امتیاز جو خلفائے راشدین کا امتیاز تھا۔

معرفت الٰہیہ

حضرت عمرؓ کی فراست و فطانت کا اعتراف اپنے پرائے سب ہی کو ہے، اسی طرح ان کی "اولیات" یعنی جن امور کی پہل کا سہرا ان کے سر ہے خواہ وہ مسائل دین سے متعلق ہوں یا تدبیر مملکت سے متعلق، ان کی فہرست بھی ایک منفرد نوعیت کی چیز ہے۔ سیرت فاروقی کے اس پہلو کو اجاگر کرنے کا حق علامہ شبلی نعمانیؒ نے خوب ادا کیا ہے اس لئے اس کی تفصیل تحصیل حاصل ہے یہاں صرف فاروق اعظم کی معرفت آگاہی یا ان کے "علم باللہ" اور اس کی عزلت خاص کی طرف اشارہ مقصود ہے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی جلالت شان کو ذہن میں رکھئے اور پھر ان کے نپے تلے الفاظ کی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کیجئے۔ حضرت عمرؓ کی وفات پر فرما رہے ہیں۔

"جب عمرؓ نے وفات پائی تو میں نے سمجھا کہ علم کا نو بٹے دسواں حصہ چلا گیا، لوگوں نے کہا آپ یوں کہتے ہیں حالانکہ ہم میں تمام صحابہؓ موجود ہیں، فرمایا علم سے جو تم مراد لیتے ہو وہ مری مراد نہیں بلکہ میری مراد ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم۔"

اس سے پتہ چلا کہ یہ بات صحابہؓ کو بھی مسلم تھی۔ "علم معرفت الٰہی" عام علم کتابی سے ایک الگ اعلیٰ و اشرف علم ہے اور حضرت عمرؓ اس علم معرفت کے مہر درخشاں تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ تفقہ اور تدبیر مملکت کے کمالات ان کے اس علم معرفت سے کم رتبہ تھے، گو وہ بھی ہماری اصطلاحی عقل و فکر کے نتائج نہ تھے۔

خشیت الٰہی

ہم نے آخری توضیحی مقدمہ میں بتایا ہے کہ تصوّف اور احسان کا منتہا، مرضی عبد اور مرضی حق میں یگانگت کا پیدا ہو جانا ہے اور حضرات صحابہؓ کی توصیف قرآن پاک میں اسی سے کی ہے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ مگر خود اس "رضائے صحابہ" کو خشیت الٰہی کا ثمرہ قرار قرار دیا گیا ہے۔ ذالک لمن خشی ربّہ، اب چونکہ حضرت عمرؓ صحابہ کرام کے زمرہ میں امتیازی شان کے مالک ہیں اس لئے ان کی سیرت میں صفت خشیت کا ظہور بھی خاص ہی ہونا چاہیئے، اور ہوا، ان کی ایک ایک ادا خشیت الٰہی میں ڈوبی ہوئی تھی مگر عام طور پر ارباب سیر نے اس پہلو کو پوری طرح نہ دیکھا نہ دکھایا اور ہمارے لئے بھی اس پورے دفتر کا کھولنا مشکل ہے البتہ "مشتے نمونہ است از خروارے"، چند باتیں پیش ہیں ان سے حضرت عمرؓ کے خوف و خشیت الٰہی کا اندازہ ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یوں فرمایا کرتے تھے۔

"اگر بکری کا بچہ فرات کے کنارے پر مر جائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ عمر سے نہ کر بیٹھے۔"

اسی طرح عبداللہ بن عامرؓ کا قول ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور فرمایا۔

"کاش میں پیدا نہ ہوتا، کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ کاش میں نیست و نابود ہو گیا ہوتا۔"

یہ ہے ایک خلیفہ راشد اور اس امیر المومنین کے خوف و خشیت کا حال جس کے رعب و جلال سے کائنات لرزتی تھی - یہ عام سلاطین اور امروں کی مصنوعی صولت و شوکت نہیں تھی بلکہ خاص ہیبت الٰہیہ کا اثر تھا جو ذاتِ عمرؓ پر چھا گئی تھی اور ظاہری حشم و خدم سے بے نیاز کل ماحول کو متأثر کر رہی تھی - بقول عارف رومیؒ -

ہیبت حق است ایں از خلق نیست
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

بہرکیف اس خشیت الٰہی کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو رات کو نیند میسر تھی نہ دن کا چین ، دن کو رعایا کے حقوق کا خیال نچلا نہ بیٹھنے دیتا تھا اور رات کو اپنے نفس کے محاسبہ سے نیند اچاٹ ہو جاتی تھی خود فرماتے تھے -

"اگر میں رات کو سو جاؤں تو میں نے اپنے نفس کو برباد کیا اور اگر دن کو سو جاؤں تو میں نے اپنی رعایا کا نقصان کیا "

اس خوف سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ عبداللہ بن عیسٰی فرماتے ہیں -

"حضرت عمرؓ کے چہرہ پر آنسوؤں کے بہنے سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں "

اور خوف و خشیت کا اثر کچھ وقتی نوعیت کا نہ تھا بلکہ پورے دور حیات پر چھایا ہوا تھا - حتی کہ عین اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوتے حضرت عمر کو اسی کرب و بلا میں مبتلا یہ گڑگڑاتے ہوئے سنا گیا -

"بربادی ہے میری اور میری ماں کی اگر اللہ نے مجھ کو نہ بخشا "

یہ چند باتیں اظہار مدعا کے لئے بس ہیں تفصیل دیکھنا ہو تو سیرۃ عمر بن الخطاب - مولفہ شیخ علی الطنطاوی و ناجی الطنطاوی قابل دید ہے -

احتساب نفس :- خشیت کا لازمی اثر احتساب نفس ہے ، حضرت عمرؓ کے حکام اور رعایا پر احتساب نفس کے کارنامے بہت بیان کئے جاتے ہیں مگر توجہ اس طرف بہت کم مبذول رہتی ہے کہ وہ خود اپنے نفس کے کتنے بڑے محتسب تھے - اس احتساب کا صرف ایک واقعہ ملاحظہ ہو -

امیر المومنین ہیں ، ایک روز ممبر پر چڑھتے ہیں نظر ہر آن اپنے نفس پر جمی ہوئی ہے - نہ جانے کیا تغیر محسوس ہوا کہ بھرے مجمع میں اپنے نفس پر زجر کرتے ہوئے فرمایا "ایک دن وہ تھا کہ میں اپنی خالہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور وہ اس کے عوض میں مٹھی بھر کھجور دے دیا کرتی تھیں اور آج میرا یہ زمانہ ہے " بس یہ فرما کر ممبر سے اتر آئے - حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے کہا یہ تو آپ نے اپنی تنقیص کی - فرمایا تنہائی میں میرے دل نے کہا تم امیر المومنین ہو تم سے افضل کون ہو سکتا ہے اس لئے میں نے چاہا کہ اس کو اپنی حقیقت بتا دوں -

اظہار نعمت یا شکرانہ فضیلت

اس احتساب کے ساتھ کسی عطائے ربانی کا اظہار کیا جائے تو وہ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے امر ربانی کی محض تعمیل ہے ، اس نزاکت کو بجز ماہرین تصوف کے نہ کوئی جان سکتا ہے نہ پہچان سکتا ہے کہ اظہار فخر کیا ہے اور تحدیث نعمت کیا ہے ؟ دیکھئے حضرت عمرؓ تخت خلافت پر آچکے ہیں اور صحابہ کرام کے مقدس مجمع سے مخاطب ہیں ، اپنی اس فضیلت خداداد کا شکرانہ اور خلافت راشدہ کے مقام و منصب کا اظہار کس قدر صاف و صریح الفاظ میں فرما رہے ہیں -

اس خدا کی تعریف جس نے مجھے ایسا بنا دیا کہ آج مجھ سے برتر کوئی نہیں -

اس اظہار "لیس فوقی احدٌ" کو سن کر سب سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں اور سب کے سب حضرت عمرؓ

Marfat.com
Marfat.com

کی ظاہری و معنوی، قالبی و قلبی، حکومتی اور روحانی فضیلت
پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں ورنہ اس مجمع مقدس کا ایک
ایک فرد حق کے معاملہ میں اس قدر بیباک تھا کہ فوراً ٹوک
دیتا کہ اے عمرؓ! تمہاری ظاہری برتری مسلم مگر باطنی
پیشوائی کو ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ مگر جب کسی ایک
نے بھی ایسا نہیں کیا تو اپنے دور میں حضرت عمرؓ کی
فضیلت ہر اعتبار سے ثابت ہوگئی اور معلوم ہوا کہ دور
خلافت میں قاسم ازل اپنے عطا کی تقسیم انہیں کے ہاتھوں
کروا رہا ہے، خواہ وہ مال غنیمت ہو یا انوار ولایت ہوں
اسی جامعیت کمال کی طرف شاہ ولی اللہ قدس سرہ
نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا کہ۔

"از لوازم خلافت خاصہ آں است کہ خلیفہ افضل
امت باشد در زمان خلافت خود"

فرار شیطان

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے خلافت راشدہ کے
روحانی کمالات کے ضمن میں یہ بھی فرمایا ہے کہ "فرار شیطان
از ظل او" ـــ اور خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے متعلق
تو ان کے اس وصف کی تصدیق خود نطق نبوی سے حاصل
ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اے عمر! جب شیطان تم سے کسی راستہ میں ملتا
ہے تو راستہ بدل دیتا ہے۔

اس کے صاف معنی یہی ہوئے کہ مظہر ہدایت کے
سامنے مظہر ضلالت کی کیا مجال ہے کہ ٹھہر سکے اور یہی
بات ہم پورے زور و قوت سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ
حضرت عمرؓ کا یہ روحانی ترفع ہے کہ وہ ہدایت ربانی
کے مظہر بن گئے تھے اس لئے ان سے ہدایت پھیلتی رہی
اہل ظاہر کی نظر فاروقی کارناموں پر تو کچھ ہے بھی مگر
نفس فاروقیت پر بالکل نہیں

اصطلاح و محاورہ تصوف میں چند باتیں

اب تک ہم نے حتی الامکان اصطلاح اور محاورہ
فن سے بچتے ہوئے سیرت فاروقی میں تصوف کے حقائق
کی نشاندہی کی ہے۔ اب کچھ اصطلاح میں گفتگو کرنا ہے

حضرت عمرؓ "مراد" ہیں

اہل نظر کے نزدیک تو حضرت عمر کا امتیاز دور خلافت
پر منحصر ہے مگر صوفیانہ نگاہ ان کے امتیاز کو قبل خلافت
ہی نہیں بلکہ ان کے اصل جوہر اور ان کی ابتدا میں دیکھتی ہے
وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اسلام میں "مرید" ہو کر نہیں
آئے بلکہ "مراد" بن کر آئے ہیں ان کو حضور پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعا نے کھینچا ہے۔

حضورؐ نے ان کو اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ کر مانگا تھا۔

"اے اللہ ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے
محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے"

چنانچہ جب اس دعا کی قبولیت نے ظہور کیا اور
نگاہ رب العزت میں عمر بن خطاب ہی محبوب ٹھہرے اور
انہی کے ذریعہ دین کی عزت افزائی مقدر ٹھہری تو ابن ماجہ
کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے حلقہ بگوش اسلام ہونے
پر جبریل علیہ السلام آئے اور بارگاہ نبوت میں عرض کی کہ
"آسمان کے لوگ آپ کو عمر کے اسلام لانے پر بشارت دیتے
ہیں" ـــ "مرادیت عمرؓ" کی یہ کس قدر کھلی اور مستحکم
دلیل ہے۔

حضرت عمرؓ مجذوب سالک ہیں

فن سلوک و تصوف کے واقف کار جانتے ہیں کہ جو
"مراد" ہوتا ہے اس کو دولت "جذب" پہلے ملتی ہے
اور مدارج سلوک کی سیر بعد میں کرائی جاتی ہے۔ یہی

Marfat.com

"مجبیت" کی نشانی ہے اور اسی کو اصطلاح میں "مجذوب سالک" کہا جاتا ہے ، لہذا حضرت عمرؓ بھی مجذوب سالک ہوئے

حضرت عمرؓ "قدم موسیٰ" پر

یہ تو سب ہی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ابراہیمیت موسویت اور عیسویت والی جامعیت کا خاص شرف حاصل ہے ۔ البتہ حضور اقدس ہی کے فیضان روحانی سے پچھلے انبیاء کی طرح اگلے اولیاء کاملین میں بھی کسی میں حضرت نوح والے غیظ و غضب کا جلال ، کسی میں موسوی حکومت و سطوت کا شکوہ ، کسی میں عیسوی زہد وعفو کا جمال نمایاں دیکھا جا سکتا ہے ۔ صوفیاء کرام اپنی بولی میں افراد اُمت محمدیہ کے ان شئون کی تعبیر اس طرح کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ "قدمِ نوح" پر ہیں فلاں "قدم موسیٰ" پر اور فلاں "قدم عیسیٰ" پر ۔ صوفیاء کے اس نقطۂ نظر سے سیرت عمرؓ کا جائزہ لیا جائے تو اس میں یہ تمام خشیت و زہد، تنظیم ملت ، حکومت و سطوت اور جاہ و جلال کی خصوصیت اس قدر نمایاں نظر آتی ہے کہ ہم بلا پس و پیش یہ کہہ سکتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ "قدم موسیٰ" پر ہیں ۔ اور یہ بات کم از کم حضرات شیخینؓ اور حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے بارے میں تو محض صوفیاء کے کہنے کی نہیں ہے بلکہ نطق نبوی سے اس کی کھلی تائید مل جاتی ہے ۔ دیکھئے غزوۂ بدر میں جب کفار قریش گرفتار ہو کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا ۔ حضرت عبداللہ ابن رواحہ نے کہا کہ ان کو آگ میں جلا دیا جائے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہیں قتل کر دیا جائے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کے خاندان اور قوم کے ہیں ان پر رحم فرمائیے ۔ آپ نے ان مشوروں کو سن کر فرمایا کہ ایک فریق (یعنی ابن رواحہ و عمر) اپنے پہلے بھائیوں نوحؑ اور موسیٰ کی طرح ہے ۔ نوحؑ نے کہا ، پروردگار! ان کی دولت ملیا میٹ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے اور دوسرا فریق (یعنی ابوبکر) ابراہیم کی طرح ہے ابراہیم نے کہا جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے نافرمانی کی تو تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور عیسیٰ کی طرح ہے کہ عیسیٰ نے کہا اگر تو نے ان کو سزا دی تو وہ تیرے بندے ہیں اور تو معاف کر دے تو تو قدرت والا اور حکمت والا ہے (مستدرک حاکم ۔ ۳ ص۲۱ و ص۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے عبداللہ بن رواحہ اور حضرت عمرؓ کو حضرت نوح اور حضرت موسیٰ کی نذیری شان اور حضرت ابوبکرؓ کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ کی بشیری شان کی مثال میں ظاہر فرمایا ۔

حضرت عمرؓ "قطب ابدال" تھے

حضرت عمرؓ کا قدم موسیٰ پر ہونا ثابت ہو چکا اور یوں بھی چشم بصیرت پر ظاہر ہی تھا لیکن اگر سوال یہ کیا جائے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں آپ کا روحانی رتبہ کیا تھا ، تو اس کا جواب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے ملے گا ، اپنے مشہور رسالہ معارف لدنیہ میں معرفت ۳۵ کے تحت حضرت مجددؒ نے پہلے تو "قطب ارشاد" اور "قطب ابدال" کے فرق کو واضح فرمایا ہے کہ ہدایت، ایمان ، نیکیوں کی توفیق ، برائیوں سے توبہ ۔ یہ قطب ارشاد کے فیوض کا نتیجہ ہیں اور قطب ارشاد "قدم نبوی" پر ہوتا ہے ۔ اس کے بالمقابل "قطب ابدال" دنیا کے تکوینی امور، جیسے بلاؤں کا ازالہ ، امراض کا خاتمہ، حصول عافیت اور رزق رسانی وغیرہ کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس کو پل بھر کی فرصت نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ مشغول ہی رہتا ہے ۔

تجدید دین کا کارنامہ نسبت فاروقی کے ذریعے انجام پاتا ہے ۔

Marfat.com

ردو قبول اہل بصیرت پر چھوڑتے ہوئے مکتبِ تصوف واحسان کے ابجد خوان کی حیثیت میں "نسبت فاروقی" سے متعلق ایک غور طلب بات پیش کرنے کو جی چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر نسبت کا ایک لون (رنگ) ہوتا ہے اور جب کبھی کسی خاص نسبت کا ظہور کہیں ہوتا ہے تو اس صاحب نسبت سے اسی رنگ کے مخصوص کمالات ظاہر ہوتے ہیں اور نسبتوں کے ان الوان کے اشارات خود احادیث نبویہ سے ملتے ہیں مثلاً حضرت نقشبندیہ جو نسبت صدیقی کے حامل ہیں ان میں سینہ بہ سینہ القاء کا ظہور زیادہ ہے اس کا اشارہ اس ارشاد نبوی میں صاف ملتا ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں کوئی بات ایسی نہیں ڈالی جو میں نے ابوبکر کے سینہ میں ڈال نہ دی ہو۔"

یا مثلاً حضرات چشتیہ جو نسبت علوی کے حامل ہیں ان میں فنائیت کا کمال بہت زیادہ ہے یہ فیض عنیت کا اثر ہے۔ جس کا اشارہ اس حدیث پاک میں ملتا ہے کہ۔

"علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔"

اسی طرح اگر غور کیا جائے تو فاروق اعظمؓ کے بارے میں جو خاص ارشاد نبوی ہے وہ یہ ہے کہ۔

"میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔"

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ نظام شرعی کی ترویج وتجدید کے کارنامے کا خصوصی تعلق "نسبت فاروقی" ہی سے ہے اور جب کبھی "نسبت فاروقی" کا فیضانِ خاص کسی ولی پر غالب آتا ہے تو اس سے تجدید دین کا کارنامہ سرانجام پاتا ہے خواہ وہ کہنے کو نقشبندی ہو یا چشتی یا قادری یا سہروردی۔

اس حقیقت کے ماسوا تاریخ مجددین پر سرسری نظر ڈالنے تو "اتفاق مشیت" کا ایک اور کرشمہ نظر آئے گا وہ یہ کہ دین محمدی کے مجدد اول اور پانچویں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ ہیں جو نسبت باطنی دیکھنے کے علاوہ فاروق اعظم کے پر پوتے بھی ہیں۔ پھر ہزارہ ثانی کے مجدد اول حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ جن کا نام نامی ہی "مجدد الف ثانی" پڑ گیا ہے وہ بھی فاروقی النسب ہی ہیں۔ بارہویں صدی کے مجدد کبیر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ بھی نسباً فاروقی ہی تھے اسی طرح چودہویں صدی میں دین محمدیؐ کے ایک اور ممتاز مجدد یعنی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ بھی نسباً فاروقی ہی ہیں۔ ان چار ہستیوں کے علاوہ درمیانی صدی کے مجددین کی جو فہرستیں امام جلال الدین سیوطی یا اور محدثین نے مرتب فرمائی ہیں، ان میں سے ایک ایک کو دیکھا جائے تو اور بھی ہستیاں ایسی نکل آئیں گی جن میں فاروقی خون جوش زن ملے گا۔ گو ہمارے نزدیک تجدیدی کارنامے کا انحصار نسب پر نہیں بلکہ محض "نسبت فاروقی" کے زور پر ہے۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتم۔

● انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل، کاہل، لاشئے۔ کامل وہ ہے جو لوگوں سے مشورہ کر کے کسی عمل پر غور کرے۔ کاہل وہ ہے جو اپنی رائے پر چلے اور کسی سے مشورہ نہ لے، لاشئی وہ ہے کہ نہ خود صاحب رائے ہو نہ دوسروں سے مشورہ کرے۔ حضرت عمرؓ

● انسان کا زندگی پاکر بھی اپنے آپ کو نہ پہچاننا ایسا ہے جیسے کوئی سمندر سے حاصل کئے ہوئے قیمتی موتی کو پھر سمندر میں پھینک دے (مہاویر جی)

● انسان دل کو کھانے کی فکر میں گذارتا ہے اور رات کو سو کر ختم کر دیتا ہے۔ افسوس کس قدر قیمتی زندگی کو کوڑی کے مول فروخت کر دیا جاتا ہے۔ (بھگت کبیر)

Marfat.com

ایڈیٹر کے نام ایک خط

برادر محترم جناب وقار صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ شوق وافر ہے کہ دوسرے بھائیوں کو بتایا جائے کہ ہم سلسلہ میں کن مقاصد کو مدنظر رکھ کر داخل ہوئے۔ اور ہم نے یہاں سے کیا پایا۔ کم از کم اپنے بارے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ قبولیت دعا کی نجانے وہ کونسی خوش نصیب گھڑی تھی۔ جب میری درخواست قبول ہوئی۔ اور مجھے شفقت اور رحمت کے سایہ میں لے لیا گیا۔ یہ دور افراتفری اور مادہ پرستی کا دور ہے۔ ہوس زر نے انسان کی عقل سلب کر لی ہے۔ ضمیر کی آواز معدوم ہو چکی ہے شرافت نے گمنامی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے اور عصمت وحیا اور پاکیزگی کا دامن تار تار ہو چکا ہے۔

ہماری نئی نسل ایک المیہ بن کر رہ گئی ہے۔ ذہنی عیاشی اور حقائق سے فرار ہماری خو بن گئی ہے۔ اگر طالب علم ہے تو اُس کا پڑھنے میں دل نہیں لگتا۔ وہ والدین کے رویے کا شاکی ہے۔ اگر ماں باپ ہیں تو انہیں اپنے احترام کے رخصت ہو جانے کا غم ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی جائز ناجائز خواہشات پوری ہو جائیں۔ دولت کے لالچ نے اخلاقی اقدار کو خیر باد کہہ دیا ہے ہم صرف اس حد تک مسلمان رہ گئے ہیں کہ ہمارے نام کے ساتھ لفظ "محمد" لگا ہوا ہے۔ یہ پہچان کا ذریعہ ایک ہی باقی رہ گیا ہے ورنہ ہمارے اعمال اور ہمارے کردار سے تو شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔ معاشرے میں دولت کے بے جا حصول کا جو زہر گھل چکا ہے اُس نے ہماری زندگیاں مسموم کر دی ہیں۔ صبر اور شکر کی جو تعلیمات محسنِ انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں تلقین کی تھیں وہ ہم نے کب کی طاق پر دھر دی ہیں۔

ہم ہر معاملہ میں دنیا کے محتاج ہو گئے ہیں۔ پیسہ ہی ہمیں اپنی ساری مشکلات کا حل نظر آتا ہے۔ ستم یہ کہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں تو پیسہ ہی مانگتے ہیں۔ رشوت، سفارش، بدعنوانی، چوری، ڈاکہ، زنا، اقربا پروری کتنے عفریت

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ جنہوں نے ہماری روحوں کو کھوکھلا کر ڈالا ہے ہمارے ایمان کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ ہمارے توکل کا یہ عالم ہے کہ ہمیں خدائے بزرگ و برتر کے روزی رساں ہونے کا پورا یقین نہیں رہا۔ ورنہ لالچ اور بدنیتی کا یہ عالم نہ ہوتا۔ کس نے سوچا ہے یہ دنیا عالم ناپیدار ہے ساعتوں کی چند گھڑیاں قرض لئے کر ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ان ساعتوں کے حساب کے لئے عنقریب میزان قائم کی جانے والی ہے۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہ کون کر رہا ہے۔ میں ملازمت کے لئے انٹرویو دینے جاتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ عہدہ اتنے ہزار میں بک چکا ہے۔ میں امتحان دینے جاتا ہوں تو علم ہوتا ہے کہ یہ پرچہ اتنی قیمت میں باہر فروخت ہو رہا ہے۔ گھر آتا ہوں تو پڑوسی سے میری طویل جنگ ہوتی ہے اس لئے کہ اس کی مرغیاں میرے صحن کی طرف نکل آئی تھیں، باہر جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں سڑک پر کوئی شخص اوندھے منہ گرا ہوا ہے اور لوگ گزرتے چلے جا رہے ہیں۔ بس میں سوار ہوتا ہوں تو کنڈکٹر سے جھگڑا ہوتا ہے۔ دوکان پر جاتا ہوں تو اُس سے تلخ کلامی ہو جاتی ہے وہ چیز جو کل ایک روپے کی تھی آج دس روپے کی ہے دوکاندار میرا مسلمان بھائی ہے اُس نے رزق حلال کے لئے اپنے بھائیوں کی جیب کا انتخاب کر لیا ہے۔ جس شخص کا جہاں سے ہاتھ پڑتا ہے وہ کم نہیں کرتا۔ ہم سب ایک حمام میں ہیں۔

یہ ہمارا وہ معاشرہ ہے جس میں آج کل ہم بود و باش رکھتے ہیں۔ ہمارے دلوں سے اطمینان، سکون اور شانتی ناپید ہے روحوں کی مسرت ہم گنوا چکے ہیں۔ بے قراری، اضطراب اور حواس باختہ اعصاب اس دور کی کثیر المقدار پیداوار ہیں ہم چڑچڑے ہو چکے ہیں۔ من حیث القوم ہماری خوش اخلاقی ایک فسانہ بن چکی ہے۔ ذرا سی مصیبت پر گھبرا اٹھنا، ذرا سی بات پر اپنے بھائی کا گریبان پکڑ لینا ہماری روایت بن چکا ہے۔

ہماری دعائیں بے اثر ہو چکی ہیں۔ ہم اپنی نمازوں سے غافل ہیں قرآن کریم تسخیر کائنات کی دعوت دیتا ہے مگر صد حیف کہ اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ہمیں خواب غفلت سے ہوش نہیں آئی۔

مادیت کا وہ دور آ گیا ہے کہ ہم نے صبر اور سکون کی دولت کھو دی ہے۔ ہماری زندگیوں کا قرار لٹ چکا ہے ہمارے وسائل ہماری لامحدود خواہشات کا ساتھ نہیں پا رہے۔ خواہشات کا ایک لامتناہی سمندر ہے جس میں ہم غرق ہیں۔ نفسا نفسی کے اس عالم میں اپنے پرائے کی تمیز نہیں رہی۔ بے اعتنائی اور جھوٹے وقار نے اس کی جگہ لے لی۔ دکھلاوے کی آن بان کے لئے شیطان کے سارے داؤ آزمائے جا رہے ہیں محفلوں میں پاک اذکار کی بجائے چغلخوری اور یاوہ گوئی کی جاتی ہے۔ رشک کی جگہ حسد اور خلوص کی جگہ بغض نے سنبھال لی ہے۔ شکر جن قوموں کا شعار نہیں رہتا۔ بدبختی اور بربادی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

مومن کا دل خدا کا گھر ہے جو اس مہرباں کی یاد سے منور ہے جو شہ رگ سے نزدیک تر ہے مگر ہمارا دل وہ جلتے امتر ہے کہ چشم گریہ محوِ دیدہ تر ہے۔ بزعم خود ہم جنتی ہیں اور اغیار جہنمی ہیں۔ مگر ہم جنتی لوگ دوزخی لوگوں کے محتاج ہیں اس کی خیرات پر ہمارا گزر ہے۔ ان کا معاشی نظام ہمارے لئے وجہ افتخار ہے۔ دوزخی لوگ دنیا میں باوقار ہیں اور جنتی لوگ افلاس کے مارے ہوئے بھکاری ہیں۔

رسول ہمارے ہیں۔ خدا ہمارا ہے قرآن ہمارا ہے اس میں کائنات کی تسخیر کے فارمولے ہیں مگر ہم جن کو دوزخی کہتے ہیں وہ خلاء میں کمند ڈال رہے ہیں ہماری محرومی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ تفکر نصب العین نہیں رہا

Marfat.com
Marfat.com

ہم تفرقوں میں اس طرح بٹ گئے ہیں کہ ہماری سوچ بھی منتشر ہو گئی۔

ازل سے قانونِ فطرت چلا آرہا ہے انسانوں کی راہنمائی کے لئے قدرت نے انسانوں میں سے کچھ ممتاز ہستیوں کو چنا اور ان کی زبان و عمل سے لوگوں کی اصلاح چاہی۔ ہم الحمدللہ مسلمان ہیں مگر افسوس ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم ہونے کے باوجود اتنی پستیوں میں گرے ہوئے ہیں کہ آج اگر وہ قومیں جنہیں خدائے بزرگ و برتر نے عذاب دیا، ہماری حالت اور ہمارے اعمال دیکھ لیں تو شرما جائیں۔

سلسلہ عظیمیہ کی بنیاد میں یہی عوامل پوشیدہ ہیں کہ امتِ مسلمہ کو اس کا کھویا ہوا مقام واپس دلایا جائے اور یہ مقام حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری روح اضطراب اور کشمکش کے اس جنجال سے چھٹکارا پائے اور اس طرح ہمارے اندر وہ روشنی بیدار ہو جائے جس کا تعلق زمینوں اور آسمانوں کے نور سے ہوتا ہے اور یہ بات تو ہم جانتے ہیں کہ زمینوں اور آسمانوں کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے رابطے کا یہ مشن آج سے نہیں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے آج تک ان کے روحانی وارث اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوشاں رہے ہیں سلسلہ عظیمیہ کے امام حضور قلندر بابا اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی روحانی اولاد کی تربیت کے لئے تفکر کو مرکزی نقطہ قرار دیا ہے۔ اس تفکر کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے۔ وہ ہے مراقبہ۔ جو ہم اور آپ کرتے ہیں۔ مراقبہ روح کی بیداری کا ذریعہ ہے۔ یہ زندگی سے عارضی انقطاع ہے، مراقبہ شعور کی حدوں سے پرے اک نئے جہان کا مشاہدہ ہے۔ جس کا ناطہ ساری کائنات سے ملے ہے۔ مراقبہ مسرت کا حصول ہے اور سکونِ قلب اس کا وصول ہے۔ مراقبہ یکسوئی حاصل ہونے کا یقینی مؤثر ذریعہ ہے ہماری زندگیوں میں یہ جو بے چینی، اضطراب اور خلش ہے مراقبہ اس کا دفعیہ ہے۔ مراقبہ سے غور و فکر کی نئی راہیں کھل جاتی ہیں۔ ادراک کی سرحدیں افلاک کو چھونے لگتی ہیں اور روح پر غور و فکر کی کئی حقیقتیں وا ہو جاتی ہیں۔ یہی منتہائے مقصود ہے۔ مگر یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ مراقبہ کرنا اور مراقبہ کے فوائد حاصل کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے ایک مرشدِ کامل اور مستند رہنما کے بغیر مراقبہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے بچے کو الف، ب پڑھانے کے لئے کسی دوسرے بچے سے کہا جائے کہ اس کو الف۔ ب پڑھا دو۔ یا ایک عالم آدمی سرجری کی تعلیم حاصل کئے بغیر دماغ کا آپریشن شروع کر دے۔

یہ اللہ کا شکر ہے کہ سلسلہ عظیمیہ میں اس بات کی تربیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا جاتا ہے کہ مراقبہ کے قواعد و ضوابط اور مراقبہ کے دوران پیدا ہونے والی کیفیات کو مدِنظر رکھ کر آئندہ کے لئے ہدایات کیا ہونی چاہئیں۔ یہی تعلیم کا طریقہ ہے ایک اچھا استاد شاگرد کی ذہنی کیفیت جانچ کر اُس کی راہنمائی کرتا ہے اور پُرخطر مقامات پر سنبھالا دیتا ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرما لینے کے بعد اس مشن کی ذمہ داری، نہایت مہربان، محترم و مکرم جناب خواجہ شمس الدین عظیمی نے سنبھالی ہے۔ جن کے زیرِ سایہ ہم جیسے کئی گناہ گار صبر اور سکون کے چشموں سے اپنی روحوں کی آبیاری کر رہے ہیں سلسلہ عظیمیہ میں شامل ہم سب بھائیوں کے لئے بجا طور پر یہ بات باعثِ افتخار ہے کہ یہ واحد سلسلہ ہے جس نے مخفی روحانی علوم کو صفحۂ قرطاس پہ بکھیر دیا ہے۔ ورنہ ایسے علوم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے چلے آئے ہیں جو عام آدمی کی رسائی سے باہر ہیں۔ مگر ہمارے سر بارگاہِ ایزدی میں تشکر کے ساتھ جھک جاتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیارے قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس دور میں مراقبہ کی اہمیت کا احساس دلایا۔ جب غیر مسلم قوموں

Marfat.com
Marfat.com

نے اسے محض مستی کے تماشہ کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ حضور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری اس اساس کو پھر سے زندہ فرما دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ مراقبہ ہمارے اسلاف کی میراث ہے۔ اور مراقبہ میں نور کا جو تصور ہمارے ہاں ہے وہ غیر اقوام میں نہیں۔ ہم تو مراقبہ میں نور کی اُن لہروں میں گم ہو جانا چاہتے ہیں جو ہمارا تعلق مرکزِ کائنات سے جوڑ دیں۔

سلسلہ میں نئے آنے والے ہمارے بھائی یا وہ دوست جو مطالعہ کی غرض سے ہمارے پاس محفلِ مراقبہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اُن کو تھوڑا بہت بقدرِ علم آگاہ کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ تاکہ وہ جان سکیں کہ ہم مراقبہ سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں رہ کر ہمارے آئندہ کیا مقاصد ہیں۔ خواجہ صاحب کی تصانیف کا مطالعہ تمام عظیمی بھائیوں کو کرنا چاہیئے یہ کتابیں پڑھنے کے لئے اپنے احباب کو بھی دیں۔ ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کو زیادہ سے زیادہ متعارف کروائیں تاکہ لوگوں کو ان کے بہت سارے سوالوں کے جواب از خود مل جائیں۔ اگر روحانی ڈائجسٹ کے چند شماروں کا مطالعہ کر لیا جائے تو خدا کے فضل سے کافی علمی تشفی ہو جاتی ہے اور عالم غیب و شہود کے اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں

ہمارے جو بھائی جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں ان کو مراقبہ کے متعلق آسان اور سہل زبان میں بتایا جائے کہ یہ نیند اور بیداری کے درمیان ایسا وقفہ ہوتا ہے کہ حواس سو جاتے ہیں مگر اندر کی دنیا جاگ اُٹھتی ہے۔ اور انسان جاگتے سوتے کے بیچ ایک اور ہی عالم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ویسے یہ بات اپنی جگہ مسلّمہ ہے کہ استادِ محترم کی راہنمائی اور نظرِ کرم سے جسے ایک بار راستہ ہاتھ آ گیا، اُسے پھر سب باتیں سمجھ آ جاتی ہیں۔ پھر پڑھا لکھا ہونا ثانوی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

ایک اور بات جس کا ذکر یہاں نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ ہر کام کے لئے محنت اور وقت درکار ہوتا ہے ابتداء ہی سے یہ تصور کر لینا کہ کامیابی حاصل ہو جائے۔ ذرا مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہمارا ذہن پختہ ہو چکا ہوتا ہے اور جب ہم اسے ایک نئی چیز سے روشناس کروانا چاہتے ہیں تو ہمارا لاشعور مزاحمت شروع کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ ہم بے زار اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق جیسا کہ میں نے کہیں پیارے ابا جان خواجہ صاحب کی تحریروں میں پڑھا ہے۔ معاملہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ ہم اپنی زندگی میں چوں چرا کے بہت عادی ہو گئے ہوتے ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ یہ کیسے ہے؟ ایسے کیوں ہے؟ ایسے کیوں نہیں ہوتا؟ وغیرہ وغیرہ

یہ وہ سوالات ہیں جو دماغ کو پریشان کر دیتے ہیں آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب بچے کو الف ب پڑھائی جاتی ہے تو آپ کا کیا خیال ہے اگر بچہ ان الفاظ کو ماننے کی بجائے یہ کہے کہ یہ الف کیوں ہے یہ ب کیوں ہے اسے الف کیوں نہیں کہہ سکتے۔ تو پھر اندازہ لگائیں کہ بچہ پڑھ سکے گا کہ نہیں۔

مراقبہ میں اور روحانی ترقی کے ہر مرحلہ میں یہ ضروری ہے کہ شاگرد استاد کی ہر بات پہ لبیک اور امنّا و صدقنا کہے۔ یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب شاگرد استاد پر مکمل اعتماد اور یقین رکھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ اُس کا اُستاد اس بات کا مکمل طور پر اہل ہے کہ اس کی روحانی تربیت کر سکے۔ اگر اس کا بھروسہ ڈانوا ڈول ہو گا تو پھر کچھ پا لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لئے تو خواجہ صاحب بار بار روحانی ڈائجسٹ میں یہ فرماتے ہیں کہ سوچ سمجھ کر دیکھ بھال کر اپنے دل کی تسلی کر کے بیعت کرو۔ کیونکہ ایک بار جہاں ہاتھ پکڑا دیا۔ وہاں سے رہائی نہیں ہو گی۔

طالب دعا۔ آپ کا بھائی۔ انیس عظیمی

Marfat.com

روحانی ڈاک کے ایک لاکھ سے زیادہ خطوط کا نچوڑ

قرآنی آیات سے علاج پر اپنی نوعیت کی واحد کتاب

مختصر فہرست

اجازت اور تعویذ کی زکوٰۃ
آسیب کا علاج
آفات ارضی و سماوی
موتیا اور پڑبال
رتوندہ یا شب کوری
نگاہ کی کمزوری
آنکھ میں پھولا یا نرسنگھا
آنکھ کا ناسور
بھینگا پن
آنکھوں کے سامنے خون تیرنا
ہوا نظر آنا
اسد دیبی
استخارہ
امتحان میں کامیابی
الرجی
اختلاج قلب
اگزیما
آنتوں میں ناسور
آنتوں کی دق
آنتوں میں خشکی
آنت اترنا
پیٹ میں پانی بھر جانا
اعصاب کی کمزوری
اعضاء کا منجمد ہونا
اولاد کا نافرمان ہونا
احساس کمتری
اداسی
عام بخار

بادی کا بخار
ٹائیفائیڈ، موتی جھرہ، میعادی
بخار، خسرہ
ام الصبیان (سوکھا)
پسلی چلنا اور نمونیہ
کان کا درد
کالی کھانسی
بستر میں پیشاب کرنا
مٹی کھانا
ضد کرنا
پیٹ میں کیڑے
دانت نکلنا
تتلا رنگ جانا
کان سے پیپ آنا
بہرا یا گونگا ہونا
خواب میں ڈرنا
بچوں کا گم ہو جانا
بھوک نہ لگنا
حافظہ کمزور ہونا
پڑھنے میں دل نہ لگنا
بدن پر کالے داغ
بری عادت سے نجات
بلڈ پریشر ہرو بریک ڈاؤن
دماغی امراض
بدخوابی سے نجات

بدن میں درد
بیماری کے بعد کمزوری
بچھو یا سانپ کاٹنے کا علاج
سر کے بال لمبے کرنے کیلئے
بڑھاپے میں کم سنائی دینا
بہراپن دور کرنے کے لئے

بغل میں گلٹیاں
بیہوشی سے ہوش میں لانا
بہن بھائیوں کا آپس میں جھگڑنا
برکت کے لئے
بدبختی کی وجہ سے پریشانی
بواسیر
برص (سفید داغ)
بیماری جو سمجھ میں نہ آئے
پتہ کے امراض
پیچش
پسلیوں میں درد
پائیوریا

پیٹ کا بڑھنا اور موٹاپا کم کرنا
ٹانگوں کے پٹھوں کا بیکار ہونا
پتی اچھلنا
پھنسی، پھوڑا، خارش
پیشاب میں خون آنا
پیشاب رک رک کر آنا
پیشاب بار بار آنا
شانہ کی کمزوری
سوزاک
آتشک
تبادلہ کی خوشی
تبادلہ کرانے کیلئے
تسخیر کے لئے
تشخیص امراض
تلی کا علاج
تشنج اور بدن میں جھٹکے لگنا
ٹونسلز اور کنٹھ مالا
ٹی بی (تپ دق)
جگر کے تمام امراض
جوانی میں بچپن کی شکل
چہرے میں کشش پیدا کرنا
جانوروں میں دودھ کی کمی
جنسی کشش پیدا کرنا
غیروں سے جنسی رغبت ختم کرنے کے لئے

جادو کا توڑ
جنات کے لئے حاضرات
چوری کی عادت چھڑانا
چوری شدہ مال کی واپسی
حبس ریاح (گیس)
حسب دلخواہ شادی
حفاظت دوران سفر
خون کی کمی
دماغی توازن کی خرابی
دانت پیسنے کی عادت
داد، داد
دانتوں کے جملہ امراض
درد کہیں بھی ہو
ڈپتھریا (خناق)
ذیابطیس
رعشہ، رسولی
شوہر اور بیوی کے معاملات
طاعون
عورتوں کے جملہ امراض
غصہ کی زیادتی
فالج اور لقوہ
فسچولا یا بھگندر
قرض سے متعلق
قیدی کی رہائی
قد میں اضافہ
قبولیت دعا
کینسر یا سرطان اور بہت
۱۳۸ مسائل کا حل

روحانی علاج

مرتبہ
خواجہ شمس الدین عظیمی

مکتبہ تاج الدین بابا

پوسٹ بکس ۲۲۱۳ کراچی — ۱۸

Marfat.com
Marfat.com

کراماتِ تاج الدین باباؒ

احمد زمان خان قادری

میرے دوست جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ اُس زمانہ میں ڈویژنل کمشنر آفس میں پیش کار تھے اور آج کل مرا ٹھواڑہ وقف بورڈ میں نائب تحصیلدار ہیں۔ واقعہ موصوف انہیں کے الفاظ میں حوالۂ قلم ہے۔

"دن کا وقت تھا اور ۱۹۸۰ء کے جولائی کا مہینہ۔ میری بچی جس کی عمر اس وقت تقریباً ۵ سال تھی۔ گھر کے دالان میں کھڑی تھی کہ اچانک گر پڑی۔ اس طرح گری جیسے کسی طاقتور ہاتھ نے اُسے زور کا دھکا دیا ہو۔ میں اور میری اہلیہ اس کی طرف جھپٹے اور اُسے زمین سے اٹھایا۔ لیکن ہماری حیرت بلکہ تشویش کی انتہا نہ رہی۔ جب ہم نے دیکھا کہ بچی کے جسم کی کیفیت گردن سے لے کر پیر تک ایک فالج زدہ کی سی ہے۔ اس کے ہاتھ کہنیوں سے خم نہیں ہوتے۔ پیر گھٹنوں سے خم نہیں ہوتے۔ اور اس کی گردن کی دائیں بائیں گھومنے کی صلاحیت جیسے چھین لی گئی ہے۔

"بلا تاخیر اُسے مقامی میڈیکل کالج ہاسپٹل لیجایا گیا، جہاں اُسے اڈمٹ کر لیا گیا اور ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹروں نے مختلف قسم کے ٹسٹ لینا شروع کئے۔ ان آزمائشی امتحانات کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا۔ لیکن دو ہفتہ زیرِ تشخیص رہنے کے باوجود صحیح مرض معلوم نہ ہو سکا۔ دریں اثناء ہماری تشویش روز افزوں تھی۔ بچی کی صحت اور اس کی زندگی کے بارے میں۔ ایک خاص کیفیت مرض کی یہ تھی کہ صبح ۵ بجے سے رات کے ۱۱ بجے تک سخت درد و کرب میں مبتلا رہتی۔ ماہیِ بے آب کی طرح تڑپتی۔ ہم سے اس کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

بالآخر ۲۱ دن تک شریکِ دواخانہ رہ کر بھی جب پراسرار علامات میں کوئی فرق واقع نہ ہوا۔ تو ڈاکٹروں نے اُسے ڈسچارج دے دیا۔ ہاں اتنا ہوا تھا کہ ڈاکٹروں کے مشورہ پر بچی کو خون دیا گیا تھا اور اس کے نتیجہ میں اس کے گھٹنے خم ہونے لگے تھے

لیکن چلنے پھرنے کی معذوری برقرار تھی۔

گھر پر بچی کو لانے کے بعد مجھے آفس کے اکاؤنٹس سٹل کرنے کے سلسلہ میں اکاؤنٹنٹ جنرل کے آفس ناگپور جانا تھا۔ دل پر پتھر رکھ کر اور یہ امید دل میں رکھ کر شاید اسی میں مصلحتِ خداوندی ہو۔ اسی بہانے وہاں حضرت بابا تاج الدین اولیاءؒ کی بارگاہ میں عرض معروض کرنے کا موقع ملے۔ میں راہی سفر ہوا۔ جس دن میں ناگپور پہنچا۔ جمعرات کا دن تھا۔ اور شام ہونے کو تھی اس لئے میں اُس دن حاضری نہ دے سکا۔ دوسرا دن جمعہ تھا اور میں صبح سویرے بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ مسجد میں دوگانہ نفل ادا کیا

Marfat.com

اور ثواب روح پاک کو بخشا اور مزار مبارک کے سامنے بیٹھ کر حیُ لایموت کی بارگاہ ابدقرار میں سفارش کے لئے ملتجی ہوا۔ دُعا میں کچھ ایسی کیفیت پیدا ہوئی اور اس قدر انہماک پیدا ہوا۔ کہ آنسو چھلک پڑے۔ یکایک ایک ناقابل بیان سرور آمیز روحانی سکون کا احساس ہوا۔ اور میں رخصتی سلام کر کے واپس لوٹا۔ آفس کا کام انجام دے کر میں اتوار کی صبح اورنگ آباد پہنچا۔ جونہی گھر میں قدم رکھا، اہلیہ نے تبسم ریز لبوں سے مجھے خوش آمدید کہا۔

اور کہا کہ آپ کے لئے ایک خوش خبری ہے۔ میرے پوچھنے پر کہ کیا خوش خبری ہے؟ کہا کہ۔ بچی چلنے پھرنے لگی ہے اور اس کے مرض کی جملہ علامات غائب ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کرشمہ کب ظہور پذیر ہوا؟ تو کہنے لگیں "پرسوں"۔ لیکن پرسوں کی اصطلاح ہماری بول چال میں چند دنوں سے لے کر چند سالوں تک بھی استعمال کرلی جاتی ہے اور صحیح صحیح وقت کا تعین نہیں ہو پاتا۔ لہٰذا میں نے مزید صراحت کے لئے پوچھا کہ "کس دن اور وقت بتاؤ تو کچھ اندازہ ہو"۔ تو اس کے جواب میں اہلیہ نے بتایا کہ۔

"پرسوں جمعہ کے روز صبح نو بجے"۔ پھر میرے یہ پوچھنے پر کہ کیا کسی نے بچی کو چلانے کی کوشش کی۔ کھڑا کیا یا سہارا دیا یا وہ خود سے چلنے لگی؟ تو بتایا کہ کسی نے کھڑا نہیں کیا۔ کسی نے سہارا نہیں دیا۔ بس وہ اپنے آپ اُٹھی، کھڑی ہوئی اور چلنے لگی۔ میں نے نوید جاں فزا پر دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور حضرت بابا صاحبؒ کے روحانی مقام کو سلام۔

وہ دن اور آج کا دن، الحمدللہ بچی صحت مند اور تندرست ہے۔

خط لکھنے والوں سے ایک ضروری گزارش

پیچیدہ اور لاعلاج امراض کا علاج، روحانی اور جسمانی مسائل کا حل، خواب کی تعبیر، محفلِ مراقبہ میں دُعا اور ٹیلی پیتھی سیکھنے سے متعلق ہمیں ہر ماہ ہزاروں خطوط موصول ہوتے ہیں۔ بہت سے حضرات ایک ہی خط اور ایک ہی لفافہ میں بہت سارے مسائل ایک ساتھ لکھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے جواب میں بہت زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے۔ گزارش ہے کہ خط لکھتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھا جائے۔

۱۔ ہر مسئلہ الگ کاغذ پر لکھیں۔

۲۔ ایک وقت میں صرف ایک مسئلہ لکھیں۔

۳۔ محفلِ مراقبہ میں دُعا کرانے کے لئے پورا نام، والدہ کا نام، مقام اور صرف ایک مقصد واضح طور پر لکھا جائے۔ دُعا کے علاوہ اس خط میں کچھ اور نہ لکھیں۔ دعا ہونے کے بعد نام رُوحانی ڈائجسٹ میں شائع کر دیئے جاتے ہیں۔

۴۔ جو حضرات و خواتین ٹیلی پیتھی سیکھ رہے ہیں یا انہیں ٹیلی پیتھی سیکھنے کا شوق ہے ان سے استدعا ہے کہ وہ پہلے جناب خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب کی کتاب "ٹیلی پیتھی سیکھئے" کا بغور مطالعہ کریں۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد انہیں از خود بہت سے سوالات کا جواب مل جائے گا اور ان کے ذہن میں یہ بات آجائے گی کہ ٹیلی پیتھی سیکھنے کا آسان طریقہ کیا ہے۔

۵۔ جو حضرات و خواتین ٹیلی پیتھی سیکھنا چاہتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ رُوحانی ڈائجسٹ میں شائع شدہ تفصیلات کے مطابق اپنے مکمل کوائف لکھ کر ارسال کریں۔ پتہ لکھا ہوا جوابی لفافہ بھیجنا ضروری ہے۔

— ادارہ —

Marfat.com
Marfat.com

ٹیلی پیتھی سیکھئے

ہم اس کالم میں "ٹیلی پیتھی" سیکھنے والے طلبا اور طالبات کی وکیفیات پیش کرتے ہیں جو ٹیلی پیتھی کی مشقوں کے نتیجے میں مرتب ہوتی ہیں جس طرح کسی بھی علم کو سیکھنے کے لئے استاد کی ضرورت پیش آتی ہے اور بغیر استاد کے کوئی طالبعلم اپنے علم میں مکمل نہیں ہوتا اسی طرح ماورائی علوم سیکھنے کے لئے بھی استاد کی ضرورت پیش آتی ہے اور یہ ضرورت اس لئے اور زیادہ اہمیت اختیار کرلیتی ہے - اگر اعتدال باقی نہ رہے تو دماغ کے اوپر اچھا اثر مرتب نہیں ہوتا - اس علم کے سیکھنے والے طلباء اور طالبات کو چاہیئے کہ ٹیلی پیتھی کی مشقیں شروع کرنے سے پہلے اپنے بارے میں پوری تفصیلا لکھ کر بھیجیں - ٹوکن برائے تفصیلا ٹیلی پیتھی روحانی ڈائجسٹ میں شائع کیا جارہا ہے -

راجہ انور آف ڈنڈوٹ

کھلی آنکھوں سے مراقبہ کے دوران گیند میں خود کو دیکھا - لیکن بعد میں گیند نے بڑھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ گیند آسمان سے چھونے لگا اور اس میں ساری دنیا بند نظر آئی - گیند میں بہت سے مکانات دیکھے، سڑکیں، ریل گاڑی ہوائی جہاز - خوبصورت برآمدے، پہاڑ، دریا، میدان یعنی سبھی کچھ دیکھا - لیکن بیک وقت نہیں بلکہ ایک ایک کر کے نظر آتے رہے - روضہ اقدس سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا پھر کوئی مزار دیکھا جسکی راہداری دور تک نظر آئی - ایک خوبصورت عمارت میں گیا جس کے برآمدے میں خوبصورت گملوں میں خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے - بحالت مراقبہ ایک لمبی راہداری میں چلتا رہا - یہاں تک کہ وہ ختم ہوگئی تو درختوں کے جھنڈ سے چاند طلوع ہوتے دیکھا - خوبصورت چھوٹے چھوٹے پھول دیکھے ہر چیز رنگ برنگی تھی یہاں تک کہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف رنگوں کے تھے - روضہ اقدس سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم یوں دیکھا جیسے چھوٹا سا ماڈل ہو - پھر سمندر ٹھاٹھیں مارتے دیکھا - جس سے سورج طلوع ہونے کا منظر بہت دلکش تھا - جس جگہ نظر جمی ہوئی تھی وہاں سے ایک دروازہ کھلا اس دروازے کے آگے مجھے ایک خوبصورت محل نظر آیا - جس کے دروازے پر ایک دربان یوں تن کر اور ساکت و جامد کھڑا تھا جیسے مجسمہ ہو پھر خوبصورت رنگ نظر آنے لگے ایک ندی میں خوب صورت صاف و شفاف پانی بہہ رہا تھا - مور کو ناچتے دیکھا پھر بہت سے گلاب کے پھول دیکھے - میری نظر ایک گلاب کے پھول پر جم کر رہ گئی - اس کی دلکشی اور جاذبیت مجھے اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی - پھر مختلف شہر اور دکانیں دیکھیں - ایک بہت بڑے درخت کے نیچے پتھر کی چار دیواری کے درمیان ایک قبر دیکھی درخت کی ٹہنیوں کے ساتھ رنگ برنگے کپڑے لٹکے ہوئے تھے -

بے اُستاد شاگرد -

ایم - آر - ابوظہبی -

Marfat.com
Marfat.com

دو سال قبل ارتکاز توجہ کی مشقیں شروع کی تھیں
نقطہ بینی تقریباً ۲ ماہ تک کی ہے سفید کاغذ پر کالی سیاہی
سے چاندی کے روپے کے برابر گول نشان بنا کر دیکھا کرتا تھا۔
کچھ دنوں کے بعد نقطہ روشن ہو گیا تھا۔ پھر میں نے نقطہ بڑھا
لیا۔ یہاں تک کہ گول نقطہ ایک فٹ کے برابر دیکھا کرتا تھا۔ یوں
سمجھیں ایک چھوٹا ٹی وی کی اسکرین تھی۔ نقطے میں مجھے بت
اور بدنما قسم کے کھنڈر نظر آتے تھے۔ پھر میں نے نقطہ کو
آدھا کر لیا جب آدھا فٹ گول کر لیا تو مجھے صرف اپنی شکل سے
ملتی جلتی تصویر نظر آنی شروع ہو گئی۔ پھر اور بھی کم کر لیا
تو مجھے بڑے بڑے بن مانس لڑتے ہوئے نظر آتے تھے کبھی
کبھی ایک چھوٹا سا بن مانس بھی نظر آتا تھا۔ ہاں ایک بات لکھنا
بھول گیا کہ جب ایک فٹ گول دائرے میں دیکھا کرتا تھا تو نظر
قائم نہیں ہوتی تھی۔ لہٰذا میں نے دائرے کے درمیان میں ایک
چھوٹا سا سفید دائرہ بنا لیا جو آخر تک دیکھتا رہا لیکن
نظر قائم نہیں ہوئی۔ اس مشق کے ساتھ تنفس نور کی مشق
بھی جاری رکھی اور خود بولی بھی کیا کرتا تھا کیونکہ بے استاد تھا
اس لئے کئی مشقیں شروع کر رکھی تھیں۔ تنفس نور کا مطلب
ہے کہ جب میں سانس اندر کھینچتا تھا تو یہ تصور ہوتا کہ ایک
روشنی کا شعلہ سانس کے ساتھ اندر جا رہا ہے اور جب
سانس روکتا تھا تو یہ تصور ہوتا تھا کہ مقام دل پر شعلہ
جگمگا رہا ہے ایک چکر تقریباً تین منٹ کا ہوا کرتا تھا اور
جب میں نے یہ مشق ترک کی تھی تو ایک وقت میں آدھا گھنٹہ
سانس کے چکر کرتا تھا۔ سانس کی مشق کرتے ہوئے ایسا لگتا
تھا کہ میری ایک ٹانگ غائب ہو گئی۔ کبھی لگتا تھا کہ میرا سر غائب
ہو گیا کبھی بازو کبھی پیٹ اور گلاب کے پھول کی خوشبو چلتے ہوئے
آتی تھی۔ ایسی ایسی جگہوں پر بھی خوشبو محسوس ہوئی
جہاں آس پاس کوئی دوکان نہیں ہوتی تھیں، نہ آدمی، یہ
کیفیت اب بھی کبھی کبھی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ بہت سخت
تجربہ ہوا رات کو سویا ہوا تھا کہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں جسم
سے باہر نکلنا چاہتا ہوں اچانک جسم کو کرنٹ لگنا شروع ہو گیا
اتنے جھٹکے لگے کہ جب میں جاگا تو میرا جسم بالکل موم کی طرح
ہو رہا تھا۔ جاگنے کے بعد بھی جھٹکے لگتے رہے۔ اس دوران
اتنی شہوت بھڑکتی تھی کہ پناہ ہی بھلی۔ غصہ اور غم اتنا
کہ انتہا ہو گیا سخت ذہنی کرب میں مبتلا رہا ہوں۔
خوابوں کا جو سلسلہ شروع ہوا اتنے ڈراونے خواب
نظر آنے لگے کہ جاگنے کے بعد بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے
مثلاً میں خواب دیکھتا کہ کوئی آدمی قتل کرنے کے لئے میرے پیچھے
ہے میں اتنا بھاگتا ہوں کہ تھک کر چور ہو جاتا ہوں یا دیکھتا
کہ میں کسی قتل کے جرم میں کال کوٹھڑی میں بند ہوں کبھی دیکھتا
کہ بہت ڈراونی شکل کا آدمی مجھے کھانے آ رہا ہے۔
سات ماہ کے بعد میں نے آئینہ بینی شروع کی آئینے
میں بائیں آنکھ کی پتلی کو توجہ سے دیکھتا۔ آئینہ بینی
شروع کرنے کے بعد نظر میں ٹھہراؤ پیدا ہو گیا لیکن بعد
میں روشنی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آنکھوں سے اتنی
روشنی خارج ہونی شروع ہو گئی کہ میرا پورا وجود آئینے
میں غائب ہو جاتا۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ کسی بھی آدمی کو
آدھے منٹ تک دیکھنے سے اس کا نورانی حلیہ نظر آنا
شروع ہو گیا یعنی تھوڑی دیر تک آدمی کو دیکھتا اور اس کے
بعد خلا میں یا دیوار پر دیکھتا تو نورانی حلیہ نظر آتا تھا۔
اور کبھی مشق کرتے ہوئے ہلکی سی آہٹ ہو جائے تو
آنکھوں سے زبردست شعلہ نکلتا تھا۔ اس مشق میں بھی
مزاحمتیں جاری رہیں۔ اور شدید غم و غصے کی کیفیت
برابر رہی آخر میں نے دو ماہ بعد یہ مشق بھی ترک کر دی اور
دوسری مشق بھی ترک کر دی یعنی سانس کی مشق اور خود نویسی
بھی اور ہاں میں رات کو سلف ہپناٹزم بھی کیا کرتا تھا۔
سلف ہپناٹزم کی تفصیلات سے قبل کچھ خوابوں کی
تفصیل ضروری ہے خوابوں میں مجھے چڑیل نظر آنی شروع
ہو گئی۔ کیونکہ میں دیہات میں پیدا ہوا تھا اور دیہاتوں کے

Marfat.com
Marfat.com

قصے کہانیاں ذہن میں چپکے ہوئے تھے انہوں نے خوابوں کی شکل اختیار کر لی جب مجھے خواب میں چڑیل نظر آتی تو میری سانس رُک جاتی اور میں خواب میں بہت گھبراتا سانس لینے کی کوشش کرتا مگر بے سود، کبھی کلمہ پڑھنے کی کوشش کرتا لیکن بے سود آخر چڑیل آنی بند ہو گئی اور خوف بھی کسی قدر کم ہوا۔ آپ یقین کریں میں جس گھر میں رہتا ہوں رات کو وہاں اکیلا نہیں سو سکتا تھا اتنا خوف طاری ہوتا تھا کہ پناہ خدا۔

لیٹ کر میں تصور کرتا تھا کہ میرا جسم ہلکا ہو رہا ہے اور میری ٹانگیں اکڑ رہی ہیں میرے پاؤں کے انگوٹھے سے ہلکی ہلکی تنومی لہریں داخل ہو کر پنڈلیوں کی طرف بڑھ رہی ہیں میرا جسم اکڑ رہا ہے تو یہی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اس دوران قوت حیات بھرپور مظاہرے کرتی تھی لیکن اس مشق سے ایک خاص خوبی اور ایک تکلیف پیدا ہو گئی خوبی یہ ہے کہ میرے بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے مقناطیسی لہریں نکلنی شروع ہو گئیں جو کہ سوئی کو پکڑتی تھیں جیسا میں نے تجربہ کر کے دیکھا اور تکلیف یہ ہوئی کہ میرے جسم کے بائیں حصے میں جلن شروع ہو گئی پنڈلی پاؤں بلکہ اوپر سر تک بازو سمیت جلن رہنی شروع ہو گئی۔ پھر دن کے وقت مجھ پر استغراق طاری ہونا شروع ہو گیا۔ مجھے عجیب عجیب ڈراؤنی شکلیں نظر آتی تھیں کبھی کبھی کوئی پری جمال چہرہ بھی نظر آتا تھا کبھی بڑی بڑی بلڈنگ، کبھی جنگل کبھی چاند کبھی سورج اور کبھی خود شمع نظر آتی تھی یعنی کبھی جونہی آنکھیں بند کیں استغراق طاری ہو گیا۔ میری آنکھوں کے گرد گڑھے پڑ گئے تھے اور آنکھیں غار معلوم ہوتی تھیں ان مشقوں سے میری صحت کو بالکل برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

یہ ساری روئداد لکھ کر آپ سے درخواست ہے کہ آپ میری رہنمائی فرمائیں اور مجھے استاذے کو تکالیف سے نجات دلائیں میں آپ کی سرپرستی میں یہ علم سیکھنا چاہتا ہوں۔

★ ٹوکن تفصیلات "ٹیلی پیتھی سیکھئے" کی خانہ پری کر کے بھیج دیں۔ اور فی الوقت تمام مشقیں ترک کر کے صرف اس بات کا مراقبہ کریں کہ "مجھے اللہ دیکھ رہا ہے"۔

شاہد علی۔ اسلام آباد۔

صبح سانس کی مشق کی اور رات کو بھی سانس کی مشق کی اس کے بعد مراقبہ کیا سانس کی مشق میں کافی دقت پیش آئی مراقبہ آدھ گھنٹے کرنے کی کوشش کی مگر جب آنکھ کھول کر دیکھا تو صرف پندرہ منٹ ہی گزرے تھے۔ مٹھاس بالکل بند کر دی ہے۔

★ آپ نے مٹھاس کس کی ہدایت پر کیا ہے۔ جب تک نگران ٹیلی پیتھی کوئی ہدایت نہ دے اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہ کریں۔

اصغر علی۔ لاہور۔

بعد عزت و احترام آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی جسارت کر رہا ہوں ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں حل فرما دیجئے۔ بات میں آج کے واقعہ کے حوالہ سے شروع کرتا ہوں۔ آج شام تقریباً سات بجے میں اپنے دوست کے فلیٹ پر مطالعہ کی خاطر گیا ہوا تھا اس فلیٹ میں میرے اور اس کے سوا کوئی نہیں تھا اس کو ہم نے مطالعہ کے لئے کرایہ پر لے رکھا ہے ہوا یوں کہ میرا دوست کسی کام سے وہاں سے چلا گیا میں نے باہر کے دروازے کی کنڈی لگائی اور کمرے کا دروازہ بھی بند کر کے پڑھنے بیٹھ گیا۔ میں تقریباً ایک گھنٹہ تک مطالعہ کرتا رہا۔ دوران مطالعہ مجھے محسوس ہوا کہ کمرے میں میرے علاوہ کوئی غیر مادی اور نادیدہ چیز موجود ہے چنانچہ میں نے کتاب سے نظر ہٹائی اور ذہنی طور پر اس سے باتیں کرنے لگا آپ کون ہیں؟ اور میرے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں۔ آپ میرا پیچھا چھوڑ دیں۔ یا آپ مجھے اپنی اصل حقیقت سے باخبر

Marfat.com
Marfat.com

کریں کہ فی الواقع آپ کیا ہیں۔ میرا مثالی جسم ہیں۔ یا آپ کوئی جن یا آسیب ہیں۔ میری ان تمام باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔

میں مسلسل اصرار کرتا رہا۔ ذہنی طور پر آپ مجھے اپنی اصل حقیقت سے باخبر کریں۔ پورے فلیٹ میں صرف اوپر والی منزل پر میں ہی تھا باقی سارا فلیٹ سنسان تھا اور صرف میرے کمرے میں دو سو واٹ کا بلب تھا برآمدے میں سے تھوڑی بہت روشنی آتی تھی اور نیچے سیڑھیوں میں بھی تقریباً اندھیرا تھا اس سارے عمل اور وقتاً اپنی مطالعہ اور ذہنی گفتگو کے دوران مجھے قطعاً کوئی خوف محسوس نہ ہوا۔ اسی دوران مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی اور میں نے باہر آکر پیشاب کیا۔ پیشاب کے دوران میں نے دیکھا سامنے ایک وجود کھڑا ہے یہ احساس اتنا گہرا اور بھرپور تھا کہ میرا پورا وجود دہشت سے کانپ گیا اور میرا دل چاہا کہ فوراً سب کچھ چھوڑ کر وہاں سے بھاگ جاؤ۔ لیکن مجھے اپنی ٹانگیں نہایت وزنی محسوس ہوئیں۔ میرا دل نہایت تیزی کے ساتھ دھڑک رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی مجھے کچھ ہو جائے گا۔ میں نے دس پندرہ منٹ اپنے حواس کو یکجا کیا اور نہایت خوف اور دہشت کے عالم میں کمرے کی بتی بجھائی اور باہر تالا لگا کر بڑی احتیاط سے سیڑھیاں طے کرتا ہوا نیچے اترا۔ فلیٹ سے گھر تک فاصلہ تقریباً سوا میل کے قریب ہے جو میں نے خوف کے عالم میں طے کیا۔ جہاں روشنی ہوتی میرا خوف ختم ہو جاتا جہاں اندھیرا ہوتا مجھے اپنے پاس سے سائے چلتے ہوئے محسوس ہوا۔ گھر آنے اور گھر کے افراد سے ملنے تک یہ خوف رفع ہو گیا۔

پہلے پہل میں مراقبہ مکمل اندھیرے میں کیا کرتا تھا ایک دن مجھے محسوس ہوا کہ چند گز اوپر ایک سایہ نہایت غصّے کی صورت بنائے ہوئے ہے میں نہایت یکسوئی کے ساتھ مراقبے میں مصروف رہا۔ پھر مجھے محسوس ہوا کہ وہ سایہ میرے کمرے میں آگیا ہے۔ اس اثنا میں ہوا سے یا کسی اور وجہ سے کمرے میں ایک کاغذ اور ایک اور چیز گری۔ چونکہ مجھے پہلے ہی اپنے پاس کوئی غیر مرئی وجود بیٹھا محسوس ہو رہا تھا اور خوف سے بیٹھا ہوا تھا۔ لہذا اس بات سے تو میں ایک دم خوف زدہ ہو گیا۔

یہ ساری روئیداد لکھ کر پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کیا میں آپ کے ٹیلی پیتھی کے اسکول میں داخل ہو کر ٹیلی پیتھی کی مشقیں کر سکتا ہوں۔ اگر میں ٹیلی پیتھی کی مشقیں کر سکتا ہوں۔ از راہ کرم مجھے اجازت دیدیں۔

★ آپ ٹیلی پیتھی کی مشقیں نہ کریں آپ مراقبہ کر سکتے ہیں مراقبے کے ساتھ ساتھ غذاؤں میں یہ احتیاط برتیں کہ میٹھی چیزیں زیادہ کھائیں اور نمکین کم سے کم استعمال کریں۔

نزاکت علی۔ کراچی

★ دریائے نور کا تصور شروع میں قائم نہیں ہو سکا مگر تھوڑی دیر کے بعد میرے عزیز کا لڑکا جو موٹا ہے ہنستا ہوا نظر آیا جس سے مجھے ڈر محسوس ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد دائیں آنکھ سے نورانی پانی گول چکر (دائرے) کی شکل میں نکلنے لگا اور چند منٹ کے بعد الٹی آنکھ کے سامنے بھی یہ ہی نظر آنے لگا۔ پھر سر سے گول دائرے کی طرح روشنی نکلنے لگی اور ہر چیز نورانی نظر آنے لگی۔

★ سانس کی مشق کے بعد نور کا تصور کیا۔ تصور قائم ہوا مگر جب اسے دیکھتا ہوں تو اس سے روشنی آتی ہے جو میری آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے جس سے نورانی تصور غائب ہو جاتا ہے۔

★ روشنی آکے آنکھوں کے سامنے گھر گئی اس کے بعد ایک بزرگ آسمان سے قالین پر آئے۔ مجھ سے دریافت کیا۔ کیا چاہتا ہے۔ میں نے کہا۔ میں ٹیلی پیتھی سیکھنا

Marfat.com

چاہتا ہوں، انہوں نے کہا۔ جا سیکھ جائے گا۔ پھر میں دریائے نور میں کھڑا ہو گیا نور کے دریا سے ایک کالا سانپ نکل کر میری طرف آیا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا۔ مگر اس کی پھنکار سے آنکھیں جاتی رہیں مگر دوسرے ہی لمحے آنکھوں سے نورانی روشنی نکلنے لگی۔ پھر عظیمی صاحب نظر آئے۔ میں نے اُن سے بزرگ کا قصہ بیان کیا انہوں نے کہا مبارک ہو۔ آپ نے رسول اللہ کی زیارت کی ہے۔

★ خیال آیا کہ میں تو آسمان پر تھا نیچے کیسے آ گیا اور پھر آسمان پر چلا گیا پھر روشنی ہی روشنی دکھائی دی اور بہتا ہوا دریا دکھائی دیا۔ آسمان پر میرے مرحوم رشتہ دار نظر آئے۔

★ تمام کائنات نور میں ڈوبی ہوئی نظر آئی مگر ایک خاص بات یہ کہ میرے حلق سے آنے والی نالی سے کوئی ٹھنڈی شئے گرتی ہوئی محسوس ہوئی اور پورا حلق ٹھنڈا ہو گیا جو بھی منظر دکھائی دیتا ہے بہت صاف نظر آتا ہے نماز کا منظر آیا مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ نماز آسمان پر ادا ہو رہی ہے یا زمین پر۔ ایک خاص بات ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ اس وقت ۱۱ بجکر ۱۲ منٹ ہوئے ہیں آنکھ کھول کر گھڑی دیکھی یہ ہی وقت ہو رہا تھا

★ ایک نئے خیال نے جگہ لی کہ میں تمام آدمی نہیں ہوں بلکہ پرستان کا رہنے والا ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی میں دوسرے لمحے پرستان پہنچا تھا جہاں پریوں اور خیالی دیو کو سیر کرتے دیکھا۔ اس کے بعد پرانے خیالوں میں گم ہو گیا مشق کرتے ہوئے کوئی بیس منٹ کے بعد میرا سر زبردستی سیدھی طرف مڑنے لگا اور چند سیکنڈ بعد سامنے صحیح حالت میں آ گیا۔

علاؤالدین۔

میں ٹیلی پیتھی کی مشق شروع کی۔ مشق کی ردعمل سے قبل چند باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے اپریل کے ماہ میں آپ کی اجازت سے ٹیلی پیتھی شروع کی۔ مگر مشق شروع کئے ہوئے ابھی زیادہ سے زیادہ ۸ روز ہوئے ہوں گے کہ میری طبیعت خراب ہو گئی جب بھی مشق شروع کی تو مجھے شدید نزلہ اور کھانسی ہو گئی۔ اور بخار بھی ہو جاتا تھا نیز سر میں پچھلی جانب (دماغ) میں شدید درد اور تناؤ محسوس ہوتا۔ اور طبیعت بوجھل بوجھل ہو جاتی ہے کسی کام میں دل نہیں لگتا اور نیند کی سی کیفیت طاری رہتی ہے اور جب سونے کو لیٹتا ہوں تو نیند نہیں آتی۔

اگر نزلہ اور بخار یا سر میں درد نہ ہو تو کھانسی ہو جاتی ہے۔ جس میں سبز رنگ کا بلغم آتا ہے اور اس قدر شدت کے ساتھ کہ اگر میں جھک کر کوئی چیز بھی اٹھاؤں یا ذرا بھی بائیں کروٹ سے لیٹوں تو بلغم اور کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔

میں نے یہ سوچ کر مشق شروع کر دی کہ خواہ کچھ بھی اب مشق درمیان میں نہیں چھوڑوں گا۔

۲۱ رمضان کو سانس کی مشق کے بعد میں نور کے سمندر کا تصور کر کے لیٹ گیا۔ دیکھا کہ ایک بے حد خوبصورت اور دلکش باغ ہے جس میں ایک انتہائی خوبصورت سبز پودا لگا ہے اور دیکھنے سے احساس ہوتا ہے کہ وہ موتیوں کا ہے اور وہ موتی اس ترتیب سے ہیں کہ ان کو دیکھ کر قرآن کریم کی اس آیت۔

" فبأی الاء ربکما تکذبٰن " لکھا ہے یہ خواب تقریباً دس منٹ سے زیادہ رہا۔

★ ایک کالی بلی کو دیکھا جس کی آنکھیں بے حد

Marfat.com
Marfat.com

خوبصورت ہیں لیکن تقریباً ۴ منٹ بعد اس بلّی کی پیشانی پہ ایک آنکھ اور نمودار ہوئی جو ان دونوں کے درمیان تھی اور یہی خوفناک شکل اختیار کر گئی جسکی وجہ سے میں ڈر گیا۔

آپ کی کتاب "ٹیلی پیتھی سیکھیے" کا مطالعہ کرنے کے بعد میں تصور کر کے لیٹ گیا کہ آج بابا قلندر کا دیدار کروں گا۔ کچھ دیر کے بعد ایک باغ کا تصور قائم ہوا جس میں کوئی اور شخص میرے سوا موجود نہ تھا میں باغ میں کھڑا سوچ رہا تھا کہ کہا جاؤں اتنے میں ایک بزرگ جن کی چھوٹی سفید داڑھی تھی اور ایک تہبند سفید رنگ کا باندھ رکھا ہے اور اسی جیسے دوسرے تہبند سے اپنا بدن ڈھانپ رکھا تھا سامنے آگئے میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے ایک تھپڑ میرے منہ میں مارا اور مجھے دھکا دیا۔ کچھ یہ محسوس ہوا جیسے کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر رہا ہوں اور اس کے بعد میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا اس کے بعد سے ایک ماہ تک مجھے کوئی بھی خواب وغیرہ نظر نہیں آیا۔

★ پہلے نزلہ کا علاج کر لیجئے اس کے بعد باقاعدہ اجازت لے کر ٹیلی پیتھی کی مشق شروع کریں سفید ڈاڑھی والا بزرگ دراصل آپ کے اندر بہت پرانے نزلہ کا تمثّل ہے۔ جب آپ مشق کرتے ہیں تو نزلہ کی وجہ سے دماغ کے اوپر دباؤ پڑتا ہے۔ یہ دباؤ آپ نے تھپڑ کی شکل میں دیکھا ہے۔

محمد طارق۔ ضلع گوجرانوالہ

سانس کی مشق کے بعد مراقبہ شروع کیا۔ مراقبہ میں نور کی ایک چھوٹی سی لکیر نظر آئی جو کہ پھیل کر نور کا دریا بن گئی اور اس میں ہر چیز ڈوب گئی میں نے نور میں ایک سیاہ دھبہ دیکھا جوں جوں میں اس دھبے کے نزدیک جاتا وہ روشن ہوتا جاتا حتیٰ کہ میری آنکھیں چندھیا گئیں پھر اس روشن دائرے میں سے جو کہ سورج کی طرح گول تھا تین بزرگ اترے اور انہوں نے مجھے میری کامیابی کا مژدہ سنایا اس کے بعد وہ بزرگ اسی دائرے میں چلے گئے اور اچانک میں ایک جھٹکے سے اس دائرے کے پاس سے دور جا گرا۔

سانس کی مشق کے بعد مراقبہ نور میں اور ساری دنیا نور کے دریا میں ڈوب گئی پھر میں ایک ستارے کے نیچے جاتا ہوں پھر میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ میں ایک جالی کے پاس کھڑا ہوا ہوں تو میں عشق رسول میں جالی کو چوم رہا ہوں اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اتنے میں کوئی کہتا ہے کہ حضورؐ کی قبر مبارک تو دوسری طرف ہے میں جذبات میں وہاں جاتا ہوں تو وہاں دوسرا منظر دیکھتا ہوں کہ حضورؐ تشریف فرما ہیں۔ چہرے پر نور ہی نور ہے اور اپنی قبر مبارک کے اوپر لیٹے ہوئے ہیں مجھکو دیکھ کر مسکراتے ہیں اور دونوں ہاتھ میری طرف پھیلا دیتے ہیں میں ڈرتے ہوئے کہ میں بہت گنہ گار ہوں جذبات میں روتا ہوا آپ کی طرف جاتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پہ دو مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے ہیں بہت سے لوگ آپؐ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں وہ میری طرف دیکھتے ہیں پھر دوسرا منظر میں سوچتا ہوں کہ یہ حضورؐ نہیں ہیں بلکہ میرے تایا رشید ہیں جن کا انتقال ہو چکا ہے تو حضورؐ ناراض ہوتے ہیں پھر دیکھا کہ حضورؐ کے نزدیک بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا ہوں۔ آپ میرے سر کو چومتے ہیں تو میں بہت خوش ہوتا ہوں۔ آخر میں آپؐ میرے منہ کا بوسہ لیتے ہیں تو میں بیدار ہو جاتا ہوں

Marfat.com
Marfat.com

ٹیلی پیتھی سیکھئے

ہر انسان کے اندر دو دماغ کام کرتے ہیں ایک دماغ دنیاوی معاملات میں کام کرتا ہے۔ دوسرا دماغ ہمارے اندر۔ باطنی وجود سے متعلق ایک کمپیوٹر (COMPUTER) ہے۔ اس دماغ میں دو کھرب سے زیادہ آلات نصب ہیں۔ جب ہم اس کمپیوٹر کو چلانا سیکھ لیتے ہیں تو ہماری نظر کھل جاتی ہے اور ہم خلاء سے اُس پار کائنات کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ دور دراز فاصلوں پر۔ اپنے پیاروں، دوستوں اور عزیزوں تک پیغام پہنچا سکتے ہیں اس ماورائی دماغ (COMPUTER) کے ذریعہ انسان کے اندر خفیہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں جن سے مصائب، مشکلات، پریشان حالی، درماندگی شادی میں تاخیر اور بے روزگاری جیسے مہیب مسائل سے نجات مل جاتی ہے۔

ٹیلی پیتھی سیکھئے:۔ یہ کتاب روحانی، سائنسی، برقی اور مقناطیسی (ELECTRO MAGNETIC) تجربات اور فارمولوں کی ایک دستاویز ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ہر ہفتے جمعہ کے روز بعد نماز مغرب کراچی، حیدرآباد، لاہور، راولپنڈی اور پشاور میں محفلِ مراقبہ منعقد ہوتی ہے۔ پتے حسب ذیل ہیں:

حیدرآباد : مراقبہ ہال۔ اے ۴۴ لطیف آباد نمبر ۹ حیدرآباد

لاہور : مراقبہ ہال۔ ۱۵۸۔اے مین بازار، مزنگ چونگی، لاہور۔

راولپنڈی : مراقبہ ہال۔ قاضی مارکیٹ، مریڑ حسن، راولپنڈی۔

پشاور : مراقبہ ہال۔ اندرون ڈیگری بازار، محلہ نو، پشاور۔

کراچی : 1-D-1/7 ناظم آباد ۱ نزد مسجد قدسیہ۔

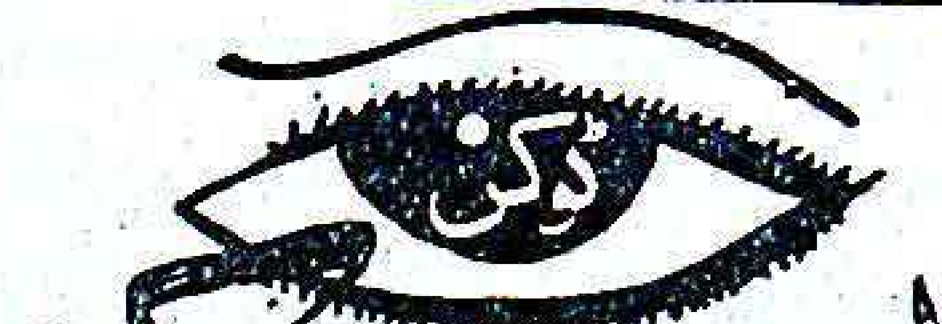

ٹیلی پیتھی سیکھئے

ٹیلی پیتھی اور دوسرے ماورائی علوم بغیر کسی فیس کے سکھائے جاتے ہیں نگران ٹیلی پیتھی کو مندرجہ ذیل معلومات فراہم کیجئے

پورا نام ______ والدہ کا نام ______ عمر ____ وزن ____ تعلیم ____

۲۴ گھنٹے میں نیند کا وقفہ کتنا ہے؟ ______ آپ کو یا آپ کے خاندان میں کسی کو کوئی دماغی بیماری تو لاحق نہیں ہوئی ______ کھانوں میں مٹھاس سے رغبت ہے یا نمکین چیزیں پسند ہیں ______

روحانی ڈائجسٹ میں نام اور پتہ شائع ہونا ضروری نہیں ہے۔ جوابی لفافوں کے ساتھ خطوط اس پتہ پر لکھے جائیں :۔

نگرانِ ٹیلی پیتھی اسکول۔ معرفت روحانی ڈائجسٹ۔ ۱۔کے۔ ۱۳۔ ناظم آباد۔ کراچی نمبر ۱۸

Marfat.com

Marfat.com

عبدالرحمٰن،

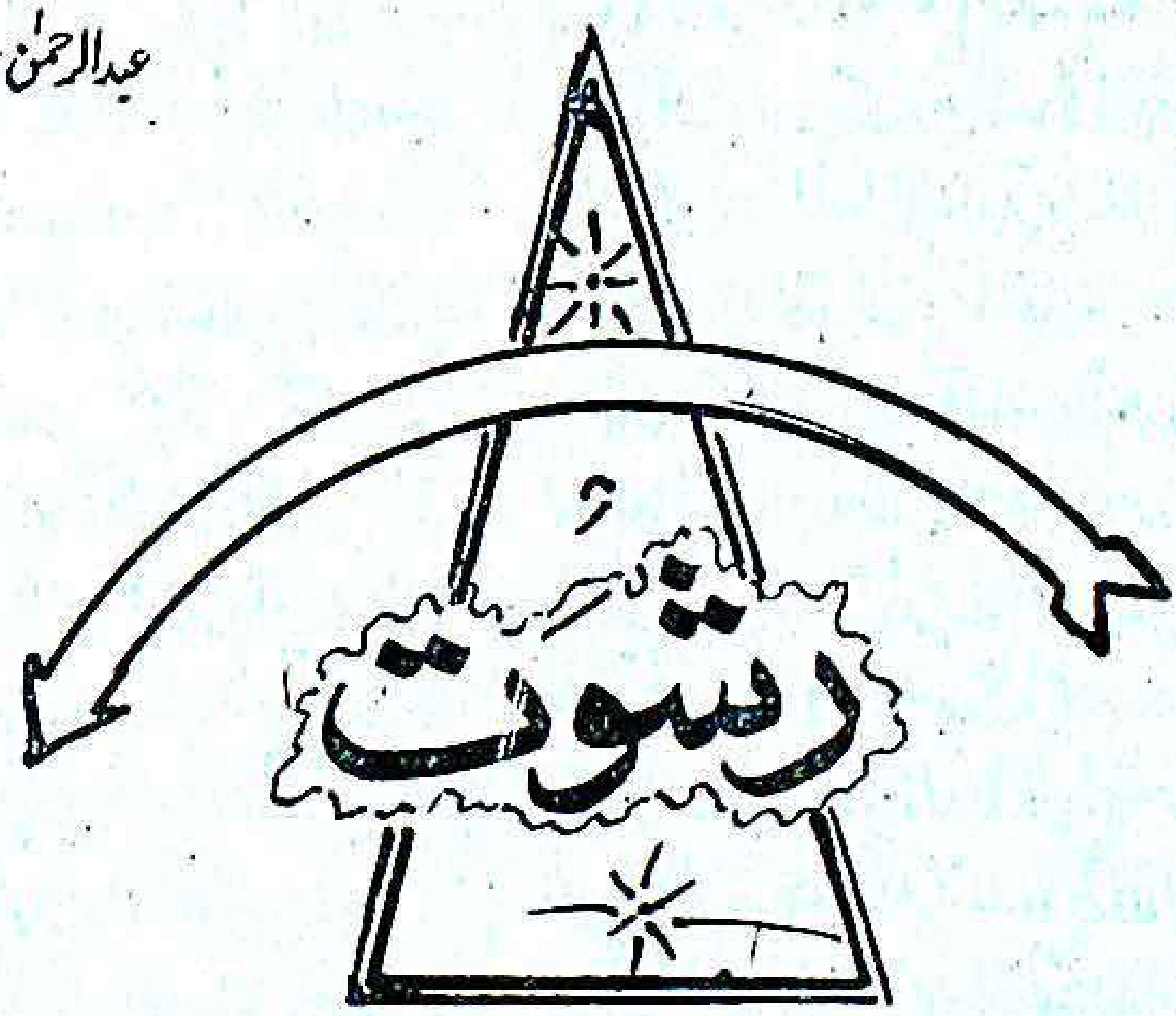

احمد صاحب میرے اچھے دوستوں میں سے ہیں وہ اکثر اتوار کی چھٹیوں میں میرے یہاں آجایا کرتے تھے۔ کچھ حالات حاضرہ پر تبصرہ ہوتا۔ کچھ پرانی یادیں تازہ کی جاتیں اور آخرکار دوپہر کے کھانے کے بعد وہ اپنے گھر چلے جایا کرتے تھے۔ اس روز بھی وہ حسب معمول میرے یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے بچپن کے لکھنؤ کے واقعات سنا رہے تھے۔ باتوں باتوں میں بولے۔

"یار! ابھی کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے جو تمہیں سناتا ہوں۔ بڑا دلچسپ اور سبق آموز بھی ہے۔"

"ضرور ضرور۔ مجھے آپ کی باتیں اور واقعات سننے میں بڑا لطف آتا ہے۔" میں نے پُراشتیاق لہجے میں کہا۔

"یہ جہاں اپنے یہاں (میرپورخاص میں) ماڈل کالج قائم ہے نا۔" احمد صاحب بولے۔

"جی ہاں! یہی والا نا جو کہ عمرکوٹ روڈ پر فردوس سینما کے سامنے ہے۔" میں نے تائید کی۔

"ہاں یہی! تو اب سے کچھ عرصہ پہلے یہاں ایک قبرستان تھا۔" احمد صاحب بولے۔

"جی ہاں! تھا تو سہی تو پھر کیا ہوا؟" میں نے پوچھا

وہ بولے۔

"ایک روز مغرب کے وقت گھر جانے کے لئے میں اُس قبرستان میں سے گزر رہا تھا۔ قبرستان کے گرد و نواح میں تو بتیاں جل چکی تھیں لیکن وہاں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر آگے آگے ایک شخص اور بھی وہاں سے گزر رہا تھا۔ پھر وہ پوسٹ آفس کی سمت مڑ کر ایک پرانی سی قبر میں گھسنے لگا۔ شاید اُسے معلوم نہیں تھا کہ کوئی اور شخص بھی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے اسے قبر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر مجھے کچھ تشویش ہوئی کہ یہ شخص ہے کون اور قبر میں کیوں گھسا ہے؟ کیا وہ وہاں کوئی جاسوسی کرتا ہے یا کوئی نشہ یا جوا وغیرہ کھیلتا ہے؟ کیا قبر میں کوئی اور بھی ہے اور نہ معلوم کیسے کیسے خیالات ذہن میں امڈے چلے آ رہے تھے۔ انہی خیالوں میں کھویا ہوا میں بھی اس قبر تک کے قریب پہنچ گیا۔ قبر کے

Marfat.com

سرہانے کی طرف سے اس کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا اور قبر میں اندھیرا سا تھا ۔ میں چند ثانیئے وہاں کھڑا ہوا سوچتا رہا کہ میں اُس اجنبی کو آواز دوں یا نہ دوں ۔ اگر آواز دوں اور وہ کوئی مشکوک آدمی ہوا اور اس نے جواب میں کوئی ایسی حرکت کی کہ مجھے اس سے نقصان پہنچے تو کیا ہوگا ۔ پھر میں نے قبرستان میں چاروں طرف دیکھا کہ کوئی اس کا ساتھی وغیرہ تو نہیں ہے جب مجھے بالکل اطمینان ہوگیا کہ وہاں قبر کے باہر میرے سوا اور کوئی نہیں ہے تو ہمت کر کے میں نے اس اجنبی کو آواز دی ۔

" ارے ! بھائی تم کون ہو اور اس قبر میں کیوں گھسے ہو ؟ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ میں نے اسے پھر آواز دی ۔

ارے بھائی ! تم کون ہو اور اس وقت اس اندھیری قبر میں کیا کر رہے ہو ؟ کچھ تو جواب دو ۔ میرے اتنا کہنے پر قبر کے اندر سے آواز آئی ۔ "

" ارے بابا ! جا اپنا کام کر ۔ مجھے تنگ نہ کر "

میں نے کہا

" نہیں بابا ! میں تمہیں تنگ نہیں کر رہا ہوں ۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ کون ہیں اور اس قبر میں کیا کر رہے ہیں ؟ اگر آپ کو کوئی دکھ ، تکلیف ہے تو بتایئے شاید میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں ۔ ویسے میں سید زادہ ہوں اور آپ کے لئے دُعا کر سکتا ہوں "

میرے اتنا کہنے پر وہ قبر میں سے باہر نکل آیا ۔ جونہی وہ باہر آیا اس کے جسم سے ایک عجیب سی قسم کی بدبو کا بھبکا میری طرف آیا ۔ میں سمجھا کہ اس کے میلے کپڑوں میں سے بدبو آرہی ہو لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ وہ اس کے میلے کپڑوں کی بدبو نہیں تھی بلکہ وہ ایک عجیب ہی قسم کی بدبو تھی جسے میں نے اس سے قبل نہیں محسوس کیا تھا میں نے دیکھا کہ اس اجنبی نے شلوار اور قمیض پہنی ہوئی تھی ۔ گو کہ وہ سفید رنگ کے تھے لیکن اتنے میلے تھے کہ باورچی خانے کی صافی دکھائی دیتے تھے ۔ اس کے سر پر ایک بڑا سا رومال بندھا ہوا تھا جو کچھ اس طرح سے تھا کہ اس کی گردن ، ماتھا اور ٹھوڑی وغیرہ اس سے ڈھکے ہوئے تھے ۔ صرف اس کی آنکھیں ، ناک اور منہ کھلا ہوا تھا ۔ اسی طرح اس کے ہاتھوں اور پیروں پر بھی پٹیاں لپٹی ہوئی تھیں جو بہت میلی ہوگئی تھیں ۔ پہلے تو اس اجنبی نے مجھے غور سے دیکھا کہ میں نے اس سے جو کچھ کہا تھا وہ اس پر یقین کرے یا نہ کرے ۔ پھر اِدھر اُدھر نظریں گھما کر دیکھا ۔ شاید وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں کوئی اور آدمی تو نہیں ہے جو اسے چھپ کر دیکھ رہا ہو ۔ جب وہ بالکل مطمئن ہوگیا تو اس نے مجھ سے پوچھا ۔

" آپ کون ہیں اور کیا کرتے ہیں ؟ آپ کا خفیہ پولیس سے تو تعلق نہیں ہے ؟ میں چونکہ سول ڈریس میں تھا (شلوار اور قمیض زیب تن تھے ۔ پیروں میں چپل تھی لیکن سر ننگا تھا) لہٰذا میں نے اُسے جواب دیا ۔

" نہیں بھائی ! میں خفیہ پولیس کا آدمی نہیں ہوں بلکہ میں تو محکمہ تعلیم میں آفیسر ہوں اور میرا نام احمد ہے آپ اطمینان رکھیں مجھ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا "

" اچھا ! اچھا " اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا ۔

پھر وہ کھڑا نہ رہ سکا بلکہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا اور بولا ۔

" احمد صاحب ! میں کوڑھ کا مریض ہوں اور آپ جو یہ بدبو محسوس کر رہے ہیں یہ اسی مرض کی بدبو ہے اور میرے لئے اب اس دنیا میں سوائے اس قبر کے اور

Marfat.com
Marfat.com

کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔"

"کیوں؟ کیوں؟ کیا آپ کا اپنا کوئی گھر نہیں ہے جہاں آپ آرام سے رہ سکیں اور اپنا علاج بھی کروائیں" میں نے رومال اپنی ناک پر رکھتے ہوئے تجسس سے پوچھا۔

اس نے جواب دیا۔

"خدا کا دیا سب کچھ ہے۔ لیکن میں خود اسے استعمال نہیں کر سکتا۔ میری زندگی عجیب مرحلے میں ہے نہ مرتا ہوں اور نہ ٹھیک ہوتا ہوں۔ میں آپ کو اپنا نام نہیں بتاؤں گا لیکن آپ کو اپنے حالات سے آگاہ کر رہا ہوں میں نے دس سال تک ایک اعلیٰ افیسر کے فرائض انجام دئیے۔ میں نے اپنے عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بے انتہا رشوت لی اور بہت روپیہ کمایا۔ دنیا کی کوئی ایسی خواہش باقی نہ رہی جو میں نے پوری نہ کی ہو۔ دنیا کا کوئی ایسا عیب باقی ہی نہ رہا۔ جو میں نے نہ کیا ہو۔ رشوت کے پیسے سے میں نے بہت عمدہ قسم کا ائیرکنڈیشنڈ بنگلہ بنوایا۔ ایک چھوڑ دو دو کاریں تھیں۔ ایک اپنے لئے اور دوسری فیملی کے لئے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلینڈ تک بھجوایا، لیکن افسوس! کہ وہ سب کچھ میری بیوی، بچے اور جائیداد وغیرہ میرے لئے وبال جان بن گئے اور آج میں اپنی اُس گناہ آلود زندگی کے بقیہ دن اس قبر میں گزار رہا ہوں اور اپنی موت کا انتظار کر رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ میں نے مزید پوچھا "لیکن یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ آپ نے اس کی تفصیل نہیں بتائی"

"احمد صاحب کیا کریں گے سن کے؟" اس کے گلے سے نہایت افسردہ اور دھی ہوئی آواز نکلی۔

"ارے! بھائی میں کسی سے کہوں گا نہیں۔ جہاں آپ نے اتنا بتایا ہے باقی حالات بھی بتا دیجئے تاکہ میں بھی اس بات سے سبق سیکھ سکوں"، میں نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔ اس نے پھر کہنا شروع کیا۔

"آج سے دو ڈھائی سال پہلے میرے ہاتھوں اور پیروں میں کوڑھ کا مرض شروع ہوا۔ میں نے پہلے تو اس کا سرکاری ہسپتال میں علاج کروایا۔ جب وہاں سے فائدہ نہیں ہوا اور مرض بڑھتا گیا تو پرائیویٹ طور پر علاج کروایا لیکن مرض میں کمی کی بجائے زیادتی ہی ہوتی گئی۔ آخر کار مجھے اپنے محکمے سے لمبی رخصت لینی پڑی اور پھر میں گھر پر ہی رہنے لگا مرض اتنا بڑھتا گیا کہ میرا سارا جسم اس مرض میں گلنے لگا۔ جسم میں سے جگہ جگہ سے پیپ اور خون بہنے لگا ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں سڑ گئیں اور ان میں سے بھی پیپ بہنے لگی۔ میرے جسم سے ناقابل برداشت بدبو آنے لگی۔ میں اپنے گھر کے جس کمرے میں رہتا تھا اس میں سب نے آنا چھوڑ دیا تھا سوائے میری بیوی کے وہ بھی کھانا اور پانی لانے کے لئے کمرے کے دروازے تک آتی تھی۔ اس کی ناک پر کپڑا رکھا ہوتا تھا۔ وہ کھانا اور پانی زمین پر رکھ کر ہی چلی جاتی تھی۔ میں اب پلنگ کی بجائے زمین پر دری بچھا کر لیٹا رہتا تھا باہر گئے ہوئے کئی مہینے ہو گئے تھے۔ ابتدا میں تو میرے محکمہ کے لوگ اور میرے دوست واحباب اور رشتہ دار میری مزاج پرسی کو آتے رہے لیکن پھر آہستہ آہستہ سب نے آنا جانا چھوڑ دیا تھا۔

میرے وہ جوان بیٹے اور بیٹیاں جنکو میں نے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اور اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن تک بھجوایا تھا کہنے لگے کہ اسے گھر سے نکالو بدبو کی وجہ سے گھر میں رہنا دشوار ہو رہا ہے۔ آخر

Marfat.com

جب میں نے اپنی اولاد کا یہ رویہ دیکھا تو میں نے ایک روز فیصلہ کر لیا کہ اب مجھے اس گھر سے نکل کر کہیں اور چلا جانا چاہیئے۔ میرے پاس کچھ نقدی تھی وہ میں نے اپنے ساتھ لی اور جو کپڑے پہنے ہوئے تھا انہی کپڑوں میں ایک چادر کے ساتھ ایک رات جبکہ وہ تمام لوگ بے خبر سو رہے تھے گھر سے نکل پڑا اور پیدل ہی اسٹیشن تک گیا۔ تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لیا اور سندھ کو آنے والی گاڑی کا انتظار کرنے لگا۔ میں اسٹیشن پر جدھر بھی جاتا بدبو کی وجہ سے لوگ اپنی ناکوں پر رومال رکھ لیتے اور مجھ سے دور بھاگتے۔ بہرکیف میں گاڑی کا انتظار کرتا رہا۔ جب گاڑی آئی تو میں ایک تھرڈ کلاس کے ڈبہ میں سوار ہو گیا اور ایک کونے میں فرش پر ہی چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں میرے جسم کی بدبو کی وجہ سے مسافروں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ ہر اسٹیشن پر لوگ اس ڈبے میں سے اتر اتر کر دوسرے ڈبوں میں چلے گئے۔ صرف چند لوگ باقی رہ گئے تھے جو مجھ سے کچھ دور فاصلے پر بیٹھے تھے یا ان لوگوں تک بدبو کم پہنچ رہی تھی۔ اس طرح میں حیدر آباد آیا۔ وہاں اس مرض کے ماہرین سے مشورہ کیا لیکن میں نے اپنا صحیح تعارف کسی سے نہیں کرایا بس ایک مریض کی حیثیت سے ملتا رہا۔ آخر کار اس مرض کو لاعلاج قرار دے دیا گیا۔ تعفن کی وجہ سے مجھے کوئی بھی کرایہ پر مکان دینے کے لئے تیار نہ تھا اس لئے دن بھر ادھر ادھر گھومتا رہتا تھا اور رات کو کسی تنہا فٹ پاتھ پر لیٹ کر سو جاتا تھا۔ لوگ مجھے کوئی بھی کام دینے کے لئے تیار نہ تھے۔ آخر کار میں حیدر آباد سے میرپور خاص آ گیا۔ جب تک پیسہ پاس رہا کھانا وغیرہ خرید کر کھاتا رہا اور جب بالکل قلاش ہو گیا تو بھیک مانگنا شروع کر دی۔ رہائش کا مسئلہ یہاں بھی درپیش تھا آخر کار یہ سوچ کر کہ کوئی ایسی جگہ رہنے کی مل جائے جہاں تنہائی ہو تا کہ اس بدبو کی وجہ سے لوگ مجھ سے نہ کترائیں۔ مجھے قبرستان سے زیادہ بہتر کوئی اور جگہ نہیں ملی۔ یہ قبرستان شہر ہی میں ہے۔ لہذا جب سے اس قبر میں ہی رات گذار لیتا ہوں۔ صبح اجالا ہونے سے پہلے یہاں سے نکل جاتا ہوں اور شام کو مغرب کے بعد یا دیر سے جب بھی کھانے کا انتظام ہو جاتا ہے یہاں چلا آتا ہوں دن بھر چھپتا چھپاتا شہر میں گذارتا ہوں۔"

"آپ کو یہاں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا؟" میں نے پوچھا۔

"یہ تیسرا مہینہ چل رہا ہے" اجنبی نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے یہاں علاج کے سلسلہ میں کسی سے رجوع کیا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ اول تو اس مرض کے ماہرین ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دیا ہے۔ دوسرے اب میرے پاس نہ اتنا پیسہ ہے کہ دوا دارو کروں اور جو کچھ بھیک مانگنے سے مل جاتا ہے اس سے شکم پری ہی بمشکل ہوتی ہے۔" اجنبی نے جواب دیا۔

"تو آپ کوئی دوا وغیرہ استعمال نہیں کرتے؟" میں نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اب دوا کیا کرے گی۔ اب تو میں اپنی موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے دنیا کی کسی شئے سے بھی اب کوئی دلچسپی نہیں رہی، بلکہ اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ جن بیوی اور بچوں کی خاطر زندگی بھر لوگوں کی حق تلفیاں کرتا رہا۔ لوگوں کی دل آزاریاں کرتا رہا اور ہوس کا پتلا بنا رہا جب وہ میرے نہ رہے تو اور کون اپنا ہوگا آج میں اپنے ضمیر کو لعنت و ملامت کرتا ہوں کہ کاش! میں پہلے ہی حق حلال کی روزی پر قناعت کرتا تو شاید اس عذاب خداوندی میں مبتلا نہ ہوتا۔" اجنبی نے جواب دیا۔

Marfat.com

"لیکن آپ کو خدا کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئے اب بھی وقت ہے کہ آپ اللہ سے معافی مانگ لیں یمکن ہے وہ آپ کی حالت بدل دے" میں نے کہا۔

"جی ہاں! رات بھر توبہ توبہ کرتے ہی گذرتی ہے" اجنبی نے جواب دیا۔

"تو کیا آپ رات کو بھی نہیں سوتے؟" میں نے پوچھا

"جی! میں تو سونا چاہتا ہوں لیکن یہ عذاب الٰہی مجھے سونے ہی نہیں دیتا۔ سارے جسم میں درد رہتا ہے زخموں میں جلن سی رہتی ہے اور اس تعفن سے تو میرا دماغ پھٹا جاتا ہے لیکن کیا کروں کہ اس سے مفر نہیں۔ اچھا! احمد صاحب اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ سارا دن کا تھکا ہوا ہوں اور اب جا کر لیٹنا چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔"

اجنبی یہ کہہ کر قبر میں دوبارہ داخل ہو گیا۔

میں نے احمد سے پوچھا

"پھر آپ نے کیا کیا؟ کیا آپ نے بھی اس کی کچھ مالی امداد کی تھی؟"

"یہی تو افسوس رہا کہ اس وقت جیب میں ایک پیسہ بھی نہیں تھا ورنہ اس کی ضرور مالی مدد کرتا۔ تاہم درود شریف پڑھ کر اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے صحت یابی کے لئے دعا کی اور گھر چلنے کے لئے وہاں سے روانہ ہوا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سناٹا اور اندھیرا تھا۔ لہٰذا میں سارے راستے اس اجنبی کی حالت کے متعلق ہی سوچتا رہا" احمد صاحب نے جواب دیا۔

"پھر کبھی دوبارہ اسے دیکھنے گئے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں! ان دنوں میں میرپور خاص سے باہر تھا ہفتے پندرہ دنوں میں گھر بچوں سے ملاقات کرنے چلا آیا کرتا تھا لیکن اس سے دوبارہ ملاقات کرنے کے لئے میں اگلے سنیچر کو شام سے پہلے ہی میرپور خاص آ گیا تھا۔ گھر جا کر دوبارہ اس سے ملنے کے لئے مغرب سے پہلے ہی قبرستان کے قریب اس کا انتظار کرتا رہا۔ مغرب کی اذان ہو چکی تھی اور اب اندھیرا بھی چھا رہا تھا لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ آخر میں اس قبر کی طرف گیا۔ قبر کا وہ حصہ جہاں سے وہ اندر داخل ہوا کرتا تھا ایک پرانی سی سیمنٹ کی سل سے ڈھکا ہوا تھا۔ میں نے اسے آوازیں بھی دیں لیکن کوئی جواب نہیں آیا۔ لہٰذا میں واپس چلا آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے راز کو فاش ہوتے دیکھ کر اس نے کہیں اور انتظام کر لیا تھا۔ یا خدا غفور الرحیم نے اس کی خطاؤں کو معاف کر کے اسے اس عذاب ناک زندگی سے نجات دیدی تھی۔"

افسانہ

حضرت داؤد طائیؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حلقہ درس میں بیس سال تک شامل رہے اور اپنے وقت کے امام تھے ایک دن آپ مدرسہ سے گھر جا رہے تھے راستے میں ایک فقیر یہ درد نغمہ پڑھ رہا تھا۔

بأيّ خدّيك تبدّى البلى وأيّ عينيك إذا سالا

یعنی وہ کون سا چہرہ ہے جو مٹی میں نہ ملے گا اور وہ کون سی آنکھ ہے جس میں خاک نہ بھری جائے گی۔

آپ کا حال متغیر ہو گیا، کتابیں طاق میں رکھ دیں اور گوشہ میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔ کئی دن کی غیر حاضری کے بعد امام ابو حنیفہؒ ان کے گھر پر آئے اور دریافت کیا کہ کیسے ہو۔ حضرت داؤد نے عرض کیا کہ اب میں بیمار ہوں مگر میرا علاج نہ طب میں ہے نہ کسی کتاب میں ہے نہ کسی فتوے سے میری اصلاح ہو سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سمجھ گئے کہ اب یہ دوسرے تیر کا شکار ہو چکا ہے

Marfat.com

انسان کی حقیقت

ہم ایک لباس بناتے ہیں وہ سوتی کپڑے کا ہو' اون کا ہو یا نائلون کے تاروں کا' مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم لباس کے ذریعے خود کو چھپائیں۔ اسی طرح رُوح نے خود کو پس پردہ رکھنے کے لئے ایک لباس اختراع کیا ہے اور یہ لباس گوشت پوست اور ہڈیوں سے مرکب ہمارا جسم ہے۔ جس طرح جسم کے بغیر لباس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ ہی لباس کی اپنی کوئی ذاتی حرکت ہے اسی طرح رُوح کے لباس کی اہمیت اسی وقت تک ہے جب تک رُوح اس لباس کو اہمیت دیتی ہے ہم کوٹ یا شیروانی زیب تن کرتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوٹ ہمارے جسم پر ہو اور ہم ہاتھ ہلائیں اور آستین نہ ہلے۔ یہ بھی قرین قیاس نہیں ہے کہ کوٹ کو کھونٹی پر لٹکا دیا جائے یا چارپائی پر ڈال دیا جائے اور اس کے اندر اسی طرح حرکت پیدا ہو جس طرح جسم کے اوپر رہتے ہوئے ہوتی ہے —— لباس کی حیثیت اسی وقت تک ہے جب تک وہ جسم کے اوپر ہے گوشت پوست سے مرکب لباس (جسم) کی تمام حرکات و سکنات کا دارومدار ادنیٰ یا سوتی لباس کی طرح رُوح کے اوپر ہے روح جب تک جسم میں موجود ہے' جسم چلتا پھرتا ہے اور اس میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ رُوح اس جسم سے جب اپنا رشتہ منقطع کر لیتی ہے تو جسم کی حیثیت کھونٹی پر لٹکے ہوئے کوٹ کی ہو جاتی ہے۔

کسی عاقل بالغ باشعور آدمی کو اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے ماں باپ کون ہیں تو وہ کتنا ہی ذہین اور قابل کیوں نہ ہو اس کے اوپر ایک احساس محرومی مسلط رہتا ہے اور احساس محرومی انسانی زندگی میں اتنا بڑا خلاء ہے کہ بالآخر ایسا بندہ دماغی مریض بن جاتا ہے۔ پاگل پن زیادہ ہو یا کم بہر حال اس کا نام پاگل کے علاوہ کچھ نہیں رکھا جاتا۔

صورت حال یہ ہے کہ ہم اس بات سے تو وقوف رکھتے ہیں کہ ہمارا وجود ہے لیکن اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ ہمارا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ ہمیں پیدا کرنے والا اللہ ہے' تو یہ ایسی ہی بات ہو گی کہ ہم گوشت پوست کے جسم کو اصل آدمی سمجھتے ہیں جبکہ اس آدمی کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ آدمی روح کے تابع ہے اور روح ہماری جسمانی آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے۔ محض زبانی طور پر یہ کہہ دینا کہ ہمارا خالق اللہ ہے' اعتراف خالقیت کا تقاضہ پورا نہیں کرتا۔ وہ آدمی جس کو کچھ پتہ نہیں کہ اس کے ماں باپ کون ہیں یہی کہتا ہے کہ مجھے ماں باپ نے جنم دیا ہے۔ اگر ہم اپنی رُوح سے واقف نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربانیت کا تذکرہ محض مفروضہ حواس پر مبنی ہو گا۔ کتنی ستم ظریفی ہے کہ معاشرے میں ایسے شخص کو کوئی مقام نہیں دیا جاتا جس کے ماں باپ کا پتہ نہ ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کا زبانی تذکرہ کر کے خود کو اشرف المخلوقات سمجھتے ہیں۔ اللہ وہ ہے جس کی سماعت سے ہم سنتے ہیں' جس کی بصارت سے ہم دیکھتے ہیں اور جس کے فواد سے ہم سوچتے ہیں اور اس بات کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ اس اللہ کی جو ہمیں پیدا کرتا ہے' اپنے خاص کرم و فضل سے ہماری پرورش کرتا ہے' ہماری حفاظت کرتا ہے' اس کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ "اور وہ لوگ جو ہمارے لئے جدوجہد کرتے ہیں' ہم ان کے اوپر ہدایت کے راستے کھول دیتے ہیں۔"

تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کا یہی مشن ہے کہ بندہ جس طرح اپنے والدین سے وقوف رکھتا ہے اسی طرح اپنے خالق کا عرفان حاصل کر کے تخلیق کا منشاء پورا کرے۔ بصورت دیگر وہ ہرگز اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

شہناز حسین

چہرے کے دشمن

مہاسے اور کیلیں جوانی کی دین ہیں۔ جوانی انسانی زندگی کا بہترین زمانہ ہے، لیکن جوانی اکثر چہرے کو داغ دار بھی بنا دیتی ہے۔ بچہ جب بالغ ہونے لگتا ہے تو اس کے جسم میں ہارمون پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہارمون اُسے بالغ ہونے میں مدد دیتے ہیں، انسانی غدود ان ہارمون کو زیادہ مقدار میں پیدا کرتے ہیں۔ لڑکا ہو تو اس کے داڑھی مونچھیں نکلتی ہیں، آواز بھاری ہو جاتی ہے، لڑکی ہو تو اس کے سینے میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اُسے ایام شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ زمانہ لڑکا اور لڑکی دونوں کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے، وہ نہ بچّہ ہوتے ہیں اور نہ پوری طرح جوان۔ بس بیچ میں لٹکتے رہتے ہیں۔ مزید ستم یہ کہ مہاسے ان کی جلد کو داغ دار بنا دیتے ہیں۔ لڑکی کے لئے یہ عرصہ خاصا اذیت ناک ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں اس کی ماں اس کی مدد کر سکتی ہے۔ اگر وہ نرمی سے لڑکی کو ان تبدیلیوں کے متعلق سمجھائے تو لڑکی کے لئے اس وقت کو گذارنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر اس وقت لڑکی کی طرف سے لاپروائی برتی جائے، اس پر اٹھتے بیٹھتے طعن و تشنیع کی جائے تو اس کا بُرا اثر پڑتا ہے بعض ماہرین کے مطابق مہاسے خود کو بدشکل بنانے کی ایک لاشعوری کوشش ہیں۔

انگلستان میں ایک نوجوان لڑکا اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کے ماں باپ قدامت پسند تھے۔ وہ اسے دن رات اخلاق کا درس پڑھاتے رہتے۔ خاص طور پر لڑکیوں سے میل جول بڑھانے سے روکتے تھے مغربی ممالک میں لڑکے لڑکیاں آزادانہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اپنے ملاقاتیوں اور دوستوں کے جھمگھٹ سے اپنا رفیقِ حیات چُنتے ہیں۔ مغربی ممالک

Marfat.com

میں عام شادیاں محبت کی شادیاں ہوتی ہیں بغیر محبت کی شادی کا وہاں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نوجوان بھی لڑکیوں سے میل جول بڑھانا چاہتا تھا لیکن یہ جب بھی کسی لڑکی سے ملاقات کا وقت مقرر کرتا تو سینما ہال یا ریسٹورنٹ پہنچتے ہی اس کے چہرے پر داغ نمودار ہونے لگتے۔ بعض اوقات شام کی ملاقات کی تیاری صبح ہی سے شروع ہو جاتی اور یہ مہاسے بھی اسی وقت نمودار ہو جاتے، لڑکے کو بڑی کوفت ہوتی، وہ کسی نہ کسی طرح ملاقات کا وقت گذارتا، لڑکی سے بات چیت کرتا لیکن اسے ہر وقت اپنے چہرے داغ دار ہونے کا تصور رکھائے جاتا۔ اُسے اس بات کا یقین ہو جاتا کہ لڑکی اُس کے چہرے کے مہاسے دیکھ کر اُسے پسند نہیں کرے گی۔ اور یہی ہوتا بھی تھا وہ لڑکی سے جان چھڑا کر گھر پہنچتا اور اطمینان کا سانس لیتا۔ گھر پہنچتے ہی ایک عجیب بات ہوتی۔ اس کے چہرے سے سارے مہاسے غائب ہو جاتے۔ اس طرح وہ جب بھی کسی لڑکی سے ملاقات کا وقت مقرر کرتا، مہاسے دوبارہ نمودار ہو جاتے، دراصل وہ لڑکا ایک اندرونی خلفشار میں مبتلا تھا۔ جوانی کی ترنگ اُسے لڑکیوں سے میل جول بڑھانے پر اکساتی اور احساس گناہ اس کا دامن تھام
لیتا۔ اس کا حل اس کے لاشعور نے یہ نکالا
کہ وہ لڑکیوں سے میل جول بھی رکھتا اور
اپنا دامن بھی داغ دار نہ ہونے دیتا۔ دامن

داغ دار ہونے کے بجائے اس کا چہرہ داغ دار ہو جاتا۔ اس طرح وہ گناہ سے محفوظ رہتا۔

ہندوستان میں کورٹ شپ کا رواج نہیں ہے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں ایک ڈاکٹر کی شادی ایک حسین اور تعلیم یافتہ لڑکی سے ہوئی شادی کے دن سے ہی اس ڈاکٹر کے چہرے پر مہاسے نمودار ہونے شروع ہو گئے وہ بھی ایک نہ دو بلکہ ڈیڑھ سو، دولھا میاں ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے اس کا مناسب علاج کیا: انہوں نے ایک ایک کر کے سارے مہاسے بجلی کے تار سے جلوائے، یہ عمل طویل اور تکلیف دہ تھا۔ بجلی کے علاج سے مہاسے ختم ہو گئے، اور ڈاکٹر کی جان میں جان آئی۔ دراصل ڈاکٹر اپنی حسین بیوی کے سامنے خود کو کمتر سمجھتا تھا۔ اس کمتری کا ثبوت دینے کے لیے اس نے خود کو بدصورت بنا لیا۔

نفسیاتی اسباب کو چھوڑ کر اب ہم مہاسوں کے ظاہری اسباب کی طرف توجہ دیتے ہیں، مہاسوں کا ظاہری سبب وہ روغن ہے جو غدود مہیا کرتے ہیں۔ اسے سی بم کہتے ہیں۔ تیزی سے بڑھتے ہوئے جسم میں غدود تیزی سے روغن پیدا کرتے ہیں۔ یہ روغن جلد کے مسامات سے باہر نکل آتا ہے، ایسا ہونا اتنا ہی قدرتی ہے جتنا پسینے کا نکلنا۔ جب انسان کے جسم سے پسینہ نکلتا ہے تو انسان جسم کو پسینے سے صاف کرنے کے لیے غسل کرتا ہے لیکن پسینہ دکھائی دیتا ہے۔ اس میں بعض اوقات ایک ناگوار بو موجود ہوتی ہے جو انسان کو نہانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ سی بم کے نکلتے وقت ایسی کوئی بات نہیں ہوتی۔ یہ ایک غیر مرئی روغن ہوتا ہے۔ اگر

چہرے پر گرد و غبار ہو یا مسامات میں میل جمع ہو تو یہ اس غبار میں مل کر مسامات بند کر دیتا ہے اور روغن اور غبار مل کر ایک ننھی سی گٹھلی بن جاتی ہیں۔ یہاں تک بھی غنیمت ہے، لیکن یہ عمل یہیں ختم نہیں ہو جاتا۔ ہوا میں آکسیجن ہوتی ہے۔ یہ گٹھلی ہوا کا اثر قبول کرتی ہے۔ اس عمل کو آکسیڈائز کہتے ہیں، آکسیڈائز ہو کر یہ گٹھلی سیاہ کیل کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اگر ہم اب بھی احتیاط نہ کریں، چہرے کی صفائی کا خیال نہ کریں یا میلے ناخن اور گندی انگلیوں سے کیلیں نکالیں تو زہر باد ہو جاتا ہے اور سیاہ کیل بڑھ کر مہاسہ بن جاتی ہے، بعض اوقات مہاسے میں پیپ پڑ جاتی ہے اور اس کا رنگ سیاہ سے سفید ہو ہو جاتا ہے۔

یہ ہے مہاسوں کی کہانی۔ مہاسوں کے لئے ہر ایسی کریم اور کاسمیٹک خطرناک ہیں جس میں روغن کی آمیزش ہو۔ اگر آپ کے چہرے پر مہاسے ہوں تو میک اپ کرتے وقت ان جگہوں کو چھوڑ کر میک اپ کریں۔ بازار میں ایسی دوائیں بھی ملتی ہیں جو مہاسوں کے عیب کو عارضی طور پر چھپا لیتی ہیں۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں میک اپ کتنا ہی ہلکا کیوں نہ ہو، رات کو اس کو اتار کر سوئیں، رات کو سوتے وقت چہرہ بالکل دھلا ہوا ہونا چاہئے۔

اگر پیشانی پر مہاسے ہوں یا کنپٹی اور رخسار کی بیرونی ہڈیاں ان سے متاثر ہوں تو انہیں بالوں سے چھپایا جا سکتا ہے۔ اکثر عورتیں اس ترکیب کو آزماتی ہیں لیکن یہ عمل خطرناک ہے، بالوں کی لٹ چہرے پہ پڑی ہو تو اس سے مہاسوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بالوں کی ہوا اور دھوپ کا اثر بھی ختم کر دیتی ہے۔ دھوپ کا تھوڑا سا استعمال مہاسوں کے لئے مفید ہے، مگر دھوپ بہت کم مقدار میں ہونی چاہئے۔ ہلکی دھوپ کے اثر سے مہاسوں سے کھال اترنے لگتی ہے لیکن پسینہ کی کثرت سے مہاسوں پر برا اثر پڑتا ہے۔

مرد بھی مہاسوں کا شکار ہوتے ہیں، بلکہ مرد مریضوں کی تعداد عورتوں سے کچھ زیادہ ہوتی ہے مردوں کو عورتوں سے کچھ زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ شیو بناتے وقت مہاسے کٹ جاتے ہیں۔ اس صورت حال سے بچنے کے لئے شیو کرتے وقت احتیاط لازمی ہے۔ اگر احتیاط نہ ہو سکے تو ہر بار نیا بلیڈ استعمال کرنا چاہئے۔ شیونگ کریم لگا کر جھاگ کو کم از کم ایک منٹ تک چہرے پر رہنے دیں شیو کرنے کے بعد چہرے کو پہلے نیم گرم پانی سے اور پھر ٹھنڈے پانی سے دھوئیں۔ اس کے بعد یا کوئی شیو کے بعد لگانے والا لوشن لگائیں۔ اگر مہاسے کسی طرح ختم نہ ہوں تو داڑھی بڑھا لیں۔ اس سے مہاسے بڑی تعداد میں چھپ جائیں گے بعض مردوں کو داڑھی زیب دیتی ہے۔

مغربی ممالک میں ڈاکٹروں کی رپورٹ کے مطابق مانع حمل گولیاں بھی مہاسوں کو ختم کر دیتی ہیں گولیوں کے ضمنی اثرات میں یہ علاج بھی شامل ہے، لیکن خواہ مخواہ ان گولیوں کا استعمال کرنا مناسب نہیں۔ اگر خاندانی منصوبہ بندی کے تحت یہ گولیاں استعمال کی جائیں تو ایک پنتھ دو کاج کے مصداق ہو گا۔ گولیاں استعمال کرنے سے پہلے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ گولیوں کا استعمال بھی فوری اثر نہیں دکھاتا۔ اس کے لئے دو تین مہینے انتظار کرنا لازمی ہے۔

ڈاکٹر اور جلد کے ماہرین اینٹی بائیوٹیک

Marfat.com

دواؤں سے بھی مہاسوں کا علاج تجویز کرتے ہیں۔ ان میں ٹیٹرا سائیکلین اور ایریتھرومائسین قابل ذکر ہیں۔ لیکن یہ علاج آخری حربے کے طور پر عمل میں لایا جاتا ہے۔ جب مہاسے بے حد تکلیف دہ ہوں یا لڑکی کی شادی سر پر ہو اور فوری علاج درکار ہو تو اینٹی بایوٹیک کا سہارا لیا جا سکتا ہے نارمل مہاسوں کے لئے اور خاص طور پر حاملہ عورتوں کے لیئے اینٹی بایوٹیک کا استعمال مناسب نہیں ہے اینٹی بایوٹیک کے ضمنی اثرات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس علاج کے دوران اسہال شروع ہو سکتے ہیں، دستوں کے علاوہ الرجی ہو سکتی ہے، وزن میں کمی ہو سکتی ہے، یہ ضمنی اثرات شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں، لیکن ان کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

اینٹی بایوٹیک کے علاوہ نارمل دواؤں میں گندھک کے مرکبات اور دوسری دوائیں ہیں، یہ بھی مہاسوں کو آرام پہنچاتی ہیں۔ آج کل بازار میں چند دواؤں کا زوردار اشتہار ہو رہا ہے اخبارات اور ٹیلی ویژن پر پبلسٹی ہو رہی ہے۔ یہ دوائیں جادو اثر نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں مہاسوں کا قدرتی علاج پوشیدہ ہے۔ ان دواؤں کا ایک ہی اثر ہوتا ہے اور وہ ہے مہاسوں کے چاروں طرف کی کھال کا اتر جانا۔ جب مہاسے کی کھال اکھڑ جاتی ہے تو یہ جگہ سرخ ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ یہاں سوجن بھی ہو جاتی ہے۔ ان دواؤں کے استعمال کے دوران ڈاکٹر سے مشورہ ضروری ہے۔ اگر ان دواؤں کے استعمال کے بعد جلد میں خارش یا سوجن زیادہ ہو جائے تو ان کا استعمال بند کر دینا چاہیئے۔

مہاسوں کے علاج کے لیئے سب سے اہم بات جلد کی صفائی ہے، جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ جلد سے سی بم روغن نکلتا ہے اور چہرے کے گرد و غبار سے مل کر مسام کو بند کر دیتا ہے۔ آپ کی کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اس عمل کا دوسرا حصہ رک جائے۔ آپ سی بم کی پیدائش کو نہیں روک سکتی لیکن اسے چہرے کے گرد و غبار سے مل کر جمنے سے روک سکتی ہیں۔ اس کے لیئے صرف صابن سے مونہہ دھونا ضروری نہیں ہے، صابن اور پانی جلد کو صاف ضرور کرتا ہے لیکن یہ مسامات میں چھپے ہوئے گرد و غبار تک نہیں پہنچتا۔ اس کے لئے ڈیپ کلینسنگ کریم کا استعمال کرنا چاہیئے۔ اگر یہ میسر نہ ہو سکے تو صابن سے ہی کام چلائیں، لیکن عام صابن سے طبی صابن بہتر ہے۔ اس کے لئے نیم کا صابن یا مارگو سوپ بہتر ہے۔ دن میں کئی بار صابن سے مونہہ دھوئیں اور اس کے بعد ٹھنڈے پانی میں چند قطرے یوڈی کلون کے ملا کر چہرے پر تھپتھپائیں اس سے مسامات صاف ہو کر بند ہو جائیں گے۔ اگر گھر میں آپ کے خاوند یا بھائی کا آفٹر شیو لوشن رکھا ہو تو اس کے چند قطرے بھی استعمال کر سکتی ہیں۔ اس طرح مہاسوں کی تعمیر نہ ہو سکے گی۔

پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ اوپر بتائی ہوئی ترکیبوں سے آپ بڑی حد تک مہاسوں کی پیدائش کو روک سکتی ہیں، لیکن اگر مہاسے پیدا ہو چکے ہیں اور کس طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے تو عورتیں عام طور پر اس کا ایک ہی علاج کرتی ہیں اور وہ ہے ان کو دبا کر ان سے کیل نکالنا خطرناک ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ مخمل کو بلیڈ سے کاٹ دیں۔ یہ کام انتہائی نازک ہے۔

Marfat.com

اس کے لئے کسی بیوٹی سیلون میں جانا مناسب ہے، لیکن اگر آپ بیوٹی سیلون میں جانے کی سکت نہیں رکھتیں تو پہلے ہاتھ اور منہ کو اچھی طرح دھولیں، اس کے بعد گرم پانی میں روئی کا ٹکڑا بھگو کر اس کو نچوڑیں اور پھر مہاسے پر رکھیں۔ اس عمل کو کئی بار دہرائیں اس طرح مہاسوں کی کیل نرم ہو جائے گی حرارت پہنچنے سے وہ جلد کو سطح پر آجائے گی، اس عمل کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کمرہ بالکل بند ہو۔ حرارت سے مسامات کھل جاتے ہیں۔ ہوا کے اثر سے وہ سکڑنے نہیں پاتے بلکہ کھلے رہ جاتے ہیں۔ اگر آپ نے احتیاط کو سامنے نہ رکھا تو آپ کے چہرے پر ننھے ننھے بے شمار سوراخ ہو جائیں گے۔ یہ سب کھلے ہوئے مسامات ہوں گے۔

سائنس کا اصول ہے کہ حرارت سے چیزیں پھیلتی ہیں اور ٹھنڈک سے سکڑتی ہیں حرارت سے مسامات پھیل جائیں گے۔ اس وقت روئی کے ٹکڑے کو مہاسے پر رکھ کر دبائیں تو کیل آسانی سے نکل آئے گی۔ اس کے بعد فوراً برف کا پانی مہاسے پر لگائیں تاکہ جلد سکڑ جائے اس پانی میں ذرا سا اوڈی کلون بھی ملالیں تو سکڑنے کا عمل تیز ہو جائے گا اور زہرباد بھی نہ ہوگا پانی میں چند قطرے کسی جراثیم کش دوا مثلاً ڈیٹول کے ملالیں تو زہرباد کا اندیشہ نہیں رہتا ناخن میلے اور ہاتھ کی انگلیاں گندی ہوں تو اس ترکیب کو عمل میں نہ لائیں۔

مہاسوں کے لئے آخر میں ہمارا مشورہ غذا سے متعلق ہے۔ آپ کو اپنی غذا کا دھیان رکھنا بھی ضروری ہے۔ تازہ پھل سبزیاں کھائیں گوشت کم مقدار میں کھائیں۔ گھی کی تری سے پرہیز کریں۔ مرغن غذاؤں سے پرہیز لازم ہے تلی ہوئی چیزوں سے بھی بچیں، مٹھائیوں کا زیادہ استعمال بھی مناسب نہیں۔ سب سے ضروری بات پانی کا کثرت سے استعمال ہے۔ اگر آپ قبض کی مریض ہیں تو مہاسوں میں اضافہ ہونا ضرور ہے پہلے قبض کا علاج کریں۔ قبض کا قدرتی علاج پانی ہے۔ اگر آپ روزانہ ۸ گلاس پانی پئیں تو قبض کا احتمال نہیں رہتا۔ جاڑے میں اکثر پیاس نہیں لگتی۔ اس لئے اس موسم میں یاد کر کے پانی ضرور پئیں خواہ پیاس لگے یا نہ لگے پانی کا استعمال ضروری ہے۔ دواؤں سے قبض کا علاج ٹھیک نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ اسپغول کا استعمال کر سکتی ہیں۔ یہ دانہ اور بھوسی دونوں شکلوں میں ملتا ہے۔ صبح کو اٹھ کر ایک مٹھی اسپغول دو تین گلاس پانی کے ساتھ پئیں۔ اس سے آنتیں چکنی ہو جائیں گی اور قبض رفع ہو جائے گی۔

غذا کے علاوہ تازہ ہوا اور ہلکی ورزش بھی صحت کے لئے ضروری ہے۔ تازہ ہوا اور ورزش سے خون کا دوران نارمل ہو جاتا ہے۔ خون کا دوران نارمل ہوگا تو سی بم چہرے پر بازاری کریم اور لوشن لگانے سے پھل اور سبزی کا استعمال زیادہ مفید ہے۔ اننّاس ایک قدرتی دوا ہے جو کھال کو سکیڑتی ہے۔ اس کی ایک پتلی قاش یا گودا چند منٹ چہرے پر رکھیں تو مسام فوراً بند ہو جائیں گے۔ تربوز کا عرق بھی چہرے کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ ٹماٹر کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ چہرے کی کھال کو سکیڑ دیتا ہے۔ کھیرے کا گودا بھی اس عمل میں مدد کرتا۔ اس طرح آپ اپنے باورچی خانے کو اپنی سنگھار میز میں تبدیل کر سکتی ہیں۔

Marfat.com

روغنِ گلوسبز

- بالوں کی جڑوں کو خاص قسم کی قدرتی غذا فراہم کر کے ان کی ساتھ صلاحیتوں کو بحال کر دیتا ہے۔
- حافظہ کو روشن کرتا ہے۔
- دماغی تھکن دُور کرنے کے لئے ایک قدرتی دوا ہے۔
- بفا اور سر کی خشکی دُور کر کے نیند لاتا ہے۔
- کچھ عرصہ استعمال سے گنج دُور ہو جاتا ہے۔

سر کے جملہ امراض کے لئے بےمثال علاج

ہر صنف، ہر عمر اور ہر موسم کے لئے

واحد نباتاتی تیل ہے جو روغنِ بیضۂ مرغ، روغنِ بادام، روغنِ خشخاش، روغنِ کاہو، روغنِ کدو اور سفید تلوں کے تیل میں چاند کی کرنیں جذب کر کے گلوسبز بوٹی اور دوسری منتخب اور مفید جڑی بوٹیوں سے جدید طریقے پر تیار کیا جاتا ہے۔ برسوں کی تحقیق، محنت اور آزمائش نے روغنِ گلوسبز کو معجزاتی تاثیر بخشی ہے۔

بارہ شیشیوں کے آرڈر پر محصول ڈاک معاف

ترکیبِ استعمال
رات کو سوتے وقت خشک بالوں میں مالش کریں

کراچی سے باہر رہنے والے کم از کم چھ شیشیوں کا آرڈر دیں۔

قیمت فی شیشی دس روپے

اسٹاکسٹ

- ظہیر جنرل اسٹور نزد انکوائری آفس، پاکستان کوارٹرز۔
- دہلی اسٹور نزد فریسکو چوک، برنس روڈ۔
- چورنگی اسٹور، پہلی چورنگی، ناظم آباد۔
- نعیم جنرل اسٹور، السراج اسکوائر، واٹر پمپ، فیڈرل بی ایریا۔
- زعفرانی میڈیکل اسٹور، پیر الٰہی بخش کالونی۔
- لالہ زار اسٹور، مکان نمبر ۵۲/۳۰-۱۱، ڈاک خانہ لیاقت آباد۔
- مہران میڈیکل اسٹور، قائد آباد، بالمقابل گلستان ٹاکیز، لانڈھی۔
- زوبی اسٹور، پیر الٰہی بخش کالونی۔
- نونہال میڈیکل اسٹور، اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۔
- ریحان دواخانہ، نارتھ ناظم آباد، بلاک ایچ۔
- یوپی میڈیکل اسٹور، یوپی سوسائٹی۔
- جیمیڈ و میڈیکل اینڈ جنرل اسٹور، خدیجہ مارکیٹ، نارتھ ناظم آباد۔
- بازو بک ڈپو، ہادی مارکیٹ، ناظم آباد نمبر ۴۔
- لکھنؤ جنرل اسٹور، چاؤلہ مارکیٹ، ناظم آباد نمبر ۲۔
- مسلم جنرل اسٹور، لیاقت مارکیٹ، ملیر۔
- ہاشمی گولڈ اسپاٹ، مکان نمبر ۴/۱۴۲، بی ایریا، لیاقت آباد۔
- قادری جنرل اسٹور، الطاف مارکیٹ، پاپوش نگر۔
- خواجہ اسٹورز بالمقابل ایمپریس مارکیٹ، صدر۔

اسٹاکسٹ

- عرشی دواخانہ، سمن آباد۔
- ابراہیم سنز، لیاقت مارکیٹ، ملیر۔
- یاسین میڈیکل اینڈ جنرل اسٹور، زمزم سپر مارکیٹ، بلاک ایم نارتھ ناظم آباد
- فہد جنرل اسٹور، کشمیر کالج، محمود آباد گیٹ۔
- سہیل جنرل اسٹور، غوثیہ مارکیٹ، ملیر۔
- ریحان جنرل اسٹور بالمقابل قدسیہ مسجد، ناظم آباد نمبر ۱
- نیازی کارنر، مین ڈرگ بازار، ڈرگ کالونی۔
- آرکو فارمیسی، بلاک ایل، نارتھ ناظم آباد۔
- نونہال دواخانہ، ٹنڈو آدم۔
- ۱۴۔ لکشمی مینشن، ہال روڈ، لاہور۔
- علیمیہ دواخانہ نزد بنی چوک، بالمقابل الائیڈ بینک، جامع مسجد روڈ، راولپنڈی۔
- احمد اسپورٹس اینڈ پلاسٹک، میکانگی روڈ، گوگڑا ہسپتال، نزد مکی مسجد، کوئٹہ۔
- گل آٹوز، سنہری مسجد روڈ، صدر، پشاور۔
- رفیق میڈیکل اسٹور، ہیرآباد، میرپور خاص۔
- سندھ میڈیکل اسٹور، جیس آباد، سندھ۔
- محبوب جنرل اسٹور، کریم پارک، کچا راوی روڈ، لاہور۔

اپنے قریبی اسٹور سے طلب فرمائیں — تیار کنندہ: دین ولیسٹائزرز، پوسٹ بکس ۲۲۲۲ کراچی ۱۸

Marfat.com

ساوتری

محمد مونس خان

قسط ۳

شیو دیوتا کے مہان پجاری کے عہدہ پہ فائز ہونے سے قبل اس کے فرائض میں یہ بات بھی شامل تھی کہ اگر اس کے ذہن میں اس دھرتی کے بارے میں کوئی بھی سوال پیدا ہوتا ہے ۔ تو وہ جس ذریعہ سے بھی چاہے تسلی کر سکتا ہے ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ روحانی علوم پہ دسترس انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے ۔ جن کے ذہن میں "تجسس" کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے ۔ مظاہر قدرت کے بارے میں "کیوں اور کیسے" کے الجھاؤ میں وہ حقیقی راہ پالیتے ہیں ۔ اُن کی نگاہوں کے سامنے سے حجاب کے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں ... غور و فکر کے بے کراں سمندر میں غوطہ زن رہنے والے بالآخر "نقطہ حقیقت" کو پالیتے ہیں .... اور پھر ان کے لئے کوئی راز راز نہیں رہتا "غیب غیب" نہیں ہوتا ۔ لیکن یہ سب کچھ اس وقت ہی ممکن ہے جبکہ غور و فکر کرنے والے ذہن کو صحیح راہنمائی بھی مل جائے ۔ مظاہر قدرت کی گتھیوں کو سلجھانے والا بذات خود ان گتھیوں کو سمجھ چکا ہو ۔

ہری رام ماورائی علوم کے ابتدائی درس حاصل کر رہا تھا ۔ اس کا وسیلہ شیو دیوتا اور اس کا مہان پجاری تھا ... وہ اعلیٰ ذہن کا نوجوان تھا اور کائنات کو اپنے مذہبی نظریہ سے سمجھتا تھا ۔ وہ اپنے علم میں اضافہ کرنے کی خاطر ہی پیر حاضر شاہ کے پاس آیا تھا ۔ وہ اس معاملے میں انتہا پسند قسم کا متعصب نہیں تھا ۔ لیکن جبلّی طور سے مذہبی عناد ضرور رکھتا تھا ..... وہ اس مقولہ پہ کاربند تھا ۔ کہ اگر اپنے علم میں اضافہ چاہتے ہو تو جاہلوں کی صحبت میں بیٹھو ۔

پیر حاضر شاہ سے پہلی ملاقات ہی میں وہ جان گیا تھا کہ اُس کی ملاقات کسی غیر معمولی شخص سے ہوئی ہے اس کے باوجود اس کی نظر میں پیر حاضر شاہ کی کوئی قدر و منزلت نہیں پیدا ہوئی ۔ بلکہ وہ چاہتا تھا کہ پیر حاضر شاہ سے اُن عالمی معاملات پر بھی گفتگو کر لے ۔ جو اکثر روحانی اور مذہبی و غیر مذہبی لوگوں کے

Marfat.com
Marfat.com

زیر بحث رہتے ہیں ...... اور ہر طرز فکر کے لوگ اس بارے میں اپنے نظریات پیش کرتے رہتے ہیں۔ اس کائنات کی فنا اور بقا کے بارے میں اپنے اس تجسس کا جواب اس کے پاس موجود تھا۔ پھر بھی وہ مزید تسلی کے لئے پیر حاضر شاہ کے نظریات جاننا چاہتا تھا۔ اور اس مقصد کی خاطر وہ ایک ماہ بعد پھر ان کی محفل میں پہنچ گیا۔

★

پیر حاضر شاہ حسب دستور پیپل کے نیچے بیٹھے حاضرین مجلس سے مصروف گفتگو تھے۔ موضوع سخن بھی اس دنیا ہی کے بارے میں تھا۔ وہ بڑے ہی فلسفیانہ انداز میں کہہ رہے تھے۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے جس انداز سے جس جاندار کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ سب "لوح و قلم" کا مظہر یا وجود ہے۔ اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ "وجود" صرف علم ہے اور علم صفات کا عکس ہے تو پھر صفات کا عکس ہی علم ہوا۔

وہ کس طرح .... ہری رام نے اچانک سوال کیا۔

فرد کی زندگی سے متعلق علم کی تمام تجلیاں اس کی روح اعظم میں فکر کی تمام تجلیاں روح انسانی میں اور عمل کے تمام نقوش روح حیوانی میں ریکارڈ ہیں۔ پیر حاضر شاہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ عام حالات میں ہماری نظر اس طرف کبھی نہیں جاتی کہ موجودات کے تمام اجسام اور افراد میں ایک مخفی رشتہ ہے۔

لیکن .... وہ خفیہ رشتہ ہے کونسا .... ہری رام نے پوچھا۔

اس رشتہ کی تلاش سوائے اہل روحانیت کے اور کسی قسم کے اہل علم اور اہل فن نہیں کر سکتے۔ پیر حاضر شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔ حالانکہ اس ہی رشتہ پہ کائنات کی زندگی کا انحصار ہے۔ یہی رشتہ تمام آسمانی اجرام اور اجرام کے بسنے والے ذی روح اور غیر ذی روح افراد میں ایک دوسرے کا تعارف ہے۔

جناب میں اس ہی رشتہ کے بارے میں وضاحت چاہتا ہوں .... ہری رام نے اصرار کے انداز میں کہا۔

اس کی مثال یوں سمجھ لو ..... پیر حاضر شاہ نے پہلو بدل کر کہا۔ ہماری نگاہ جب کسی ستارے پر پڑتی ہے۔ تو ہم اپنی نگاہ کے ذریعے ستارے کو محسوس کرتے ہیں۔ ستارہ کبھی ہماری نگاہ کو اپنے نظارہ سے نہیں روکتا۔ وہ کبھی نہیں کہتا کہ مجھے نہ دیکھو۔ اگر کوئی مخفی رشتہ موجود نہ ہوتا تو ہر ستارہ اور ہر آسمانی نظارہ ہماری زندگی کو قبول کرنے میں کوئی نہ کوئی رکاوٹ ضرور پیدا کرتا۔ یہی وہ مخفی رشتہ ہے۔

آپ کی اس بات سے۔ ہری رام نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ .... اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ تمام کائنات ایک ہی ہستی کی ملکیت ہے۔

تم نے بالکل صحیح سمجھا ہے .... پیر حاضر شاہ نے خندہ پیشانی سے کہا۔ اگر کائنات کے اجسام مختلف ہستیوں کی ملکیت ہوتے تو یقیناً ایک دوسرے میں تصادم ہو جاتا۔ کیونکہ ایک ہستی کی ملکیت دوسری ہستی کی ملکیت سے متعارف ہونا ہرگز پسند نہیں کرتی۔

تو پھر .... یہ کائنات فنا کس طرح ہوگی۔ ہری رام نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

انسان اور دوسری تمام موجودات کی طرح یہ دنیا بھی جسم واحد ہے۔ پیر حاضر شاہ نے سمجھانے والے لہجہ میں کہا۔ اور جس طرح انسان بقا پانے کے بعد فنا کی طرف دوڑ رہا ہے۔ اس ہی طرح اس مادی کائنات کی طبعی عمر بھی روز

Marfat.com
Marfat.com

بروز گھٹتی جارہی ہے ۔ اور ...... جب وہ زندگی کی آخری حد پر پہنچ جائیگی ۔ تو فنا ہو جائے گی ۔

لیکن پیر صاحب .... ہری رام نے قدرے جھجکتے ہوئے پوچھا ۔ سائنس تو اس بات کو نہیں مانتی ۔

سائنس اور مذہب ۔۔ پیر حاضر شاہ نے اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں اٹھا کر جواب دیا ۔
حقیقت تک پہنچنے کے لئے دو مختلف ذرائع ہیں ۔ سائنس کا کام مادیات کے پُر پیچ راستوں کے ذریعہ حق و صداقت تک پہنچانا ہے ۔ اور مذہب کا کام بھی یہی ہے ..... فرق صرف اتنا ہے کہ مذہب کی بنیاد الٰہیات پر قائم ہے جس کی وجہ سے اُس میں کسی غلطی کا قطعی امکان نہیں ہے ۔ جبکہ سائنس میں نظریات و قیاسات ہر دور میں بدلتے رہتے ہیں ۔

پیر حاضر شاہ کا جواب سن کر ہری رام خاموش ہو گیا ... لیکن اس کے ساتھ ہی ایک پکی عمر کے پڑھے لکھے شخص نے جو کہ اس ہی محلے کے رہنے والے تھے ۔ اور ایک دوسرے شہر کے انگریزی اسکول میں ہیڈ ماسٹر رہ چکے تھے ..... لوگ انہیں مرزا جی کے نام سے جانتے تھے .... برجستہ اعتراض کیا ۔

صاحب ! آپ یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہیں ۔ سائنسی نظریات کو غلط ثابت کرنے کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا ۔

میں دعویٰ کر سکتا ہوں ۔ پیر حاضر شاہ نے بھی برجستہ اپنی ران پہ ہاتھ مار کر کہا ... اُن کے چہرہ پر ایک دم جلال سا چھا گیا ۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ انہوں نے اپنی آنکھیں اس طرح بند کرلیں ۔ جیسے غیر دانستگی میں کوئی غیر مانوس سی بات کہدی ہو .... اب ان کا چہرہ پھر پہلے ہی کی طرح پر سکون تھا ۔ انہوں نے نہایت ہی ٹھہرے ہوئے لہجہ میں کہا سائنس کا یہ اصول ہے کہ جب بھی نئے مفروضات بنتے ہیں ۔ پرانے نظریات کو رد کر دیا جاتا ہے ۔ آج کتنے لوگ ہیں جو ڈارون ڈی ورتیر اور مورگن کے نظریات کو نشاۃ ثانیہ سمجھتے ہیں ۔ اُن کے بعد جو مفکر آئے اور انہوں نے جو بھی نظریہ پیش کیا ۔ اس نے پرانے نظریہ کی ہمیشہ نفی کی ہے ۔ لیکن ... مذہب کا کوئی اصول کوئی نظریہ کبھی نہیں بدلتا ۔

لیکن ہری رام نے موقع کی مناسبت سے کہا ۔ سائنس زمانے کے لحاظ سے کوئی نظریہ پیش تو کرتی ہے ۔ جبکہ مذہب پرانے نظریات کو سینہ سے لگائے رکھتا ہے ۔

یہ غلط ہے ... پیر حاضر شاہ نے حسب عادت مسکرا کر جواب دیا ۔ دراصل سائنس کا کوئی نظریہ ہے ہی نہیں ۔ جو کچھ ہے ..... وہ مذہب کا نظریہ ہے اور سائنس صرف ان اشاروں کنائیوں کی تحقیق و تشریح کرتی ہے جو کہ قطعی طور سے نظر آتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زمانے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں ... جبکہ اہل ایمان کا زاویہ فکر اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر منحصر ہوتا ہے ۔

وہ کس طرح ..... اب کی مرزا جی نے تعجب سے پوچھا ۔

پہلے اس بات کو اچھی طرح سے جان لو .... پیر حاضر شاہ نے سنجیدگی سے کہا ۔ کہ علم انسانی نے صرف وہ حقائق اور قوانین معلوم کئے ہیں ۔ جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کائنات کو بنانے میں صرف کئے ہیں ۔ مثلاً پانی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ اس میں حیات ہے ۔ اب انسان نے یہ اشارہ پا کر پانی کی افادیت کی جستجو کی اور وہ اس نتیجہ پہ پہنچ گیا کہ پانی دو اجزا ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے ... لیکن انسان کا علم پھر بھی اتنا ناقص ہے کہ وہ نہ تو ان دونوں اجزا کو بنا سکتا ہے اور نہ ہی ... اِن اجزا کو ملا کر پانی بنا سکتا ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

یہ کام تو کوئی بھی نہیں کر سکتا ...... خان بہادر جو دیر سے خاموش تھے ایک دم بول اٹھے ۔

لیکن مذہب کو ماننے والے ...... پیر حاضر شاہ نے مسکرا کر جواب دیا ۔ تصوف کی دنیا کے باسی علم لدنی کے طالبعلم جانتے ہیں کہ ان دونوں اجزا کو کتنی مقدار میں ملا دیا جائے تو پانی بن جائے گا ۔

ناممکن ... قطعی ناممکن .... مرزاجی نے پرزور الفاظ میں تردید کی ۔

شاید تم نے ... اللہ کے برگزیدہ بندوں کے وہ کارنامے نہیں سنے ...... پیر حاضر شاہ نے یاد دہانی کرانے والے لہجہ میں کہا ۔ جن کو اس دنیا کے لوگ کرامات کہتے ہیں تاریخ انسانی اس قسم کے محققین اور سائنسدانوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے ۔ اور جن کو لوگ صوفیا کرام اور اولیاء اللہ کے نام سے پکارتے ہیں ۔ لیکن یہ سب کچھ ان لوگوں کے لئے ہے جن کو حقیقت کی تلاش ہو ۔ پھر وہ قدرے طنزیہ مسکراہٹ سے بولے ۔ جن لوگوں نے اس کائنات کی حقیقت جاننے کی خاطر دنیاوی علوم کی لاتعداد کتابیں پڑھ ڈالیں ۔ انہیں بھی بلا آخر حقیقت حال جاننے کی خاطر ان ہی لوگوں کے پاس جانا پڑا ۔ جن کی باطنی نگاہ سے اس کائنات کا کوئی راز پوشیدہ نہیں ہوتا ۔ اتنا کہہ کر پیر حاضر شاہ نے اچانک شمشو سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔ کیوں بھئی ... میں جھوٹ کہہ رہا ہوں ۔

شمشو نے یہ سن کر فوراً ہی منفی انداز میں زور زور سے تین بار گردن ہلا دی ۔

☆

اس دن کے بعد ... ہری رام پیر حاضر شاہ کی محفل میں نظر نہیں آیا ۔ معلوم ہوتا تھا ۔ وہ تمام تفکرات کو ختم کر کے گیان دھیان میں مصروف ہو چکا ہے اسے لوگوں نے مندر کے باہر بھی بہت ہی کم دیکھا ۔ لیکن پیر حاضر شاہ کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ وہ حسب دستور عشاء کی نماز کے بعد پیپل کے درخت کے نیچے آکر بیٹھتے تھے ۔ اور درود شریف ختم کر کے جو لوگ آجاتے تھے ان سے مصروف گفتگو ہو جاتے تھے ۔

ایک دن حسب معمول پیر حاضر شاہ نے جونہی درود شریف کا ورد ختم کیا ۔ ان کی نظر اپنے دوست خان بہادر پر پڑی ۔ اس وقت نجانے پیر حاضر شاہ کو کیا سوجھی ۔ کہ خان بہادر سے بڑی ہی خوش دلی سے بولے ۔

خانصاحب ... اس وقت جو چاہو مانگ لو ۔ مل جائے گا ۔

خان بہادر پیر حاضر شاہ کی یہ غیر متوقع بات سن کر ایک دم چونک پڑے ۔

میرے دوست ... پیر حاضر شاہ نے انہیں دوبارہ مخاطب کیا ۔ اس وقت تو جو چاہو مل جائے گا ۔ جو بھی مانگنا ہے ۔ مانگ لے یار ۔

خان بہادر یہ سن کر شش و پنج میں پڑ گئے ۔ انہوں نے سوچا ۔ کہیں پیر حاضر شاہ مذاق تو نہیں کر رہے ہیں ۔ کیونکہ اس وقت ان کے پاس دو تین آدمی اور بھی بیٹھے ہوئے تھے ۔ لیکن پیر حاضر شاہ صرف ان ہی سے مانگنے کا اصرار کر رہے تھے ۔

مانگ لے یار .... مانگ لے یار .... پیر حاضر شاہ نے بڑی ہی ترنگ میں سر گھما کر کہا ۔ جو دل چاہے مانگ لے ۔ اس وقت در مصطفیٰ کھلا ہوا ہے ۔ رحمۃ اللعٰلمین متوجہ ہیں ۔

مجھے جو بھی مانگنا ہے اپنے خدا رب العالمین سے مانگوں گا ۔ خان بہادر نے چڑ کر کہا ۔ وہ ابھی تک سمجھ رہے تھے

Marfat.com

کہ پیر حاضر شاہ اُن سے مذاق کر رہے ہیں۔

ارے دوست ... پیر حاضر شاہ نے اُسی طرح ترنگ میں کہا۔ رب العالمین سے تو ملنے میں دیر لگے گی۔ رحمت العالمین سے جلدی مل جائے گا۔

خان بہادر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں ... پیر حاضر شاہ کا اصرار بڑھتا جا رہا تھا۔ اور ان کے دل میں بھی اپنی دیرینہ خواہش بیدار ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن اتنے آدمیوں کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے جھینپ سے رہے تھے۔ ابھی وہ فیصلہ بھی نہیں کر پائے تھے کہ پیر حاضر شاہ نے تیوری پر بل ڈال کر کہا۔ ابے یار ہم دربارِ مصطفےٰ کے دربان میں ہیں ... چاہیں تو تقدیر بدل ڈالیں۔

پھر وہ سنبھل کر بولے ... یہ وقت ... یہ ساعت ... پھر نہیں آئے گی۔ تمہارے دل میں جو تمنا ہے۔ جو خواہش ہے۔ ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مانگ لو ... اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ مصافحہ کے انداز میں ان کی طرف بڑھا دیا۔

ان کی یہ بات سن کر دوسرے لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ ان کے خیال کے مطابق پیر حاضر شاہ نے بالکل ہی احمقانہ بات کی تھی ... مرزا جی نے اس سلسلہ میں کچھ کہنا چاہا۔ لیکن ایک دوسرے شخص نے خان بہادر کے کان میں سرگوشی کی۔ تمہیں تو عرصہ سے اولادِ نرینہ کی خواہش ہے۔ اپنی اسی ہی خواہش کا اظہار کر دو۔

ہاں ... ہاں ... ایک دوسرے شخص نے بھی اُسی ہی انداز میں تاکید کی۔ جب وہ تم سے بار بار اصرار کر رہے ہیں تو اپنے لئے بیٹا مانگ لو ... پھر اُس نے قدرے نفرت سے کہا۔ پتہ چل جائے گا۔ کتنا بڑا پیر ہے۔

یہ باتیں سن کر خان بہادر کی ہمت بڑھی۔ اور انہوں نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر کہا۔ رحمت العالمین سے کہہ۔ مجھے بیٹا دیدے۔

پیر حاضر شاہ نے خان بہادر کا ہاتھ تھامے ہوئے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ سن لیا حضور ... سن لیا حضور سن لیا حضور ... پھر انہوں نے ایک جھٹکے سے خان بہادر کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور شمشو سے بولے۔ لا بھئی دو پتے تو توڑ دے۔

خان بہادر کی اس اظہار خواہش پر دور بیٹھے ہوئے دو تین آدمیوں نے گردن اٹھا اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔ اور ہنسنے لگے ... خان بہادر اب عمر کے اُس حصہ میں داخل ہو چکے تھے۔ جہاں اولاد کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

شمشو نے پیر حاضر شاہ کا حکم سنتے ہی اپنے سر کے اوپر ہاتھ بڑھا کر ایک شاخ سے دو پتے توڑ کر پیر حاضر شاہ کی طرف بڑھا دیے۔ پیر حاضر شاہ نے پتوں پر کچھ پڑھا اور پھر خان بہادر سے مخاطب ہوئے ... یہ لو ... اور فوراً گھر چلے جاؤ۔ ایک پتہ خود کھا لینا اور ایک اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ خیال رہے کہ سوکھنے نہ پائیں۔

خان بہادر نے بادل نخواستہ پتے ہاتھ میں لئے اور حسب ہدایت فوراً ہی گھر کی طرف چل دیے۔ ابھی وہ دُور نہیں گئے تھے کہ مرزا جی کی آواز سنائی دی۔ وہ پیر حاضر شاہ سے کہہ رہے تھے۔ پیر صاحب ... آپ تو ہمیشہ حاجتمندوں کو پھل وغیرہ کھانے کو دیتے ہیں۔ لیکن آج خلاف توقع اپنے خان بہادر کو پتے کیوں کھانے کو دیدئے۔

لو ... پیر حاضر شاہ نے زور سے ہنس کر جواب دیا۔ گھوڑا گھاس نہیں کھائے گا تو کیا کھائے گا۔ پھر وہ

Marfat.com
Marfat.com

شمشو سے بولے ۔ کیوں بھئی ۔ میں جھوٹ کہہ رہا ہوں ۔ اور شمشو نے حسب معمول اقرار میں گردن ہلا دی ۔
خان بہادر یہ گفتگو سنتے ہوئے آگے بڑھ گئے ۔

★

خان بہادر ابھی گھر سے دور تھے ۔ ۔ ۔ انہوں نے یونہی ایک پتے کو دانتوں میں دبا کر توڑنا چاہا ۔ لیکن وہ پورا پتہ ہی منہ میں چلا گیا ۔ خان بہادر نے تھوڑا سا پتے کو چبایا ۔ اس کا تو ذائقہ ہی کچھ اور تھا ۔ ۔ ۔ ۔ وہ کبھی تو ہاتھ میں تھمے ہوئے پتے کو دیکھنے لگتے اور کبھی ۔ ۔ ۔ ۔ پیر حاضر شاہ کی طرف دیکھتے ۔ ۔ ۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا ۔ اُن کا دوست واقعی پیر ہے یا نہیں ۔ وہ اس ہی سوچ میں گم حویلی میں داخل ہو کر بستر پر لیٹ گئے ۔ ان کی بیوی بچیوں کو کھانا کھلانے سے فارغ ہونے کے بعد باورچی خانہ میں مصروف تھیں ۔ خان بہادر کو بستر پہ لیٹے کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اُن کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے ۔ ۔ ۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد وہ پورے پسینے میں نہا گئے ۔ انہوں نے گھبرا کر اپنی بیوی کو آواز دی ۔ پسینہ ان کے جسم سے پانی کی طرح بہہ رہا تھا ۔ معلوم ہوتا تھا جسم کے تمام مسام کھل گئے ہیں ۔ ان کی بیوی نے تین چار بار پسینہ جسم سے پونچھا ۔ پھر انہیں اپنا جسم بالکل ہی ہلکا محسوس ہوا ۔ ۔ ۔ وہ آرام سے بستر پر لیٹ گئے اور آہستہ آہستہ ان کے جسم میں گرمی آتی چلی گئی ۔ ۔ ۔ انہوں نے دزدیدہ نگاہوں سے اپنی بیوی کو دیکھا ۔ بیوی کو ان کی اس غیر معمولی حرکت پر تعجب بھی تھا اور خوشی بھی ۔ خان بہادر نے انہیں ساری بات بتا دی ۔ پھر پیر حاضر شاہ کا دیا ہوا پتا اُسے بھی کھلا دیا ۔ کچھ ہی دیر بعد ۔ ۔ ۔ بیوی کے جسم سے بھی پسینہ بہہ نکلا ۔ اب خان بہادر اس کا پسینہ پونچھ رہے تھے ۔ پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں ہی نہایت سکون سے میٹھی نیند سو رہے تھے ۔

★

اب خان بہادر تقریباً ہر روز ہی پیر حاضر شاہ کی محفل میں شریک ہونے لگے تھے ۔ اُن کے اور ان کی بیوی کے جسمانی تغیر نے اُنہیں پیر حاضر شاہ کا معتقد بنا دیا تھا ۔ لیکن پیر حاضر شاہ نے اس سلسلہ میں اُنہیں سختی سے اپنی زبان بند رکھنے کا حکم دے دیا تھا ۔ شاید پیر حاضر شاہ اس سلسلہ میں اپنی پبلسٹی نہیں چاہتے تھے ۔
پیر حاضر شاہ ہر روز ہی حاضرین مجلس کو "وحدانیت ، حقانیت ، شریعت اور طریقت کے باریک نقطوں سے آگاہ کرتے رہتے تھے ۔ ایک دن ۔ ۔ ۔ جبکہ ابھی دو تین ہی آدمی آ کر بیٹھتے تھے اور ابھی انہوں نے درود شریف کا ورد ختم ہی کیا تھا کہ مرزا جی بول اُٹھے ۔
حضرت ! اُس دن آپ نے خانصاحب سے اپنی خواہش کے مطابق مانگنے کا اصرار کیا تھا ۔ ۔ ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ اس وقت رحمت العالمین متوجہ ہیں ۔ جو بھی مانگنا ہے مانگ لو ۔
ہاں ۔ ۔ ۔ ہاں ۔ ۔ ۔ کہا تھا ۔ ۔ ۔ پیر حاضر شاہ نے ایسے انداز سے جواب دیا ۔ جیسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آ گئی ہو ۔
میں اس سلسلہ میں وضاحت چاہوں گا ۔ ۔ ۔ مرزا جی نے کہا ۔
کس سلسلہ میں ۔ ۔ ۔ ۔ پیر حاضر شاہ نے چونک کر پوچھا ۔
یہی کہ آپ نے رحمت العالمین سے مانگنے کو کہا تھا ۔ مرزا جی نے جواب دیا ۔ جبکہ دینے والا تو صرف اور صرف "رب"

Marfat.com
Marfat.com

ہے ۔ جو کہ سارے جہانوں کا مالک و مختار ہے ۔

مجھے بھلا اس سے کب انکار ہے ۔ پیر حاضر شاہ نے مختصر سا جواب دیا ۔

جب سارے جہانوں کا مختار کل رب ہے تو پھر کسی اور سے مانگنے کا کیا مطلب ... مرزا جی نے تشریح طلب کی ۔

ہاں ۔۔ یہ بات ہے ... پیر حاضر شاہ نے ایک گہری سانس لے کر کہا ۔ پھر قدرے مسکرا کر بولے ۔ اس بات کو مختصر طور سے اس طرح سمجھ لو ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو بیان کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے ۔۔۔ خداوند قدوس کی جتنی بھی صفات انسانی شعور میں آسکتی ہیں ... وہی تمام کی تمام صفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں آتی ہیں ۔

کیا مطلب ..... مرزا جی نے اچنبے سے پوچھا ۔

مطلب یہ ... پیر حاضر شاہ نے جواب دیا ۔ کہ اگر "رب" رحیم ہے تو میرا پیارا محبوب جس کا میں غلام ہوں رحمت العالمین ہے ۔ اگر رب کریم ہے تو میرا آقا کریم العالمین ہے ۔ غرض کہ جو بھی صفت رب میں ہے وہی صفت میرے آقا میں بھی ہے ۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خداوند قدوس کی ذات ایک ہی ہوئی ۔ مرزا جی نے پوچھا ۔

یہ تو اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے ... پیر حاضر شاہ نے ہنسکر جواب دیا ۔ جو جس طرح چاہے ۔ حضور اکرم کی ذات کو سمجھ لے ۔ لیکن ... انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو اٹھا کر کہا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس در سے کبھی کوئی خالی نہیں گیا ۔ جس نے جو بھی مانگا ۔ مل گیا ۔

رب بھی تو اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتا ۔ مرزا جی نے سوالیہ لہجہ میں کہا ۔

ہاں ... لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ رب العالمین ہے اور حضور اکرمؐ رحمت العالمین ہیں ۔ پیر حاضر شاہ نے مسکرا کر جواب دیا ... پھر اس سے مانگنے کے طریقے ہیں ۔ قوانین ہیں ۔ انہوں نے قدرے لاپرواہی سے کہا ۔ کون ان جھنجھٹوں میں پڑتا پھرے ۔

پیر صاحب ! آپ کی کوئی بھی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے ۔

اچھا بھئی ۔ تو لو آسانی سے سمجھ لو ... پیر حاضر شاہ نے قدرے سنبھلکر کہا ۔ دینے والی ذات تو صرف اللہ ہے لیکن جس طرح نماز میں اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ضروری قرار دیا ہے ۔ اس ہی طرح مانگنے کے طریقہ "دعا" میں بھی درود شریف کو پڑھنا ضروری ہے ۔ بس ظاہر ہے کہ عبادت اور دعا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر مکمل نہیں ۔ تو پھر اب ... یہ کہکر وہ ایک دم اپنی نشست سے اُٹھے اور بید ہاتھ میں پکڑ کر گھر کی طرف جاتے ہوئے بولے ۔ ہم کیا کریں ۔ جب ذات الٰہی خود یہ چاہتی ہے تو ہم اس کے وسیلہ سے کیوں نہ مانگیں ۔ درود شریف پڑھنا عبادت ہے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی درود و سلام پڑھتا ہے ۔

اتنا کہہ کر انہوں نے شمشو کی طرف دیکھا ۔ جیسے پوچھ رہے ہوں کہ میں جھوٹ تو نہیں کہہ رہا ہوں ۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوگئے ۔

★

Marfat.com

خانصاحب ... کا گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ ان کی برسوں کی تمنا آج پوری ہو گئی تھی ... اللہ کی اس عنایت پر انہوں نے شکرانہ کے نفل ادا کئے۔ اور اپنے بچپن کے دوست دیوان موتی رام کے گھر سب سے پہلے اطلاع کرائی۔ خانصاحب کے گھر لڑکا ہونے کی خوشخبری سنکر دیوان موتی رام کو خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی ... وہ جانتے تھے کہ خان بہادر پہلے ہی سے چار بیٹیوں کے باپ تھے .... انہیں عرصہ سے لڑکے کی تمنا تھی اور اس کی خاطر انہوں نے پیروں فقیروں اور کئی مشہور درگاہوں کے چکر کاٹے تھے۔ لیکن جب ان کی تمنا پوری نہ ہوئی تو تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ اب ایکا ایکی خدا نے انہیں چاند سا بیٹا دیدیا تھا۔ ان کی دیرینہ خواہش پوری ہو چکی تھی۔ لیکن دیوان موتی رام کو افسوس اس بات کا تھا کہ انہوں نے اس بات کی کانوں کان کسی کو خبر تک نہ ہونے دی .... دیوان موتی رام لڑکے کی پیدائش کی خبر ملنے کے تھوڑی دیر بعد ہی۔ ان کے گھر مبارک باد دینے اور گلے شکوے کرتے پہنچ گئے۔ خانصاحب کے گھر کے دروازہ پر فقیر اور بھانڈ کھڑے اپنا انعام وصول کر رہے تھے ..... اندر سے عورتوں کے گانے بجانے کی آوازیں آرہی تھیں دیوان موتی رام کو دیکھتے ہی خان بہادر سب کو چھوڑ چھاڑ کر ان کی طرف لپکے .... دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ گئے .... دیوان موتی رام نے انہیں مبارکباد دی۔ خان بہادر نے خوشی سے بے قابو ہو کر انہیں دو تین بار سینہ سے چمٹایا

دیوان موتی رام نے مبارک باد دینے کے بعد نہایت ہی برنجیدہ خاطر ہو کر کہا۔

میں نہ صرف آپ کو اپنا دوست سمجھتا ہوں بلکہ بھائیوں کی طرح چاہتا بھی ہوں۔ لیکن مجھے افسوس ...

آؤ .... آؤ ... خان بہادر ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولے۔

تمہارا شکوہ صحیح ہے ..... لیکن میری بات بھی سنو۔

اس کے بعد وہ دونوں ہی بیٹھک میں پہنچکر سرکنڈوں کے بنے ہوئے مونڈھوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی ایک ملازم اندر داخل ہوا۔ خان بہادر نے اسے چائے اور مٹھائی لانے کو کہا۔

ملازم کے جانے کے بعد خان بہادر دیوان موتی رام سے بولے ... یار .... میں جانتا تھا کہ جب تمہیں بھتیجہ ہونے کی خوشخبری ملیگی تو تم ضرور مجھ سے شکوہ کرو گے کہ میں نے تم سے اس بات کا تذکرہ کیوں نہیں کیا۔

ہاں ... یہ بات تو ہے ... دیوان موتی رام نے شکوہ سے کہا۔

لیکن ... میں ... مجبور تھا ... خان بہادر نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

ایسی بھی کیا مجبوری تھی .... دیوان موتی رام نے اسی انداز سے پوچھا۔

یار ... مجھے پیر صاحب نے منع کر دیا تھا ... خان بہادر نے بے دھڑک کہا۔

پیر صاحب نے منع کر دیا تھا ... دیوان موتی رام نے اچنبے سے پوچھا۔ پھر بے تابی سے بولے تو کیا یہ سب کسی پیر کا کرشمہ ہے۔

اور نہیں تو کیا .... خان بہادر نے ہنس کر جواب دیا۔

ہونہہ ... دیوان موتی رام آنکھیں گھوما کر بولے۔ جب ہی تو میں بھی کہوں کہ بھگوان نے اچانک ہی میرے دوست کو کیسے نواز دیا۔ پھر انہوں نے رازداری سے پوچھا۔ لیکن یہ سب کچھ ہوا کیسے۔

Marfat.com
Marfat.com

خواجہ شمس الدین عظیمی

آپ کے مسائل

اس کالم میں آپ کے مسائل کا روحانی اور نفسیاتی حل پیش کیا جاتا ہے۔
اس کالم میں شائع ہونے والے جوابات سے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے مگر جس مسئلہ کے جواب میں یہ لکھا ہوا کہ بغیر اجازت یہ عمل نہ کریں اس کے لئے نگران "آپ کے مسائل" سے اجازت لینا ضروری ہے۔

ہنستی ہوں تو چہرہ پر جھریاں پڑجاتی ہیں

میں بہت چھوٹی تھی تو امی جان وفات پاگئیں۔ ابو نے دوسری شادی رچالی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد اچانک میرا نکاح کر دیا گیا اس وقت تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ منی میں آکر رخصتی کروا کر ساتھ لے جائیں گے لیکن کئی منی گذر گئے چونکہ سن کے بارے میں کچھ طے نہیں ہوا تھا۔ اس لئے میں کیا جاسکتا کہ منی کب آئے گا۔ نکاح کے بعد اچانک میری آنکھوں کے نیچے کی جگہ کھنچ گئی۔ دراصل میں نے اپنی سہیلی کے مشورے سے اپنے منہ پر اور ہاتھوں پاؤں پر انڈے کی سفیدی کا ملیک لگایا تھا اور لگاتار آٹھ دس دن تک لگاتی رہی جب کہ وہ دس پندرہ دن کے بعد ایک دفعہ ہی لگتا ہے۔ لیکن مجھکو معلوم نہ تھا۔ اب معلوم نہیں اس کے غلط استعمال سے یا قدرتی طور پر میری آنکھوں کی نیچے کی جگہ کھنچ گئی ہے آنکھوں کے اندر۔ آنکھوں کے نیچے اور اردگرد اور اوپر درد بھی ہے اور خارش اور سوزش بھی بہت ہے جب ہنستی ہوں تو چہرہ پر جھریاں پڑجاتی ہیں۔ اس بات کو پانچواں مہینہ ہے۔ رتی بھر فرق نہیں ہوا بہت سے آئی اسپشلسٹ کو بھی دکھایا۔ آنکھوں کے ڈاکٹروں کے علاوہ عام ڈاکٹروں کو بھی دکھایا ہے۔ آنکھوں کے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آنکھوں کی کوئی تکلیف نہیں۔ جب ان دواؤں سے آرام نہیں آتا تو وہم کہہ دیتے ہیں اب آپ ہی بتائیں کہ کیا کبھی وہم سے درد یا خارش ہوتی ہے جب بھی تیز روشنی دیکھوں، چولہے کے پاس جاؤں یا سلائی یا لکھائی پڑھائی کا کام کروں تو درد تیز ہو جاتا ہے اس وقت بھی بہت درد ہے آنکھوں کے نیچے تو سوزش بھی محسوس ہوتی ہے۔ کبھی سوچتی ہوں کہ شاید کسی نے جادو وغیرہ کرا دیا ہے براہ کرم ضرور بتائیں براہ کرم ضرور بتائیں کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اور علاج بھی ضرور بتائیں۔ اور ہاں! ایک بات میں بھول گئی وہ یہ ہے کہ میرے ہاتھوں اور پاؤں پر بھی جھریوں کی طرح کی لکیریں پڑگئی ہیں اب معلوم نہیں یہ بھی انڈے کی سفیدی

Marfat.com
Marfat.com

سے ہو رہا ہے یا اور کوئی وجہ ہے میں تو ان باتوں یعنی آنکھوں ہاتھوں اور پاؤں کی وجہ سے ہی پریشان تھی کہ دس بارہ دن سے میں محسوس کر رہی ہوں کہ میرے دونوں بازوؤں پہ بھی لکیریں پڑ رہی ہیں (ہاتھوں اور کہنیوں کے درمیان) لیکن میں نے بازوؤں پہ تو انڈا نہیں لگایا تھا۔ معلوم نہیں ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ہاں میں مانتی ہوں کہ چالیس سال کی عمر بہت ہوتی ہے لیکن آپ یقین مانیں نکاح سے پہلے میں بہت کم عمر لگتی تھی میری عمر اٹھارہ سال سے زیادہ کی ہرگز نہیں لگتی تھی لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ چند ماہ میں ہی ایسا کیوں ہو گیا ہے۔ جبکہ مجھ سے سات آٹھ سال بڑی لڑکیوں کے بازوؤں پر ابھی کوئی شکن نہیں ہیں تو پھر بلاوجہ میرے کیسے پڑ گئے ہیں؟ اگر عام حالات ہوتے تو میں اس بڑی عمر میں شادی کبھی نہ کرتی۔ لیکن کیا کروں؟ اپنے والدین ہی نہیں۔ انکل شادی کا نام ہی نہیں لیتے۔ اب بھی نانی اماں کے مجبور کرنے سے اور میری ایک کزن رشتہ لے آئیں اور مجبور کیا تو میں نے ہاں کر دی۔ دوسرے مجھے خالہ نے سمجھایا کہ ساری زندگی کیسے گزارو گی۔ اکیلے زندگی گزارنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جس عمر میں بھی ہو کر لو، تمہارا گھر تو بن جائے گا تم کونسا بڑی لگتی ہو، میں نے بھی سوچا جیسا بھی ہے گھر گھر کی ٹھوکروں سے اپنا گھر تو بن جائے گا آپ زمانے کے حالات جانتے ہی ہیں میرے انکل بہت اچھے سہی لیکن ساری زندگی کا خرچہ ۔۔۔۔ اب بیمار ہوئی ہوں تو پہلے علاج کرواتے رہے لیکن اب سب یہی کہنے لگے ہیں کہ مجھے وہم ہے اور شاید میں رخصتی جلدی چاہتی ہوں میرے لئے محفل مراقبہ میں ضرور دعا کروائیں۔ نوازش ہوگی۔ آپ چہرے کی روئیں دور کرنے اور چہرے میں کشش پیدا کرنے کے لئے عام طور پر سورۂ یوسف کی تلاوت بتاتے ہیں اور دم کر کے ہاتھ کو چہرے پر ملیں۔ کیا میں بھی روزانہ یہ سورۃ پڑھ کر اپنے ہاتھوں، بازوؤں اور منہ پہ دم کر سکتی ہوں؟

جواب:- مطلوبہ عمل آپ شوق سے کریں اور محفل مراقبہ میں آپ کے لئے دعا کرا دی جائے گی۔

سولہ سال سے بیمار ہوں

محمد افضل ـــــ باباجی! میں کہاں جاؤں کس حکیم کے پاس جاؤں کس ڈاکٹر کے پاس جاؤں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ قدرت کس طرح مجھے شفا دے گی۔ میں بہت مجبور ہوں بہت پریشان ہوں۔ اس وقت میری عمر تقریباً تیس سال ہے سولہ سال سے اس تکلیف میں مبتلا ہوں جسے میں نزلہ ہی کہہ سکتا ہوں پہلے سات آٹھ سال تک کوئی علاج نہیں کیا صرف بدہضمی کی شکایت سمجھ کر کوئی ہاضمے کی گولی کھا لیتا تھا۔ مگر اس سے فائدہ کہاں ہوتا۔ بات بھی ایسی تھی کہ والدین کو بھی اور دیگر لوگوں کو بھی نزلہ کے گرنے کی پوری تفصیل نہیں بتا سکتا تھا۔ کیونکہ جتنا نزلہ گرتا تھا اس سے بہت زیادہ بدبو آتی تھی۔ خاص کر جب رات کو سونے کے دوران منہ اور حلق بدبودار لعاب سے بھر جاتا اور رات کو کئی کئی بار کلیاں کرنی پڑتیں تو کس منہ سے کس سے کچھ کہتا۔ بدبودار بلغم اور لعاب بائیں ناک کے نتھنے سے حلق میں گرتا ہے سارے دن تھوکتا رہتا ہوں مگر رات کو بارہ بجے صبح تک بدبودار لعاب تھوکتا رہتا ہوں۔ پورا جسم کمزور ہو چکا ہے آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ اتنے عرصہ سے بدبودار لعاب جو حلق سے رس کر سینہ میں ہوتا ہوا پیٹ میں بھی جا رہا ہے۔ جسمانی صحت کا کیا حال ہو گیا ہوگا۔ اب تو میری ہڈیاں بھی کمزور ہو گئی ہیں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا ہوں۔ زبان پہ میل کی تہ دانتوں پہ میل کی تہ جس کو برش کے ساتھ صبح کو خوب صاف کرتا ہوں۔ اب ذرا علاج کا بھی حال سن لیجئے۔ میں نے سات آٹھ سال سے اپنی طرف سے علاج کروانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ دو تین سال پہلے کی بات ہے کہ میں نے ای، این، ٹی کو دکھایا۔ انہوں نے کہا کہ ناک میں خرابی ہے اپریشن ہوگا۔ خدا خدا کر کے اپریشن کو تیار ہوا۔ لیکن دو دفعہ اپریشن کے بعد بھی ناک میں

Marfat.com

Marfat.com

خرابی ختم نہیں ہوئی۔ پھر ہومیو پیتھک کا علاج کیا اس کے بعد حکیم کا علاج شروع کیا اور بالآخر تنگ آکر حکیم کا علاج بھی چھوڑ دیا۔ اب پھر کچھ دنوں سے E.N.T کا علاج کر رہا ہوں ایکسرے بھی لیا ہے کہتے ہیں کہ بائیں ناک میں تھوڑی سی خرابی ہے۔ خدا کے لئے اپنے علم کے مطابق۔ ٹیلی پیتھی، روحانی علم کے ذریعہ، رنگ و روشنی کے ذریعے، میری بیماری کی تشخیص کریں اور علاج بتائیں۔ بندہ تاعمر دعاگو رہے گا۔ ایک بات اور تحریر ہے کہ سات آٹھ سال کے دوران میں، میرے کانوں سے بھی گاہے گاہے کبھی مسلسل بدبودار ہلکے پیلے رنگ کی پیپ خارج ہوتی رہتی تھی جو آج سے تین چار ماہ پہلے نیلے رنگ کا پانی استعمال کرنے سے بند ہو گئی ہے

جواب:۔ جس کا علاج یہ ہے کہ دو عدد پلیٹوں پر لکھ کر زرد شعاعوں کے پانی ۲-۲ اونس سے دھو کر دونوں وقت کھانے سے پہلے پئیں۔ مسلسل بلاناغہ پرہیز کے ساتھ ۲ ماہ تک علاج جاری رکھیں فائدہ نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ پرہیز نہیں کرتے۔ کوئی بھی علاج اس وقت کارآمد ہوتا ہے جب پرہیز کیا جائے۔

انسانی جسم میں رنگ اور روشنی کا عمل

آپ کا شفقت سے بھرا ہوا خط مجھے اس وقت ملا۔ جب میں گھر میں بالکل تنہا تھا اور انتہائی یاسیت کا شکار تھا آپ کے اس خط نے مجھ میں نئی طاقت پیدا کر دی آپ کے حکم کے مطابق میں نے پابندی سے یاحیُ یاقیوم پڑھنا شروع کر دیا ہے لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ شب قدر کی رات دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شہر جاؤں اور آپ کی تصنیف کی ہوئی کتاب روحانی علاج لے آؤں سو میں نے یہی کیا اور جس طرح اجازت نامہ حاصل کرنا تھا اسی طرح کیا اور پھر روزانہ ایک گھونٹ پانی پر نہاد ھنہ الرضاعت عمّا نوفیل پڑھ کر پینا شروع کر دیا بہت افاقہ محسوس کرتا ہوں میں نے اُس کی زکوۃ بھی ادا کر دی ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی دعائیں ہر وقت شامل حال رہیں آپ نے میرے خواب کو اچھا بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ کسی بزرگ کی صحبت اختیار کر دل میں یہ جسارت کرتا ہوں کیا آپ کے در پر میرے لئے کچھ نہیں ہے؟ اگر ہے تو عنایت کر دیجئے ورنہ وہ بصارت دے دیجئے کہ میں کسی بزرگ کو پہچان سکوں اور اپنا نصیب آزماؤں میں پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ آپ ہی میرے سب کچھ ہیں مجھے کوئی اور راستہ نہ دکھائیے۔ کشف القلوب تو ولایت کا پہلا درجہ ہوتا ہے اور آپ نے تو پتہ نہیں کتنے مدارج طے کئے ہوئے ہیں کیا اک نظر کرم مجھ پر نہیں ہو سکتی؟ آپ نے تو مجھ گنہگار کو تو یہاں تک سکھا دیا ہے کہ میں آپ کے لئے دعا کروں اور اس کے لئے آپ نے پیشگی شکریہ بھی ادا کر دیا ہے خواجہ صاحب ہم تو پہلے ہی سے تہی دامن اور طالب دعا ہیں۔

من عاصیم من گناہگارم من خطا دارم
من سزاوارم رحم کن بہر حال مایادی

ہماری طب (ELOPETHY) میں بادی بواسیر نامی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جو مجھے تکلیف ہے اُسے ہماری زبان میں (ANAL FISSUXE E CENFIN. Dilatation AL PILE) کہتے ہیں جس کا علاج ہے جس سے میں بہت ڈرتا ہوں کیونکہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ بہت نروس ہوں اس کا علاج بھی براہ مہربانی بتا دیجئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا آپ کی کتاب روحانی علاج میں فعلن فعلن فعلن فعل طہارت کرتے وقت بڑی انگلی سے صحیح کرنا ہے اور پڑھتے رہنا ہے وہ تو میں کر رہا ہوں لیکن کوئی دوا ہو تو وہ بھی بتا دیجئے۔ خدا کرے وہ دن آئے کہ طالب اپنے مطلوب سے مل جائے میں حتی الامکان کوشش کروں گا کہ رنگ اور روشنی والے علاج سے جتنے لوگ استفادہ کر سکیں اور اس کے ساتھ روحانی علاج سے بھی فائدہ حاصل کریں لیکن جناب آپ کو پتہ ہے

کہ یہ کیسا دور ہے نام نہاد پیر فقیر حکیم ڈاکٹر اتنے ہو گئے ہیں کہ اصل اور نقل کی پہچان بھی مشکل ہو گیا ہے۔ قبلہ میرا پیشہ ایک ڈاکٹر کا ہے میں چاہتا ہوں کہ دنیاوی عزت کے ساتھ روحانی عزت بھی حاصل ہو جائے میں خلق خدا کی خدمت کر سکوں اور اپنے گھر کے افراد کی کفالت بھی کر سکوں۔ خواجہ صاحب میں نے پاگل خانہ میں ۶ ماہ کام کیا ہے ۸۰٪ جو مریض میری نظر سے گزرے ان کے Symptoms یہ تھے کہ فلاں بزرگ نے یہ حکم دیا ہے یا فلاں بزرگ مجھ سے باتیں کرتا ہے اور میں اس کا تابع ہوں کچھ تو یہ بھی کہتے تھے کہ وہ دیکھو دیارِ حبیب سامنے ہے وغیرہ' اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بغیر مرشد کے کثرت وظائف سے ان لوگوں کا یہ حال ہو گیا ہے اس بیماری کو ...... (SCHIEZOPHRENIA) اور دوائی دی جاتی ہے لیکن ان کو پھر زندگی بھر یہ دوائیں کھانی پڑتی ہیں کیونکہ دوائی چھوڑنے سے پھر وہی حال ہو جاتا ہے دوران دوائی بھی وہ (SEMI NORMAL) ہوتے ہیں ایسے لوگوں کا کیا کیا جائے جو بیچارے زندہ رہ کر بھی مر چکے ہیں اور (CHRONIC) بن کر اپنی کوٹھی تک محدود ہو چکے ہیں۔ کیا ان کے لئے کچھ کیا جا سکتا ہے کوئی افضل و احسن طریقہ علاج ہو تو راہنمائی کیجئے۔ خواجہ صاحب میں اکثر روحانی ڈائجسٹ پڑھتا ہوں اور جب "واردات" پر پہنچتا ہوں تو میری کیفیت عجیب ہوتی ہے اور سوچتا ہوں کہ اگر پروفیسر صاحب یہ پڑھیں تو صاحب واردات کو اپنی PSYCHIATRY کے کونسے PHASE میں رکھیں گے لیکن آپ کی روحانی نظر ان کے ساتھ ہے اسی لئے وہ بچے ہوئے ہیں۔

جواب:- یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ رنگ اور روشنی سے علاج کے طریقے پر مریضوں کو سو فیصد فائدہ ہوا لیکن اتنا ضرور ہے کہ اگر اس کتاب میں لکھے ہوئے علاج کے مطابق عمل کیا جائے تو ننانوے فیصدی فائدہ ہو گا۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علاج مفت برابر ہے آسان ہے اور کوئی پابندی یا کسی قسم کا قابل ذکر پرہیز ان علاجوں میں نہیں کیا جاتا۔ اور یہ علاج ہر گھر میں جو پانی استعمال ہوتا ہے اسی پانی سے ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ چند قسم کے رنگ اور چند قسم کی روشنیاں پانی میں سرایت کر جاتی ہیں۔ جب یہ پانی استعمال ہوتا ہے تو معدہ اس کو چیک نہیں کرتا بلکہ براہ راست یہ پانی خون اور اعصاب میں شامل ہو جاتا ہے یہ اس کی بڑی خصوصیت ہے جو دنیا کی کسی دوا میں نہیں ہے آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انسانی جسم کے اندر یہ پانی کیا تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ پانی خون کے اندر دور کرتا ہے جیسے عام پانی دور کرتا ہے یہ خصوصیت بھی دنیا کی کسی دوا میں نہیں ہے۔ تیسری سب سے بڑی اہمیت اس کی یہ ہے کہ یہ پانی جس وقت خون کے اندر گردش کرتا ہے اس وقت رگوں، نسوں اور گوشت پوست کے اندر اس کا رنگ اور اس کی روشنیاں تحلیل ہو جاتی ہیں اور عام پانی جو باقی رہا وہ خارج ہو جاتا ہے پسینے کے ذریعے یا بول و براز کے ذریعے۔

دنیا کی ہر دوا اپنا اثر چھوڑتی ہے اور اپنا اثر چھوڑ کر خارج ہو جاتی ہے رنگ اور روشنی کی طرح اعصاب میں پیوست نہیں ہوتی۔ یہ اسی علاج کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ رنگ اور روشنی سے جو پانی الگ ہوتا ہے وہ پانی اعصاب، رگوں، دل اور دماغ اور خون کے ذرات سب کو دھو ڈالتا ہے اور جتنے زہریلے مادے ہوتے ہیں انہیں اپنے ساتھ لے جاتا ہے جو خارج ہو جاتے ہیں۔ آپ رنگ اور روشنی سے علاج کے طریقے کو استعمال میں لائیں انشاء اللہ اس سے اللہ کی مخلوق کو بہت فائدہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت کا مسئلہ

بعد آداب عرض ہے کہ روحانی ڈائجسٹ پڑھا میرے خاوند مقبول شاہ نے آپ سے میری بیعت کے متعلق سوالات کئے ہیں اس بارے میں چند گذارشات روانہ کر رہی ہوں تاکہ آپ کو اصل حالات کا علم ہو جائے چند ماہ پہلے جب میں سلسلہ عظیمیہ میں بیعت ہونا چاہتی تھی تو میں نے اپنے خاوند سے اس کا تذکرہ رہا تھا۔ اس کے جواب میں مجھے انہوں نے ہاں یا نہیں میں کوئی جواب نہیں دیا۔ جب میں بیعت ہو گئی تو تب بھی میں نے ان کو بتا دیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جس عورت کا شوہر ہو وہ کسی کی بیعت نہیں ہو سکتی تمہارے لئے سب سے بڑا پیر میں خود ہوں اور اس طرح کی کی باتیں کرتے رہے اس کے علاوہ نافرمانی کے متعلق جو انہوں نے لکھا ہے کہ عرض ہے کہ میں نے آج تک ان کی ہر بات مانی ہے جس دن انہوں نے خط لکھا اس دن ایک نافرمانی مجبوری کی حالت میں سرزد ہوئی۔ ہوا یوں کہ میرا بھائی میکے لے جانے کے لئے آیا تھا میری والدہ صاحبہ کی طبیعت خراب تھی پہلے میرے خاوند بھی میرے ساتھ جانے کیلئے تیار تھے پھر اچانک ہی انہوں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا تم بھائی کے ساتھ چلی جاؤ پھر بعد میں کہنے لگے کہ ایک دو دن بعد جائیں گے۔ چونکہ میری والدہ کی طبیعت زیادہ خراب تھی اسلئے میں نے کہا کہ میں ضرور جاؤں گی اور میں چلی گئی اس کے علاوہ میرے خاوند کی ایسی بے شمار باتیں جو کہ میں لکھنا نہیں چاہتی۔ میں نہیں چاہتی کہ ان کی بدنامی ہو۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ میرے خاوند حق پہ ہیں یا میں حق بجانب ہوں۔

جواب:۔ اس مسئلہ کے بارے میں اعلحضرت فاضل بریلویؒ کا فتویٰ نقل کیا ہے جو شائع کیا جا رہا ہے۔ جس کو ایک قاری نے روحانی ڈائجسٹ کے نام ارسال کیا ہے۔ عظیمی

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے جس طرح آپ خدمت انجام دے رہے ہیں وہ بلاشبہ قابل تعریف ہے روحانی ڈائجسٹ میں کسی صاحب نے اعتراض کیا ہے آپ نے میری اجازت کے بغیر میری بیوی سے بیعت کیوں لی؟ اس بارے میں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ملت مولانا مفتی حافظ شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ علیہ کی ایک کتاب کا حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بغیر اجازت مرید ہو گئی تو کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر بیعت ہو سکتی ہے (احکام شریعت صفحہ ۱۶۴) مسعود احمد کراچی

جلد پر داغ پڑ گئے ہیں۔

قاری محمد اعظم بخاری۔ لاہور۔ پچھلے سال گرمیوں میں میرے پیٹ اور پیٹھ پہ کافی سارے دانے نکل آئے تھے جو گرمی دانوں کی طرح تھے لیکن اندر کی طرف تھے جس وقت میں انہیں پھوڑنے کے لئے ناخن سے دباتا تھا تو یہ پیپ کی طرح بن کر واضح ہو جاتے تھے اور میں انھیں پھوڑ دیتا تھا اور جس طرح گرمی دانوں میں سے پانی نکلتا ہے بالکل اسی طرح ان میں سے بھی پانی نکلتا تھا ان دانوں سے مجھے کوئی خاص تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ نقصان یہ ہوا کہ ان دانوں کو پھوڑنے سے جگہ جگہ کالے نشان پڑ گئے ہیں جو بہت برے لگتے ہیں۔ اس سال پہلے کی طرح پھر دانے نکلنا شروع ہو گئے ہیں۔

جواب:۔ جلد پر جو داغ پڑ گئے ہیں وہ تو آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گے اس کے لئے کسی علاج یا دوا کی ضرورت نہیں ہے البتہ مزید دانے نہ نکلیں اس کے لئے ''ہمدرد'' کی صافی کی شیشیاں استعمال کریں کھانوں میں گرم چیزوں سے پرہیز کریں روزانہ دو وقت غسل کریں

Marfat.com
Marfat.com

دماغ میں ٹیومر

جناب میری ایک عزیزہ ہیں ان کی ایک لڑکی ہے جس کی عمر چھ سال ہے تین سال پہلے اس کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ لڑکی کے دماغ میں ٹی بی ہے میری عزیزہ چونکہ ایک نہایت غریب خاتون ہیں لہٰذا کوئی خاطر خواہ علاج نہ کر سکیں اب لڑکی کی یہ حالت ہوگئی ہے جتنا قد تین سال پہلے تھا اتنا ہی اب بھی ہے لڑکی اپنی کسی بھی تکلیف کا اظہار صرف رو کر سکتی ہے اٹھ کر نہیں بیٹھ سکتی۔ غذا بھی نہیں نگل سکتی بلکہ ایک ٹیوب کے ذریعے غذا اس کے جسم میں داخل کی جاتی ہے خدارا اس لڑکی کے لئے کوئی وظیفہ تجویز کریں۔

جواب:- ہر چھ گھنٹے کے بعد گھڑی دیکھ کر وقت کی پابندی کے ساتھ ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ سورہ بقرہ کی آیت الٓمّٓ سے یومنون بالغیب پڑھ کر بچی کے گردوں کی جگہ دم کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ عمل ایک ہی صاحب یا صاحبہ کریں کوئی بھی کر سکتا ہے۔ صرف فرصت کی پابندی ضروری ہے۔

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

نعوذ باللہ کیا اللہ تعالیٰ کے کلام میں شفا نہیں ہے یا کیا مجھے اللہ تعالیٰ مجھے شفا نہیں دے سکتا؟ اگر خدا مجھے شفا دے سکتا ہے اور خدا کے کلام میں بھی شفا ہے تو پھر میں کیوں ٹھیک نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرتا ہے مگر میرے ساتھ تو انصاف نہیں کیا میرے ساتھ تو زیادتی کی ہے کہ اس نے مجھے پیدا کیا اور اب خوشیاں نہیں دے سکتا یہ کیسا انصاف ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے انصاف یہ تھا کہ مجھے پیدا ہی نہ کرتا اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ انصاف ہے کہ زندگی بھر اپنوں اور غیروں کے سفینوں میں تھپیڑے کھا رہا ہوں۔ پہلے تو والدین کے سہارے زندگی گزار رہا تھا اب والدین بھی اس دنیا میں نہیں رہے میں تنہائی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ عظیمی بابا اگر آپ نے میرے حال پر رحم نہیں فرمایا اور مجھے شفا نہ دلوائی تو میری دنیا اور آخرت دونوں تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ میری پریشانی، مجبوری کو مدنظر رکھ کر میرے لئے آسان اور کم مدت کا علاج بتا دیں۔ ورنہ میں سمجھوں گا کہ آپ بھی بس ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو لوگ آپ کو خط لکھتے ہیں کہ یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا ہے سب پبلسٹی ہے میرے امراض یہ ہیں۔

۱۔ جریان ۲۔ سرعت ۳۔ نامردی ۴۔ پیٹ میں گیس بھر جانا۔ ۵۔ معدہ کی مستقل خرابی۔

نوٹ:- میری عمر چالیس سال کے لگ بھگ ہوگی اور اب تک غیر شادی شدہ ہوں۔ روحانی ڈائجسٹ میں ایچ۔ ایم۔ آر لکھیں پورا نام شائع نہ کریں۔

جواب:- سیسے (LEC) کی پلیٹ میں سے دو انچ کے دو ٹکڑے کٹوا لیں ایک ٹکڑا بائیں گردے کی جگہ اور دوسرا ٹکڑا سیدھے گردے کی جگہ باندھ لیں۔ ثابت چھالیہ لے کر اس کو جلا دیں جب خوب اچھی طرح شعلہ پکڑ لے اس کے اوپر توا ڈھانپ دیں۔ تاکہ چھالیہ کوئلہ بن جائے۔ اس کوئلہ کو کھرل میں نہایت باریک پیس کر سفوف بنا لیں ایک ایک ماشہ صبح شام کچے دودھ کی لسی کے ساتھ کھائیں جہاں تک آپ کا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے تو آپ کو چاہیئے کہ آپ ان لوگوں کو دیکھیں۔ جن کی آنکھیں نہیں ہیں۔ وہاں جائیے جہاں ہاتھ پیر سے معذور لوگ رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو دیکھئے جو چند گھنٹے کی گہری نیند کے لئے ترستے ہیں پاگل خانہ میں جائیے اور وہاں دیکھئے کہ لوگ کس حال میں ہیں ان بستیوں کا دورہ کیجئے۔ جہاں افلاس، عفریت بن کر لوگوں کو ڈس رہا ہے۔ پیدا ہونے

Marfat.com
Marfat.com

کے بعد اگر یہ سب چیزیں بھی آپ کو مستقل ہو جائیں تو آپ کیا کر سکتے تھے ؟ ایک بات ہمیشہ یاد رکھو - جو لوگ شکر نہیں کرتے وہ پریشان حال رہتے ہیں جو لوگ ادب نہیں کرتے وہ بدنصیب بن جاتے ہیں - باادب بانصیب بے ادب بے نصیب -

بازار میں میرے پیر کا جوتا نہیں ملتا -

میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں بہت بڑے بڑے ہیں میرے پاؤں اتنے بڑے ہیں کہ جوتا ملنا مشکل ہو گیا ہے میں کئی سال سے سخت دکھ اور پریشانی کا شکار ہوں سب لوگ میرے پاؤں کو دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں اور ہنستے ہیں ان کے مذاق سے میرا دل چھلنی ہو گیا ہے خدارا کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میرے پاؤں عام لڑکیوں کی طرح ہو جائیں ہر نماز کے بعد دعا مانگتی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی نیاز بھی مان چکی ہوں کہ اگر میرا یہ مسئلہ حل ہو گیا تو میں اپنی منت ضرور پوری کروں گی - آپ میرے روحانی باپ ہیں خدا آپ کو جنت نصیب کرے آمین -

جواب :- صبح سورج طلوع ہونے سے قبل دوپہر سورج زوال کے بعد شام سورج غروب ہونے سے پہلے اور رات کو سوتے وقت دو لوٹے پانی پیروں پر ڈالیں - طریقہ یہ ہوگا کہ تخت یا لکڑی کی چوکی پر کھڑی ہو کر، ایک لوٹا پانی ٹونٹی سے الٹے پیر کے اوپر ڈال دیں ، دوسرا لوٹا پانی سیدھے پیر کے اوپر ڈالیں - یہ عمل تین ماہ تک جاری رکھیں انشاء اللہ پیروں کی ساخت نارمل ہو جائیں گی ۔۔۔۔

قارئین میں سے کوئی صاحب یہ سوال ضرور کریں گے کہ ایک لوٹا پانی پیروں پر ڈالنے سے بڑے پیر کس طرح چھوٹے ہو جائیں گے ؟ ۔۔ یہ علاج پیراسائیکولوجی سے تجویز کیا گیا ہے -

چھ سال سے نیند کے لئے ترس رہی ہوں !

ثریا جبیں ۔۔۔۔ میں روحانی ڈائجسٹ کی مستقل قاری کبھی نہیں رہی - دو تین سال قبل آپ کی طرف تین چار خطوط لکھے مگر آپ نے کوئی خاص اہمیت نہیں دی کبھی دو لائنوں کا جواب دیکر ٹرخا دیا اور کبھی خالی دعاؤں سے پیٹ بھر دیا - خیر مجھے آپ سے شکایت نہیں اور نہ ہی شکایتیں لکھنے کی خاطر یہ خط لکھ رہی ہوں - سیدھی سچی بات کہنے اور لکھنے کی عادی ہوں - اور محبت اور احترام کی نمائش کو پسند نہیں کرتی - اس لئے لمبے چوڑے القاب اور تعریفیں نہیں لکھ رہی ہوں میں تو بس یہ سمجھتی ہوں آپ دوسروں کے دکھوں پہ مرہم رکھتے ہیں لوگوں کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے ہیں پریشان حال لوگوں کے لئے امید کی کرن ہیں - ایسے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون دے سکتا ہے ؟

میں آجکل ذہنی طور پر اپ سیٹ ہوں پچھلے تین چار ماہ سے آپ کی طرف خط لکھ کر مشورہ لینے کا خیال بار بار آ رہا ہے - ہر بار کسی دوسرے خیال نے رکاوٹ ڈالی - کئی دنوں سے یہ خواہش شدید تھی - اور آج میں نے تین چار بار کاغذ قلم اٹھایا اور رکھا ہے اپنی ان سوچوں سے پریشان ہو کر آیا آپ میرے لکھے کو سچ سمجھیں گے کیا آپ میری پریشانی کا حل بتا سکیں گے اور جواب کے انتظار کی کتنی گھڑیاں گن گن کر بتانی ہوں گی - اور کیا میں آپ کے مشوروں پر عمل کر سکوں گی - وغیرہ وغیرہ

لیکن اب لکھنا شروع کیا ہے تو اصل بات کی طرف آتی ہوں - اور امید کرتی ہوں کہ میرے مسئلے کی طرف ضرور اور جلد توجہ فرمائیں گے - میں پچھلے پانچ چھ سال سے ڈیپریشن ، ٹینشن ، ہائی بلڈ پریشر ہلکا بخار اور بے خوابی جیسی بیماریوں میں مبتلا رہی ہوں - علاج معالجے کے ساتھ ڈاکٹر حضرات اکثر خواب آور گولیاں بھی دے

Marfat.com

دیتے تھے۔ جو میں مہینہ دو مہینہ استعمال کرنے کے بعد چھوڑ دیتی تھی۔ اب ڈاکٹر مجھے تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ گولیاں کھانا چھوڑ دوں۔ لیکن ذہنی پریشانیاں اور شیاٹیکا کے درد سے تنگ رہنے کی وجہ سے گولیاں کھاتی رہتی ہوں۔ پچھلے چند ماہ سے ان گولیوں سے طبیعت میں عجیب سی اکتاہٹ اور چڑ پیدا ہو گئی ہے۔ میں نے ان گولیوں کو آہستہ آہستہ چھوڑنا شروع کیا اور ذہن کو اس رخ پر تیار کیا۔ قدرتی نیند سونے کی کوشش کرو اور اگر نیند نہیں بھی آتی تو طبیعت نارمل رہے اور کافی حد تک اس میں کامیاب بھی رہے۔ لیکن پھر جب ساری ساری رات نیند نہیں آئی۔ تو بہت پریشانی ہوتی ہے۔ سر میں درد شروع ہو جاتا ہے اور شیاٹیکا کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ دیسی اور ہومیو پیتھک نسخے بھی استعمال کر چکی ہوں۔ یوگا، ذہنی یکسوئی اور مراقبہ سے بھی کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ سر میں تیل کی مالش کرتی ہوں۔ غذا کا خاص خیال رکھتی ہوں رات کو ½ لیٹر خالص دودھ پیتی ہوں سب ٹوٹکے بھی آزما چکی ہوں۔ رنگ و روشنی والا علاج نہ بتائیں میں ایسی عمل نہیں کر سکتی۔ یہ میں اس لئے لکھ رہی ہوں کہ میں تو سارا وقت معذوروں کی طرح تخت پر لیٹی رہتی ہوں۔ اپنے بہت مجبوری کے کام ہی کر سکتی ہوں۔ کوئی اور بھی میری مدد نہیں کرے گا اور نہ ہی میں بہت زیادہ خرچہ کر سکتی ہوں۔

جواب:۔ جمال گوٹہ (پستہ کی طرح ایک دوا ہوتی ہے جس کے کھانے سے دست آجاتے ہیں) ایک عدد لے کر۔ اس میں سوئی چبھو دیں اور یہ سوئی نکال کر پیشانی پر اُس مخالف سمت جس طرف درد ہوتا ہے بھنوؤں کی جڑ میں چبھو دیں ـــ یہ عمل ہر حال میں سورج نکلنے سے پہلے کیا جائے۔ صرف ایک مرتبہ ایسا کر لینے سے سر کا درد شقیقہ (آدھا سر کا درد) ختم ہو جاتا ہے

جمال گوٹہ میں چبھونے سے پہلے، سوئی کو پانی میں اچھی طرح پکا کر خشک کر لینا چاہیئے۔

ایک ہفتہ تک روزانہ۔ سوئے کی دو گڈیاں شام کے وقت سرہانے کے دونوں طرف رکھ لیا کریں اور دائیں بائیں کروٹ سے اس کی خوشبو سونگھا کریں۔

ایک مرض دس تکلیفیں۔

میرے عظیم باپ میں اس امید کے ساتھ خط لکھ رہی ہوں کہ آپ مجھے اپنی بیٹی سمجھ کر میرے مسئلہ کا حل مجھے بتا دیں گے۔ چار سال پہلے جب میں کالج میں سیکنڈ ایئر کی طالبہ تھی۔ موٹاپے کی وجہ سے ڈائٹنگ شروع کی تھی اتنی زیادہ موٹی نہیں تھی بس سہیلیاں کہتی تھیں کہ زیادہ موٹی ہو جاؤ گی۔ میں دو سال تک مسلسل ڈائٹنگ کرتی رہی۔ کئی کئی دن کھانا بالکل نہیں کھاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میری صحت بہت خراب ہو گئی۔ میرا رنگ بہت سفید آنکھیں چمکدار اور بڑی بڑی تھیں لیکن اب میری آنکھیں اندر دھنس گئی ہیں اور رنگ سیاہ ہو گیا ہے دو سال کے بعد میں نے کالج میں داخلہ لیا تو میری صحت پھر کچھ بحال ہو گئی میں نے اس کا ہومیو پیتھک علاج کروایا۔ لیکن وقتی آرام کے بعد پھر وہی حال ہو گیا۔ چہرے کی تمام کشش ختم ہو گئی۔ آنکھیں بے رونق اور بدصورت ہو گئی ہیں جسم ڈھیلا ہو گیا ہے ہاتھ اور پاؤں پھوڑوں جیسے ہو گئے ہیں جبکہ میری عمر ۲۲ سال ہے اور میں غیر شادی شدہ ہوں آنکھوں میں خارش اور درد ہوتا رہتا ہے نظر بھی کمزور ہے پٹھوں ٹانگوں کی ہڈیوں اور کمر میں درد ہوتا ہے اور آدھا گھنٹہ مسلسل بیٹھوں تو پاؤں سو جاتے ہیں اور پیٹھ درد کرنے لگتے ہیں۔ زیادہ بیٹھنے کا کام نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ میں باوضو نہیں رہ سکتی، ابھی وضو کر کے آئی تو دو منٹ کے بعد وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پوری نماز

Marfat.com
Marfat.com

بھی ایک وضو کے ساتھ نہیں پڑھ سکتی ۔ خدارا مجھے اس بیماری سے نجات دلائیں تاکہ میں نماز اور تلاوت قرآن پاک کرسکوں ۔ گھر کے حالات بھی ٹھیک نہیں ہیں ۔ ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا ہے مشکل سے دو وقت کا کھانا نصیب ہوتا ہے ۔ میرے عظیم باپ آپ کی بیٹی یہ چاہتی ہے کہ آپ ہم پر اپنی نگاہ رکھیں ۔ اور ہمارے حق میں دُعا فرمائیں ۔ تاکہ خدا ہمیں رزق حلال عطا فرمائے اور ہمارے اختلافات ختم ہو جائیں اور میرے ابو کے کام میں برکت دے ۔ اور میری صحت بحال ہو جائے اور میرا چہرہ اور آنکھیں پُرکشش ہو جائیں ۔ جس لڑکے کے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے وہ انتہائی حسن پرست ہے اور جس لڑکی کو مجھ سے زیادہ حسین دیکھتا ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ اس کی ساری توجہ میری طرف مبذول رہے ۔ آپ براہ مہربانی مجھے ایسا کوئی وظیفہ بتائیں یا حوروں سے مراقبہ کی اجازت دیں تاکہ میرا چہرہ پرکشش اور آنکھیں چمکدار اور خوبصورت ہو جائیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ کئی لڑکیاں آپ کی وساطت سے صحت یاب ہو چکی ہیں اور اللہ نے آپ کی دُعاؤں کے صدقہ میں ان کی مرادیں پوری کر دی ہیں ۔

جواب :۔ آپ کو لیکوریا کا مرض لاحق ہے اس کا علاج ہو جانے کے بعد آپ کی صحت پوری طرح بحال ہو جائے گی ۔ حوروں کے عمل کی آپ کو اجازت ہے کتاب روحانی علاج میں دیکھ کر لیکوریا کا علاج کرلیں اگر بیماری کی صحیح تشخیص ہو جائے تو علاج بھی ٹھیک ہو جاتا ہے ۔ آپ میری تشخیص کے مطابق علاج کرائیں اللہ تعالیٰ شفا دیں گے ۔

زندگی سے ناامید ہو گئی ہوں ۔

میری بیماری کچھ یوں ہے میرے الٹے ہاتھ اور الٹی طرف سینہ اور چھاتی میں بے پناہ درد ہوتا ہے ڈاکٹر کی دوا سے تھوڑا سا فائدہ ہوتا ہے ایک سال پہلے میرے سینہ اور چھاتی میں ہلکا ہلکا درد ہوتا تھا ڈاکٹر کو فوراً دکھایا ایکسرے کیا نارمل نکلا ڈاکٹر صاحب نے کمزوری اور ٹھنڈ کا اثر بتایا اب پھر اسی ڈاکٹر کا علاج کر رہی ہوں وہ کہتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے پہلے آپ سے بہت امید تھی مگر جب سے آپ نے خط کا جواب نہیں دیا ہے زندگی سے ناامید ہو گئی ہوں صبح سو کر اٹھتی ہوں تو ہلکا ہلکا درد شروع ہو جاتا ہے ایسا لگتا ہے جیسے سوئیاں سی چبھتی ہوں پھر درد شدید ہو جاتا ہے درد اتنی شدت سے ہوتا ہے کہ سر گھومنے لگتا ہے اور الٹی آنے لگتی ہے چکر آنے لگتے ہیں ۔ خواجہ صاحب میری بڑی بہن کو سینہ میں یعنی چھاتی میں درد اٹھا تھا جس کی وجہ سے اُن کی موت واقع ہو گئی تھی ۔ ابھی تین مہینے پہلے ہمارے خاندان کے ایک آدمی کے ہاتھ میں درد اٹھا تھا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی ۔ خواجہ صاحب نہ مجھ کو ڈر کی وجہ سے نیند آتی ہے نہ ہی کھانا کھایا جاتا ہے میں چاہتی ہوں میری لمبی عمر ہو ، جبکہ ابھی میری عمر ۱۸ سال چھ مہینے ہے ۔

جواب :۔ آپ نے یہ خط کراچی سے لکھا ہے اس لئے عرض ہے کہ آپ کسی روز ٹیلیفون پر وقت معلوم کر کے مطب میں تشریف لے آئیں ۔ اوقات ملاقات نوٹ کرلیں ۔

اتوار ، منگل ، جمعرات ۔ شام ۵ بجے سے ۸ بجے تک
جمعہ کے روز صبح ۔ ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک

گھبرانے اور فکرمند ہونے کی کوئی بات نہیں ہے آپ کو خدانخواستہ وہ لاعلاج مرض نہیں ہے جو آپ کے دماغ میں گشت کرتا رہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھی امید رکھیں انشاء اللہ آپ کی صحت بحال ہو جائے گی ۔

Marfat.com

قارئین سے درخواست

گل جمال ۔ ہنگو ضلع کوہاٹ

زندگی اچھی خاصی گزر رہی تھی ۔ معلوم نہیں کب اور کہاں لغزش ہوئی اور ایسی آزمائش میں پڑ گیا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے نیک بندوں کی دعاؤں کا سہارا ہی رہ گیا ہے۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۱ء کے پونے دو بجے صبح پیدا ہونے والا ذاکر متین ہماری پوری زندگی پر چھا گیا ۔ اس کی بیماری کا احساس جوں جوں زیادہ ہوتا جاتا ہے ہماری مایوسی بڑھتی جا رہی ہے ۔ میں تو مرد ہوں ۔ محنت مزدوری کے لئے باہر نکل جاتا ہوں لیکن اس کی ماں ہر وقت اسی تکلیف دہ فرض کی ادائیگی میں مصروف رہتی ہے ۔ آرام کا تو سوال ہی نہیں ۔ اس بیچاری کو دینی فرائض اور گھر کے دوسرے کاموں کے لئے بھی وقت ملنا مشکل ہو گیا ہے ۔ ہماری انتہائی کوشش رہتی ہے کہ اس تکلیف کو ہم صبر کے ساتھ برداشت کرتے رہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں لیکن عظیمی صاحب انسان کمزور فطرت ہے ۔ بہت جلد مایوس ہو جاتا ہے اور بیدل ہو جاتا ہے ہم بھی انسان ہیں ۔ یہی فطرتی کمزوری کبھی کبھار ہم پر بھی حملہ کر دیتی ہے جب بھی ایسا ہو جاتا ہے تو رو رو کر خدا سے دعا مانگ لیتے ہیں کہ یا اللہ تو ہی حکیم ، علیم ہے ۔ ہماری حالت پر رحم فرما اور اس معذور و محتاج بچے کو صحت عطا فرما اور ہماری مغفرت فرما ۔ بچہ جواب تیسرا سال پورا کر رہا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے نہ گردن ٹھیک طرح سے پکڑ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے کئی ڈاکٹروں کو دکھایا ۔ بچوں کے ماہر ڈاکٹر آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر اور نیورو سرجن ۔ سب نے مایوس کر دیا ہے ۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک گنہگار بندہ آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں ۔ اگر آپ رنگ و روشنی سے علاج تجویز فرمائیں تو کتاب بذریعہ وی پی ساتھ روانہ فرمائیں بچہ کے کوائف یہ ہیں ۔ تاریخ پیدائش ۱۵/۹/۸۱ والدہ کا نام ۔ عائشہ بیگم ۔ نام بچہ ۔ ذاکر متین ۔

جواب :۔ بچہ رات کو جب گہری نیند سویا ہوا ہو تو ایک بار سورۂ کوثر اس کے سرہانے کھڑے ہو کر پڑھا کریں ۔ بچہ کا نام رجسٹرڈ میں درج کر لیا گیا ہے خدا کرے اس معصوم کے لئے ہماری دعائیں قبول ہو جائیں قارئین روحانی ڈائجسٹ سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس بچہ کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائیں ۔ آمین

غیبت کا بدلہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے ۔ حضرت حسن بصری نے اسی وقت تازہ چھوہارے منگوائے اور ایک طباق میں رکھ کر انہیں اس شخص کے پاس بطور تحفہ بھیجا اور کہلا بھیجا ۔ کہ میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں ۔ کہ آپ نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیوں کو میرے دفتر اعمال میں منتقل کر دیا ہے ۔ آپ کے اس احسان کا بدلہ میں چکا نہیں سکتا ۔ تاہم یہ حقیر سا تحفہ قبول فرمائیے ۔ وہ شخص حضرت حسن بصری کے اس سلوک کو دیکھ کر بڑا شرمندہ ہوا ۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہنے لگا ۔

مرسلہ :۔ محمد اقبال ۔ اوکاڑہ شہر

Marfat.com

ٹوکن آپ کے مسائل

نام ______________________

والدہ کا نام ______________________

پورا پتہ ______________________

____

دستخط ______________________

نوٹ: مسئلہ لکھتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ خط ایک ایک سطر چھوڑ کر لکھا جائے تاکہ تحریر درست کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔

ٹوکن آپ کے خواب اور اُن کی تعبیر

نام ____________ والدہ کا نام ____________

پورا پتہ ______________________

____

آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ ______________________

نوٹ:- خواب لکھتے وقت، خط ایک ایک سطر چھوڑ کر لکھیں۔ خواب سے متعلق اگر گھریلو حالات اور پس منظر بیان کرنا چاہیں تو الگ کاغذ پر لکھا جائے۔

Marfat.com

بچوں کے لئے

دلیب شاہ

ترکیب نمبر ۱۱

محمد اصغر کامران ایک اچھا طالب علم تھا۔ وہ اسکول پابندی سے نہیں جاتا تھا۔ محمد اصغر کے ماں باپ امیر تھے ان کا شہر میں تجارت کا ایک بہت بڑا کاروبار تھا۔ وہ اکثر تجارت کے سلسلے میں ملک سے باہر بھی جاتے تھے۔ اس کے ماں باپ بے حد فیاض دل اور سخی تھے۔ کوئی سائل ان کے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ محمد اصغر، کامران مرزا کا اکلوتا لڑکا تھا۔ بے جا لاڈ پیار نے اس کو لگاڑ کے رکھ دیا تھا۔ اگر وہ گھر میں ہوتا تو اس دوران اگر کوئی فقیر آجاتا تو یہ اس کو نوکروں کے ذریعے مار مار کر نکلوا دیتا۔ اور خوب ہنستا ان کے پاس ایک سیاہ شیورلیٹ بھی تھی۔ لیکن وہ اس کے والد کے استعمال میں رہتی تھی لہٰذا اصغر کو بس یا منی بس پر سوار ہو کر اسکول جانا پڑتا۔ آٹھ کلاسیں تو اس نے شیر شاہ کالونی کے ایک اسکول میں پاس کرلیں لیکن جب نویں جماعت کے داخلے کا وقت آیا۔ تو اس کو کہیں بھی داخلہ نہیں مل رہا تھا۔ بالآخر اس کو بلدیہ ٹاؤن میں داخلہ مل گیا۔ اُس نے اچھے لڑکوں کی بجائے برے لڑکوں کو اپنا دوست بنایا۔ کلاس میں اس نے ٹکٹ کرایہ کے پیسے بھی بچانا شروع کردیئے کبھی وہ پیدل شیر شاہ آجاتا اور کبھی بس والے کو کرایہ نہ دیتا اور آخر ان پیسوں سے وہ فلم دیکھ لیتا۔ فلمیں دیکھ کر وہ مزید خراب ہوتا چلا گیا۔

کلاس میں دوسروں کے سامنے ڈینگیں مارتا کہ میں بہت بہادر ہوں پوری کلاس میں مجھ سے بہادر کوئی نہیں ہے آخر کار جب امتحان نزدیک آنے لگے تو اسے فکر ہوا کہ اب کیا ہوگا کیونکہ سارا سال تو کچھ یاد ہی نہیں کیا تھا بہر حال جناب ڈیٹ شیٹ آگئی۔ ۲۵ مارچ کو پہلا پرچہ تھا یہ اپنے دوست کے پاس پہنچا اور کہا۔

"اب کیا ہوگا سارا سال پڑھا نہیں اور اب کیا کریں کیونکہ میں نے اور تم نے، دونوں نے مل کر کہانیاں پڑھیں تھیں۔ تو دوسرے دوست جس کا نام طاہر تھا نے کہا۔

میں تو ترکیب نمبر گیارہ سے کام لوں گا اور ساری رات کارتوس تیار کروں گا۔ تم بھی تیار کرلینا۔

تو اُس وقت محمد اصغر کامران صاحب واپس آگئے اور بیٹھ گئے کارتوس تیار کرنے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کارتوس کیا بلا ہیں۔ صبح ہوئی تو دونوں دوست پرچہ دینے کے لئے تیار ہوئے اور چل پڑے سینٹر کی طرف۔

اس طرح کارتوس چلا کر ان دونوں دوستوں نے پرچے دے دیئے اور جب اخبار میں نویں کا رزلٹ آیا تو پتہ چلا کہ موصوف تو صرف ایک پرچے میں پاس ہوئے ہیں۔

ان دونوں نے دسویں کا امتحان دیا اور نتیجتاً ان دونوں کو تین سال تک اسکول سے خارج کردیا گیا۔

ہوا یہ کہ جس دن دسویں جماعت کا پہلا پرچہ تھا اُس دن ماسٹر صاحب نے ان دونوں کو نقل کرتے ہوئے پکڑ لیا اور جب ان دونوں کی تلاشی لی تو موزوں اور پینٹ کی جیبوں سے کارتوس نکلے چنانچہ اس کے بعد انہوں نے توبہ کرلی۔

●●●

Marfat.com
Marfat.com

کیا آپ یقین کریں گے؟

صغیرہ بانو شیریں

آؤ بچو، کہانی سنائیں :-

بائیس سال پہلے کا ذکر ہے کسی سے ملنے ہم لوگ لوہاری دروازے گئے۔ اتفاق سے گھر والے نہیں تھے۔ سامنے کے گھر میں بھی کچھ ملنے والے رہتے تھے۔ تنگ وتاریک سیڑھیاں طے کر کے ہم دوسری منزل پہ گئے۔ سامنے ہی صحن تھا۔ صحن کے ساتھ برآمدے میں دیکھا بہت سارے تھال بھرے رکھے ہیں۔ کسی میں ابلے ہوئے چاول ہیں۔ کسی میں پھل اور کسی میں مٹھائی بھری ہے ریشمی جوڑے بھی تھالوں میں رکھے تھے۔

اس گھر میں ایک جوان خوبصورت خاتون کلثوم رہتی تھیں۔ وہ بھی خوب سجی بنی ایک چارپائی پر بیٹھی تھیں۔ دو چار بوڑھیاں دبے پاؤں پھر رہی تھیں۔ کلثوم خالہ نے ہمیں بٹھایا۔ میرے ساتھ جو خاتون تھیں انہوں نے پوچھا۔ آج کوئی تقریب ہے جو ماشاءاللہ برآمدے میں ڈھیروں چیزیں رکھی ہیں۔ کلثوم خالہ مسکرادیں۔ اور کہنے لگیں۔ گود بھرائی کی رسم ہوئی ہے اس لیئے چیزیں رکھی ہیں۔

سارا ماحول بڑا پراسرار سا تھا۔ ان لوگوں نے پھل مٹھائی سے تواضع کی۔ اتنے میں نیچے سے ایک بچہ آیا اور کہنے لگا آپ جن کے گھر آئی تھیں وہ لوگ آگئے ہیں آپ کو بلاتے ہیں۔ میرے ساتھ والی خاتون چلی گئیں۔ اب میں تنہا کلثوم خالہ کے ساتھ تھی۔ کلثوم خالہ میری ساس کے گھر آیا کرتی تھیں۔ خصوصاً نذرنیاز کے موقع پر ان کا ہونا لازمی تھا۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ سر سے پاؤں تک زیور سے لدی رہتی تھیں اور سہاگنوں کی طرح بھر بھر ہاتھ چوڑیاں پہنتیں۔ پھولوں کے گجرے ہاتھ میں رہتے۔ مجھ سے محبت کرتی تھیں۔ تنہائی میں جو موقعہ ملا تو میں خاموش نہ رہ سکی۔ اور بولی۔ خالہ آج کیا رسم ہوئی ہے۔ بتائیے نا۔

خالہ ہنس پڑیں۔ بات یہ ہے کہ ساتواں مہینہ لگا ہے اس لئے گود بھرائی کی رسم ہوئی ہے۔

Marfat.com

مگر خالہ آپ کے شوہر کہاں ہیں ؟

وہ قوم جنات کے سردار ہیں ۔ وہیں رہتے ہیں ۔

" آپ کے پاس آتے ہیں "

" اور کیا ۔ روز رات کو آجاتے ہیں کبھی تو مجھے اپنے گھر لے جاتے ہیں کبھی سیر کراتے ہیں ۔ اتنے خوبصورت وضعدار شخص ہیں کہ بیان نہیں کر سکتی ۔ ان کے سامنے تو میں بہت کمتر لگتی ہوں ۔

" آپ کی شادی کب ہوئی تھی ؟

خالہ کلثوم ہنس کر بولیں ۔ شادی تو کسی اور کے ساتھ ہو رہی تھی ۔ مگر انہوں نے ہونے نہیں دی ۔ دولہا بے چارے کو دورے پڑنے لگے ۔ انہوں نے اسے خوب ڈرایا دھمکایا ۔ بے چارہ ڈر کے مارے شادی سے انکار کر بیٹھا ۔ پھر انہوں نے رشتہ بھیجا ۔ میرے بھائیوں نے منظور کر لیا ۔ چار آدمی اور ایک مولوی صاحب آئے ۔ سادگی سے نکاح ہو گیا ۔ اس کے بعد مجھے تو ہادی ہیں اس گھر میں آنا پڑا ۔ کیونکہ شوہر کا حکم یہی ہے ۔ اب میں کس کو بتاؤں میری شادی ہوئی ہے یا نہیں ۔ وہ کسی کے سامنے نہیں آتے اور نہ مجھے قوم جنات میں دوسرے جنوں سے ملاتے ہیں ۔ ان کی عورتوں سے میرا ملنا جلنا ہے آج بھی وہ سب میری گود بھرنے آئی تھیں ۔ سب میرے دکھ سکھ میں ساتھ دیتی ہیں ۔

جنوں کی قوم میں عورتیں کیسی ہوتی ہیں ؟

بڑی خوبصورت ۔ غزالی آنکھیں ۔ لمبے لمبے بال ہوتے ہیں ۔ ہاں کچھ عورتیں درمیانی شکل کی بھی ہیں ۔

آپ کو کیسے پسند کر لیا ؟

جمعرات کی شام کو عصر سے مغرب تک جنوں کے قافلے آسمان سے گزرتے ہیں ۔ ان کے ہاں جمعرات کو چھٹی ہوتی ہے ۔ ایسے میں زمین پر کوئی لڑکی بال کھولے ۔ پھول پہنے نظر آجائے تو پسند کر لیتے ہیں شریف جن ہمیشہ شادی کر لیتے ہیں کبھی تنگ نہیں کرتے ۔ لڑکی کو اپنی قوم میں لے جاتے ہیں اسے خوشبوؤں سے غسل دیا جاتا ہے بال بال موتی پرو کے سجا بنا کر نکاح کر دیتے ہیں ۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہوا تھا ۔ شادی سے پہلے میں نہا دھو کر صحن میں کھڑی تھی ۔ میرے ہاتھ میں پھولوں کا گجرا تھا مجھے ایسا لگا ۔ میرا جسم بھاری ہوتا جا رہا ہے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے ۔ پھر مجھے ایک آواز آئی ۔ آج سے تم میری ہو میں تم کو جلد ہی لینے آؤں گا ۔ میری بات یاد رکھنا ۔ اس کے بعد میرا جسم ہلکا ہو گیا ۔ میں ڈری ۔ مگر کسی سے کچھ نہیں کہا ۔ کیونکہ وہ آواز اتنی پیاری تھی کہ میں بتا نہیں سکتی ۔ اسی رات بارہ بجے میری آنکھ کھلی ۔ دل گھبرا رہا تھا ۔ پانی پینے صحن میں آئی تو دیکھا خوبصورت جوان ہاتھ میں چاندی کا گلاس لئے کھڑا ہے ۔ میں نے پانی پیا ۔ پھر اس نے کہا ۔ میں قوم جنات کا سردار ہوں ۔ میری شادی نہیں ہوئی ۔ میں تم سے شادی کروں گا ۔ تم مجھے اچھی لگتی ہو ۔ میں بھی مسلمان ہوں ۔ بس پھر کچھ دنوں بعد نکاح ہو گیا ۔

خالہ آپ کو ڈر نہیں لگتا ۔ آپ کو کبھی تکلیف دیں تو کیا کریں گی ؟

ارے یہ کیا بات کر رہی ہو ۔ اپنے شوہر سے ڈر کیسا ۔ یہ لوگ بڑا پیار کرتے ہیں ۔ انسان دکھ دے سکتے ہیں مگر یہ نہیں میں تو تکلیف کا تصور بھی نہیں کر سکتی ۔ اتنے اچھے لوگ ہیں میرے دو بچے ہیں ایک لڑکا ایک لڑکی ۔ پیدائش کے بعد وہ فوراً جنات کے قبیلے میں چلے جاتے ہیں وہیں پرورش پاتے ہیں مگر آتے رہتے ہیں ۔ لاڈ پیار اسی طرح کرتے ہیں

Marfat.com
Marfat.com

اب تیسرا بچہ ہونے والا ہے ہر طرح میرا خیال رکھا جاتا ہے ۔ خوشیاں منائی جاتی ہیں ۔ میری دیکھ بھال کے لئے بوڑھی عورتیں موجود ہیں ۔ ذرا سی بھی تکلیف ہو تو سب جمع ہو جاتے ہیں خدا نے میری قسمت اچھی بنائی ہے ۔ ہر طرح کا سکھ آرام میسر ہے جو خواہش کرتی ہوں ۔ پوری ہو جاتی ہے ۔

جن لوگوں کے ہاں عجیب سا ماحول ہے ماحول میں خوشبو بھری دھند پھیلی ہوتی ہے اور خوشبو بھی ایسی جو سارے جسم کو مسحور کر دیتی ہے ۔ ان لوگوں کی عادت آہستہ آہستہ بولنے کی ہے ۔ اتنے اچھے لگتے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی ۔ میرے شوہر کے آتے ہی ایسا لگتا ہے کسی باغ میں سے خوشبو کے جھونکے آ رہے ہیں ۔ دھند ۔ بادل ۔ خوشبو مل کر اسی گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیتے ہیں ۔

قوم جنات کی عورتیں آتی تھیں ۔ انہوں نے میری گود بھری ۔ منہ میٹھا کیا ۔ خوبصورت لباس میں ایسا لگتا تھا ہر پریاں اتر آئی ہیں ۔ ہنسی ایسی جیسے جلترنگ بج رہا ہو ۔ دھیمے دھیمے ہنسی مذاق کرتی چلی گئیں اب جب بچہ ہو گا تو سب آجائیں گی اور سارے کام کر کے مبارکباد دے کر بچے کو نہلا دھلا کر ساتھ لے جائیں گی ۔

آپ کا دل نہیں چاہتا ۔ آپ کا بچہ آپ کے پاس رہے ۔

بچے اکثر رات کو آجاتے ہیں ۔ میرا شوہر سردار ہے ۔ وہ اپنی روایت کے مطابق بچے کو پالتے ہیں شروع سے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے چار سال کی عمر میں بسم اللہ ہوتی ہے قرآن پاک شروع کرا دیا جاتا ہے ۔ میرے پاس بچے رہیں گے تو وہ بہتر تربیت حاصل نہیں کر سکیں گے ۔ ہر ماں چاہتی ہے میرا بچہ اچھا بنے ۔ بچوں کی بہتری کے لئے ماں سب کچھ برداشت کر لیتی ہے ۔

خالہ کلثوم کی باتیں سن کر میں حیران تھی ۔ انہوں نے مجھے کپڑے دکھائے ۔ عجیب ریشم کے بنے تھے چاندی سونے کے تاروں کے ساتھ ۔ زیور بھی قیمتی پتھروں کا تھا یہ پتھر رنگ بدلتے تھے انہوں نے بتایا کوہ قاف کا یہ خاص زیور ہے اور ایسے پتھر اور کہیں نہیں ملتے ۔ صرف جنات ہی اپنی بیویوں کو لا کر دے سکتے ہیں ۔

کیا آپ اپنے شوہر سے ملوا سکتی ہیں کسی اور عورت کو ۔ یا رشتہ دار کو ۔ میں نے پوچھا ۔

نہیں ۔ کیونکہ میرے شوہر نے منع کر رکھا ہے ۔ وہ نہیں چاہتے دنیا والوں میں گھل مل کر رہیں ۔ تیسرا بچہ ہونے کے بعد میں بھی کوہ قاف چلی جاؤں گی اور مستقل وہاں رہوں گی ۔ کیونکہ اب وہاں کی زمین پر مکمل حق ہے ۔ اور میں رہ سکتی ہوں پھر کبھی کبھار آیا کروں گی ۔

خالہ کی باتیں اتنی اچھی تھیں کہ اٹھنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا ۔ انہوں نے بتایا ۔ جن قوم بھی جمعہ کی نماز دوسرے انسانوں کی طرح مسجد میں آکر ادا کرتے ہیں جو مسائل معلوم نہیں ہوتے وہ بھی پوچھے جاتے ہیں مگر جن اصل صورت میں نہیں آتے بلکہ انسانوں کی بھیس میں آکر نماز ادا کرتے ہیں ان میں بہت سے عبادت گزار جن ایسے ہیں جو سارے کام چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں ان میں عورتیں بھی شامل ہیں ۔ درود شریف پڑھتے ہیں ۔ ذکر میں شریک ہوتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی ان باتوں کی تلقین کرتے ہیں ۔

ہاں کچھ لوگ ان میں اچھے نہیں ہوتے ۔ وہ لوگ دنیا میں آکر عورتوں کو تنگ کر دیتے ہیں ۔ ان کے گھروں میں گھس کر سکون تباہ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔ یہ لوگ مذہب کو نہیں مانتے ۔ اس لئے گمراہی کی زندگی بسر کرتے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں اور دوسروں کو تکلیف دے کر خوش ہوتے ہیں ۔
جن اگر کسی سے دوستی کر لیتے ہیں تو ہر حال میں نبھانے کی کوشش کرتے ہیں اور فائدہ بھی پہنچاتے ہیں ۔
جو لوگ خراب ہوتے ہیں ان کو سزا نہیں ملتی ۔ آپ کے شوہر سردار ہیں ۔ وہ ان لوگوں کو خوب سزا دیں تاکہ درست ہو جائیں ۔ میں نے کہا ۔
ان لوگوں کو سزا دی جاتی ہے مخصوص مدت کے لئے بوتلوں میں بند کر دیا جاتا ہے یا ایک جگہ قید کر دیتے ہیں ۔ مگر پھر بھی یہ باز نہیں آتے ۔ کچھ جنوں کو شہر بدر کر دیا جاتا ہے مگر یہ لوگ پھر بھی تباہی مچاتے ہیں کچھ علم ایسے ہیں جن سے فائدہ اٹھا کر یہ لوگ غلط کام کر لیتے ہیں ۔
میں خالہ کلثوم سے کافی باتیں کر چکی تھی ۔ اس لئے ان کو سلام کر کے نیچے آ گئی ۔ بعد میں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے گھر بدل لیا ہے اس کے بعد سے آج تک ان سے ملاقات نہیں ہو سکی ۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے تینوں بچوں کے ساتھ جنوں کے دیس میں رہتی ہیں ۔ وہ بڑھیا عورتیں بھی نظر نہیں آئیں ۔ خدا جانے وہ کون تھیں کہاں گئیں ۔
مگر مجھے آج بھی یقین ہے ۔ خالہ کلثوم کہیں نہ کہیں ضرور ملیں گی ۔ کیونکہ انہوں نے کہا تھا ۔ میں آتی رہوں گی پھر کبھی ملنا ہوا تو ان سے اور باتیں معلوم ہوں گی ۔ جنوں کی دنیا بھی عجیب ہے ۔ وہاں کے رسم و رواج ۔ تہذیب و تمدن میں فرق ہے ۔ مگر انسان اتنا مجبور ہے کہ وہاں جا کر اپنی آنکھوں سے ساری باتیں نہیں دیکھ سکتا ۔ جن لوگوں کا قوم جنات سے رابطہ ہے وہ بھی اس سلسلے میں زبان بند رکھتے ہیں ۔ ●●●

اسلامی معلومات

اسد فیض چودھری

۱۔ کشتی سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی ۔
۲۔ حضرت شبیرؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کا لقب ہے ۔
۳۔ آیۃ الکرسی قرآن مجید کے تیسرے پارے کے شروع میں ہے ۔
۴۔ غار حرا جبل نور پہاڑ پر ہے ۔
۵۔ اونٹنی کا معجزہ حضرت صالح علیہ السلام سے منسوب ہے ۔
۶۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسفؑ کے غم میں جس مکان میں روتے رہے اسے بیت الحزن کہا جاتا ہے ۔
۷۔ ابوالبشر ثانی حضرت نوح علیہ السلام کو کہا جاتا ہے ۔
۸۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ طریقت میں چشتیہ سلسلہ کے بانی ہیں ۔
۹۔ قرآن پاک دنیا کی واحد کتاب ہے جو سب سے زیادہ چھپتی ہے ۔
۱۰۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کا لقب ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

روح الامینؐ

مظہرِ انوارِ ربّ العالمیں پیدا ہوا
مسندِ عرشِ الٰہی کا امیں پیدا ہوا
اک سہارا، اک بھروسہ، اک یقیں پیدا ہوا
مقصدِ پیدائشِ دُنیا و دیں پیدا ہوا
سایۂ معبودِ عالم آفریں پیدا ہوا
آیۂ رحمت شفیع المذنبیںؐ پیدا ہوا
جس کے نعلینِ مبارک عرش کی زینت بنے
وہ حبیبِ کبریا ماہ مبیں پیدا ہوا
سینۂ کونین پر انوار کی بارش ہوئی
اک سراپا رحمۃ اللعالمیںؐ پیدا ہوا
فرشیوں کے غم کو سینے سے لگانے کے لئے
عرشیوں کے عرش کا مسند نشیں پیدا ہوا
دونوں عالم کی تمناؤں کو دامن میں لئے
آرزوئے حضرتِ روح الامیںؑ پیدا ہوا
جس کے جلووں سے دو عالم جگمگائیں گے ہلالؔ
آج وہ ماہِ عرب ماہِ مبیںؐ پیدا ہوا

بلالؔ جعفری

Marfat.com
Marfat.com

ملکۂ تصوف

حضرت ابراھیم بن ادہم جب حج کو روانہ ہوئے تو آپ نے اس امر کا خاص طور پر التزام کیا کہ ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا کرتے رہے - اس طرح آپ نے حجاز تک کا راستہ چودہ برس میں طے کیا آپ فرماتے تھے دوسرے اس راہ میں قدموں سے چلے ہیں میں اس راہ میں آنکھوں سے چلوں گا جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بہت افسوس سے فرمایا شاید میری بصارت میں فرق آگیا ہے جو مجھے خانہ کعبہ نظر نہیں آرہا ہے اسی وقت غیب سے آواز آئی - ابراھیم بن ادہم ! تیری بصارت میں فرق نہیں آیا بلکہ ایک ضعیفہ یہاں آرہی ہے - آپ کو بہت شرم آئی اور بہت گریہ وزاری کے بعد سوال کیا اے پروردگار وہ کون باعظمت خاتون ہے جسکا مقام اتنا بلند اور ارفع ہے - اتنے میں آپ نے اس ضعیفہ کو آتے دیکھا یہ معزز خاتون حضرت رابعہ بصری تھیں -

حضرت رابعہ بصریؒ کا شمار بڑے اولیاء اللہ میں ہوتا ہے - آپ ریاضت اور کرامت میں کامل تھیں آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بڑے بڑے بزرگ آپ سے شرف ملاقات حاصل کرنے آتے تھے اور آپ سے مختلف مسائل کے حل پوچھتے تھے حضرت حسن بصریؒ کا تو معمول تھا کہ جب تک آپ نہ ہوتیں وعظ نہ فرماتے تھے -

حضرت رابعہ بصریؒ علو مرتبہ اور معرفت میں اپنی مثال آپ تھیں اور تمام بزرگوں میں معتبر اور صاحب عزت خیال کی جاتی تھیں -

جس شب آپ کی ولادت ہوئی آپ کے گھر میں اتنا تیل بھی نہیں تھا کہ چراغ روشن کیا جاتا آپ کے والد پڑوسی سے تیل مانگنے گئے لیکن مایوس لوٹے خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے حضور نے تسلی دی اور بشارت دی کہ آپ کے یہاں جو لڑکی پیدا ہوئی ہے وہ مقبول بارگاہ الٰہی اور برگزیدہ بندی ہے آپ کو رابعہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنے والد کی چوتھی صاحبزادی تھیں جب آپ کچھ بڑی ہوئیں تو آپ کے والد کا انتقال ہوگیا اور آپ کا خاندان بکھر گیا آپ کو ایک ظالم نے جبراً اپنی خادمہ بنالیا اور کچھ دنوں بعد آپ کو چند درہم کے عوض فروخت کردیا جس نے آپ کو خریدا وہ آپ سے بہت محنت لیتا تھا ایک روز جب آپ خداوند قدوس کے حضور سجدہ ریز تھیں - ایک نورانی قندیل آپ کے سر پر معلق تھی اور آپ فرمارہی تھیں

اے میرے رب! اگر میں خود مختار ہوتی تو ہر وقت تیری عبادت کرتی لیکن تو نے مجھے مخلوق کا ماتحت کیا ہے اس لئے دیر سے خدمت میں حاضر ہوتی ہوں یہ دیکھ کر آپ کو خریدنے والا دنگ رہ گیا اور اس نے سوچا کہ آپ سے خدمت لینے کے بجائے آپ کی خدمت کرنی چاہیئے اس نے آپ کو آزاد کر دیا آپ اجازت لے کر باہر آگئیں اور ہمہ تن اور ہمہ وقت عبادت کرنے لگیں یوں تو آپ بچپن سے ہی عشق حقیقی میں سرشار تھیں جب بڑی ہوئیں تو اور زیادہ جذب و مستی میں ڈوب گئیں آپ شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتیں دن کو روزہ رکھتیں اور رات بھر ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتیں آپ کو معرفت الٰہی میں اس قدر استغراق تھا کہ کسی چیز سے کوئی لگاؤ نہیں رہ گیا تھا آپ نے شادی بھی نہیں کی تھی لوگوں نے جب پوچھا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتیں تو آپ نے فرمایا مجھے تین غم ہیں اگر تم ان غموں کو دور کر دو تو میں شادی کر لوں گی۔ اول یہ ہے کہ میرا خاتمہ اسلام پر ہوگا یا نہیں، دوسرا یہ کہ قیامت میں میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں ہوگا یا بائیں ہاتھ میں تیسرے یہ کہ قیامت میں ایک جماعت داہنی طرف سے اور دوسری بائیں طرف سے جنت میں داخل ہوگی میں کس جماعت میں ہوں گی۔ لوگوں نے کہا ان تینوں میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے آپ نے فرمایا جس کو یہ غم ہوں وہ شادی کی کیا آرزو کر سکتا ہے۔

ایک بار آپ کہیں جا رہی تھیں اچانک کوئی نامحرم سامنے آگیا آپ بے تحاشا بھاگیں راستے میں گر پڑیں اور آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا آپ نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا میں غریب اور بے ماں باپ کی ہوں اب ہاتھ بھی ٹوٹ گیا مگر مجھے ان امور کا غم نہیں اگر تو مجھ سے راضی ہے اپنے فضل سے مجھ پر یہ امر ظاہر کر دے۔

ندا آئی غم نہ کھا قیامت میں تیرا رتبہ وہ ہوگا کہ مقرب فرشتے تجھ پر رشک کریں گے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب ورد طریقت اور حقیقت کا بیان کیا لیکن نہ اس کا اثر میرے دل پر ہوا کہ مرد ہوں اور نہ رابعہ بصری پر کیونکہ عورت ہیں جب میں وہاں سے اٹھا تو میں نے خود کو مفلس اور رابعہ کو مخلص پایا۔

حضرت رابعہ بصری بہت سادہ زندگی گزارتی تھیں آپ کا کل اثاثہ ایک پرانا بوریا، وضو کرنے اور پینے کے لئے ایک مٹی کا لوٹا اور اینٹ تھی جس پر سر رکھ کر سوتی تھیں۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مالک بن دینار نے فرمایا۔ میرے بہت دولت مند دوست ہیں اگر آپ فرمائیں تو آپ کے لئے ان سے کچھ مانگوں۔ آپ نے فرمایا اے مالک کیا مجھے اور تمہیں اور دولت مندوں کو روزی دینے والا ایک نہیں ہے میں نے کہا ایک ہی ہے آپ نے فرمایا کیا خدا درویشوں کی درویشی کی وجہ سے روزی دینا بھول گیا ہے؟ اور دولت مندوں کی روزی اسے یاد ہے میں نے کہا ایسا نہیں ہے آپ نے فرمایا جب وہ کسی کو نہیں بھولتا تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم کسی کے سامنے دست سوال دراز کریں خدا کو جو منظور ہے ہم اسی کو پسند کرتے ہیں ایک دفعہ آپ کے پاس دو بزرگ آئے وہ دونوں بھوکے تھے حضرت رابعہ بصری کے پاس اس وقت دو روٹیاں تھیں وہ انھوں نے دونوں بزرگوں کے سامنے رکھ دیں اتنے میں ایک سائل نے آواز لگائی آپ نے وہ دونوں روٹیاں سائل کو دے دیں۔ بزرگوں کو ان کے اس عمل سے بہت حیرت ہوئی کچھ ہی دیر بعد ایک کنیز روٹیاں لے آئی آپ نے وہ واپس کر دیں وہ دوبارہ لے کر آئی آپ نے رکھ

Marfat.com
Marfat.com

پس مہمانوں نے کھانا کھانے کے بعد پوچھا تو حضرت رابعہ بصری نے فرمایا جب تم دونوں آئے میں نے سمجھ لیا کہ تم بھوکے ہو میں نے دونوں روٹیاں تمہارے سامنے رکھ دیں لیکن پھر سائل آ گیا اور میں نے وہ روٹیاں اسے دے دیں اور اللہ سے دعا کی میرا قول ہے کہ تو ایک کے عوض دس دیتا ہے میں نے دو روٹیاں دیں اب تو مجھے بیس روٹیاں دے پہلے کنیز اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی میں نے سمجھ لیا کہ اس میں غلطی ہے پھر دوبارہ لائی میں نے گنیں تو وہ پوری بیس تھیں میں نے رکھ لیں۔

آپ بہت دانا اور پرہیزگار تھیں بڑے بڑے صاحب کمال بزرگ آپ کی دانائی کے قائل تھے ایک دفعہ کچھ لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے کہا تم لوگ بیان کرو خدا کی پرستش کیوں کرتے ہو ایک نے کہا ہم دوزخ کے طبقوں سے ڈرتے ہیں اس لئے عبادت کرتے ہیں دوسرے نے کہا ہم بہشت کی آرزو کی وجہ سے اللہ کی پرستش کرتے ہیں آپ نے فرمایا وہ بندہ برا ہے جو اللہ کی عبادت دوزخ کے خوف یا جنت کی امید کی وجہ کرتا ہے ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپ کو اللہ سے امید یا خوف نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ہمارے لئے بہشت اور دوزخ کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے اگر اللہ دوزخ یا جنت نہ پیدا کرتا تو کیا تم اس کی عبادت نہ کرتے اللہ کی پرستش صلہ و ستائش کی تمنا کے بغیر کرنی چاہئے۔

آپ حضور مقبول ﷺ سے بھی بے انتہا محبت و عقیدت رکھتی تھیں ایک بار آپ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی حضور ﷺ نے فرمایا تو مجھے دوست رکھتی ہے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون شخص ایسا ہوگا جسے آپ کی محبت نہ ہو۔

آپ فرماتی تھیں خدا بندہ سے اس وقت راضی ہوتا ہے جب بندہ محنت پر اس طرح شکر کرے جیسے نعمت پر کرتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں خدا بندے کو توبہ کرنے کی توفیق دیتا ہے اگر اللہ بندے کو یہ توفیق نہ دے تو وہ توبہ نہیں کر سکتا جب وہ توبہ کرنے کی توفیق دیتا ہے تو اسے قبول بھی کرتا ہے۔

پھر فرمایا تمام اعضاء سے خدا کی راہ نہیں ملتی جب تک انسان کا دل بیدار نہ ہو اور جب دل بیدار ہو گیا تو درستی اعضاء کی ضرورت باقی نہیں رہتی یعنی بیدار دل وہ ہوتا ہے جو حق میں گم ہو جائے۔

آپ ہمیشہ رویا کرتی تھیں لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا تم لوگوں کو معلوم نہیں میرے سینے میں ایسی بیماری ہے جس کا علاج کوئی طبیب نہیں کر سکتا اور اس مرض کی دوا وصال الٰہی ہے اسی وجہ سے میں روتی ہوتی ہوں۔

حضرت رابعہ بصری حیات کے آخری ایام میں علیل ہو گئیں لوگوں نے علالت کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا میرے دل کو بہشت کی طرف توجہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ مجھ پر خفا ہوا اس کا عتاب میری علالت کا باعث ہے۔

جب آپ کی وفات کا قریب آیا جو مشائخ آپ کے قریب تھے ان سے آپ نے فرمایا تم لوگ اٹھ جاؤ اور فرشتوں کے واسطے جگہ خالی کر دو سب باہر چلے آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ پھر ایک آواز سب لوگوں نے سنی آپ فرماتی ہیں۔

" اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر۔" اس کے بعد دیر تک کوئی آواز نہ آئی لوگ اندر گئے تو دیکھا کہ اسلام کی عظیم صاحب باطن اور صاحب کمال حضرت رابعہ بصری واصل حق ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

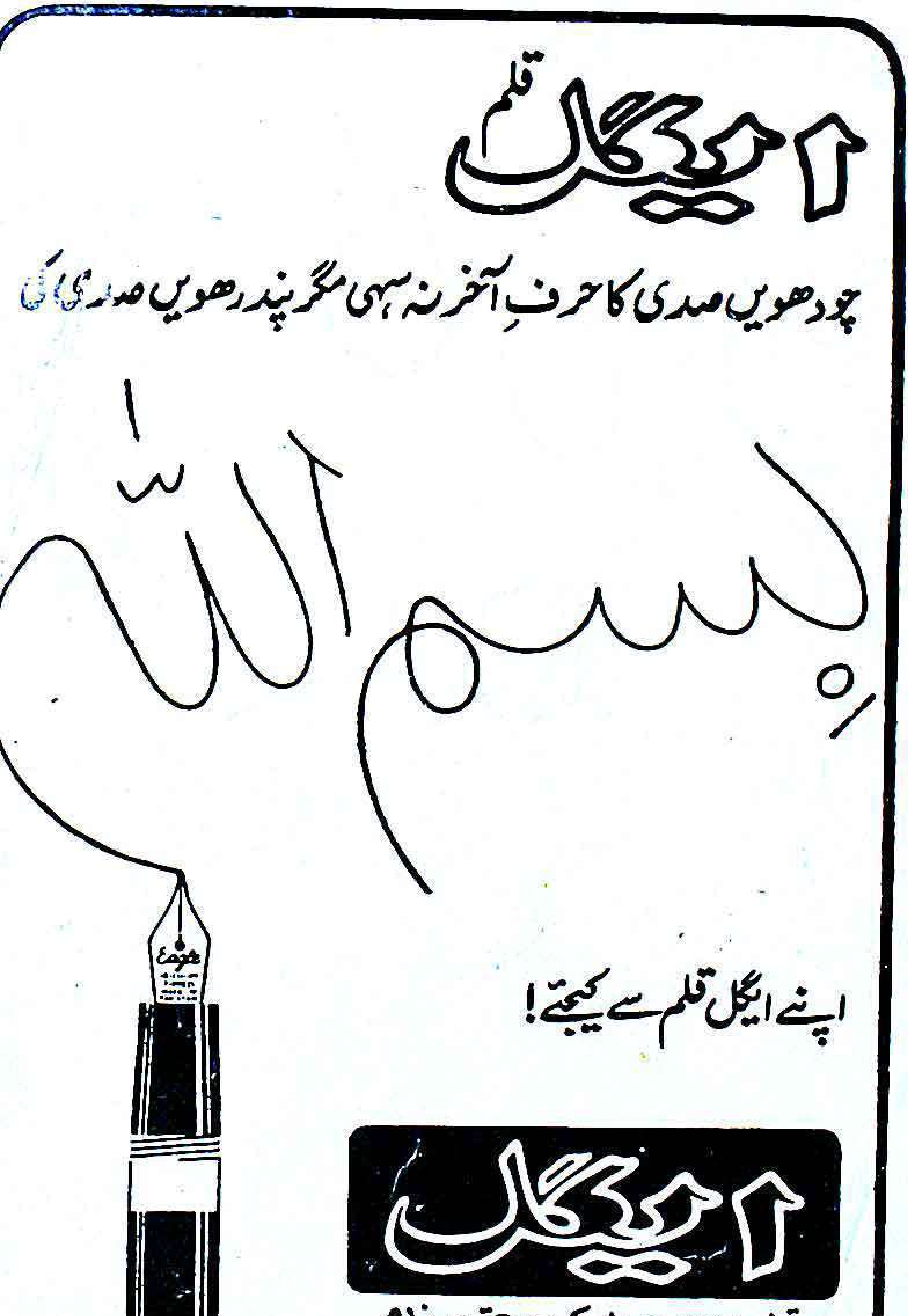

Marfat.com
Marfat.com

رُوحانی نماز

مرتبہ خواجہ شمسُ الدّین عظیمیؔ

نماز مومن کی معراج ہے۔ معراج کا مطلب ہے غیب کی دنیا میں داخل ہو جانا۔ غیب کی دنیا میں نمازی کی آنکھوں کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں اور وہ آسمانوں کی سیر کرتا ہے۔

نماز مسائل و مشکلات، ذہنی انتشار اور زندگی میں رکاوٹیں دور کر کے ہمیں نفسیاتی الجھنوں سے نجات دلاتی ہے۔

نماز قائم کرنے سے دماغ کے کھربوں خلیے (CELLS) چارج ہو جاتے ہیں اور ذہن کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہو جاتی ہے۔

فجر کی نماز ہمارے اندر ایسی انرجی (ENERGY) پیدا کرتی ہے جو زندگی کو برقرار رکھتی ہے۔ فجر کی نماز ادا کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

ظہر کی نماز ادا کرنے والا بندہ زوال کے بعد زمین کے اندر سے نکلنے والی زہریلی گیسوں (GASES) سے محفوظ رہتا ہے اور اسے مرگی کا دورہ نہیں پڑتا۔

عصر کی نماز سے نمازی کے اندر فہم و فراست کے چشمے اُبلنے لگتے ہیں۔ وہ الجھے ہوئے مسائل کو نہایت آسانی سے حل کر دیتا ہے۔

مغرب کی نماز اولاد کو سعادت مند بناتی ہے اور ایسی اولاد بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرتی ہے۔

عشاء کی نماز قائم کرنے والے بندے کے خواب سچے ہوتے ہیں اور اس کے اوپر مستقبل کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔

نماز جسمانی صحت، دل، جگر، گردے، گٹھیا اور بلڈ پریشر سے ہونے والے امراض، معدہ میں السر وغیرہ کا مؤثر علاج ہے۔ اس کے علاوہ عورت اور مرد کی نماز کا فرق نماز میں خیالات کی یلغار سے بچنے کے آسان اور آزمودہ طریقے، اسمائے الٰہیہ سے ستر سے زیادہ روحانی اور نفسیاتی مسائل کا حل۔

سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ وضو ہائی بلڈ پریشر کا علاج ہے۔ صحیح طریقے پر وضو کرنے سے ہاتھوں کی انگلیاں خوبصورت ہو جاتی ہیں۔ کلی کرنے سے ٹانسلز کی بیماری نہیں ہوتی۔ صحیح طریقے پر منہ دھونے سے جلد ملائم اور نرم رہتی ہے، آنکھیں پر کشش، خوبصورت اور پُرخمار ہو جاتی ہیں۔ پیروں کا مسح کرنے (دھونے) سے خون کے اندر زہریلا مادہ زمین میں جذب (EARTH) ہو جاتا ہے اور جسم زہریلی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

رکوع، سجود، قعدہ، قیام اور نیت باندھنے میں پوشیدہ حکمتوں کے انکشاف کے لئے کتاب رُوحانی نماز کا مطالعہ کیجئے۔

اس کتاب میں نماز کا سائنسی مفہوم، قانون قدرت کے فارمولے اور صحیح نماز ادا کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

ہدیہ پندرہ روپے

مکتبہ رُوحانی ڈائجسٹ

۱۔ کے ۱۳، ناظم آباد، کراچی ۱۸

مساجد، لائبریریوں اور بے نمازیوں کو نماز سکھانے کے لئے مفت تقسیم کرنے والے مخیّر حضرات کے لئے خصوصی رعایت

1-K-13, Nazimabad, P.O.Box 2213, Karachi-18

Rs.7.00 Per Copy

ٹائیٹل مطبوعہ لیتھو کرافٹ کارپوریشن کراچی

Marfat.com

Marfat.com

رُوحانی نماز

مرتبہ خواجہ شمس الدین عظیمی

نماز مومن کی معراج ہے۔ معراج کا مطلب ہے غیب کی دنیا میں داخل ہو جانا۔ غیب کی دنیا میں نمازی کی آنکھوں کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں اور وہ آسمانوں کی سیر کرتا ہے۔

نماز مسائل و مشکلات، ذہنی انتشار اور زندگی میں رکاوٹیں دور کرکے ہمیں نفسیاتی الجھنوں سے نجات دلاتی ہے۔

نماز قائم کرنے سے دماغ کے کھربوں خلیے (CELLS) چارج ہو جاتے ہیں اور ذہن کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہو جاتی ہے۔

فجر کی نماز ہمارے اندر ایسی انرجی (ENERGY) پیدا کرتی ہے جو زندگی کو برقرار رکھتی ہے۔ فجر کی نماز ادا کرنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

ظہر کی نماز ادا کرنے والا بندہ زوال کے بعد زمین کے اندر سے نکلنے والی زہریلی گیسوں (GASES) سے محفوظ رہتا ہے اور اُسے مرگی کا دورہ نہیں پڑتا۔

عصر کی نماز سے نمازی کے اندر فہم و فراست کے چشمے اُبلنے لگتے ہیں۔ وہ الجھے ہوئے مسائل کو نہایت آسانی سے حل کر دیتا ہے۔

مغرب کی نماز اولاد کو سعادت مند بناتی ہے اور ایسی اولاد بڑھاپے میں ماں باپ کی خدمت کرتی ہے۔

عشاء کی نماز قائم کرنے والے بندے کے خواب سچے ہوتے ہیں اور اس کے اوپر مستقبل کا انکشاف ہونے لگتا ہے۔

نماز جسمانی صحت، دل، جگر، گردے، گٹھیا اور بلڈ پریشر سے ہونے والے امراض، معدہ میں السر وغیرہ کا مؤثر علاج ہے۔ اس کے علاوہ عورت اور مرد کی نماز کا فرق نماز میں خیالات کی یلغار سے بچنے کے آسان اور آزمودہ طریقے، اسمائے الٰہیہ سے ستر سے زیادہ روحانی اور نفسیاتی مسائل کا حل۔

سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ وضو ہائی بلڈ پریشر کا علاج ہے۔ صحیح طریقے پر وضو کرنے سے ہاتھوں کی انگلیاں خوبصورت ہو جاتی ہیں۔ کلی کرنے سے ٹانسلز کی بیماری نہیں ہوتی۔ صحیح طریقے پر منہ دھونے سے جلد ملائم اور نرم رہتی ہے، آنکھیں پرکشش، خوبصورت اور پُرخمار ہو جاتی ہیں۔ پیروں کا مسح کرنے (دھونے) سے خون کے اندر زہریلا مادہ زمین میں جذب (EARTH) ہو جاتا ہے اور جسم زہریلی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

رکوع، سجود، قعدہ، قیام اور نیت باندھنے میں پوشیدہ حکمتوں کے انکشاف کے لئے کتاب رُوحانی نماز کا مطالعہ کیجئے۔

اس کتاب میں نماز کا سائنسی مفہوم، قانون قدرت کے فارمولے اور صحیح نماز ادا کرنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

ہدیہ پندرہ روپے

مکتبہ رُوحانی ڈائجسٹ

۱-کے ۱۳، ناظم آباد، کراچی ۱۸

مساجد، لائبریریوں اور بے نمازیوں کو نمازی بنانے کے لئے مفت تقسیم کرنے والے مخیّر حضرات کے لئے خصوصی رعایت

S—3128
Monthly ROOHANI Digest
1-K-13, Nazimabad, P.O.Box 2213, Karachi-18
Rs. 7.00 Per Copy

ٹائیٹل مطبوعہ لیتھو کرافٹ کارپوریشن کراچی

Marfat.com
Marfat.com